عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
گریٹ بال

عمران سیریز

# گریٹ بال

حصّہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام مقام، کردار، واقعات اور
پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی
یا کلی مطابقت اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز،
مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------ اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
---- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

# چند باتیں

محترم قارئین ــــ سلام مسنون ۔ گمیٹ بال
آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ واشٹر یادر جیسی بین الاقوامی تنظیم کی طرف
سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خاتمے کی ہولناک سازش کے خلاف
عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہولناک جنگ ابھی جاری ہے ۔ اور
گمیٹ بال کی تباہی کے لئے جہاں عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ
وار موت سے ٹکرا رہے ہیں وہاں یہودی بھی گمیٹ بال جیسے منصوبے
کے تحفظ کے لئے اپنی پوری کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں ۔
اس لئے اس ناول میں جان لیوا اور ہولناک جنگ اپنے نقطۂ عروج
کی طرف بڑھ رہی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ سلسلہ یقیناً ہر
لحاظ سے پسند آئے گا ۔ اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔
کراچی سے حکیم محمد نعیم الحق صدیقی بانی و مرکزی صدر آل پاکستان
اطبا ایسوسی ایشن رجسٹرڈ لکھتے ہیں ۔ میں اور میرے والد محترم حکیم
محمد اکرام الحق صاحب آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتے ہیں ۔
آپ کی تخلیقات واقعی شاندار اور علمی حیثیت سے بھرپور ہوتی ہیں
بعض اوقات تو میں یہ سوچتا ہوں کہ آخر آپ کے مطالعہ کی حد کہاں
تک ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو مزید علوم میں دسترس
اور منازل عطا فرمائے ۔ آمین ۔ آپ کا ناول بمبلا اسٹون واقعی لاجواب

ناول تھا۔ لیکن اس کے صفحات ۹۸ اور ۹۹ میں درج ایک بات پر تھوڑا سا احتجاج ضرور کر دوں گا۔ اس ناول میں آپ نے اپنی علمی طبع آزمائی حکیموں پر بھی کر ڈالی ہے۔ یہ تو درست ہے کہ خمیرہ گاؤ زبان عنبری جواہر دار دماغ و دل کی تقویت کے لئے بہترین ہے اور عمران کا اس نسخہ کو بہترین کہنے سے یقیناً یونانی طریقہ علاج کی ترویج و ترقی میں مدد ملے گی۔ لیکن احتجاج صرف اس بات پر ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حاذق حکیم نسخہ تحریر کرنے کی فیس سو روپیہ وصول کرتا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں سو روپے فیس کسی حکیم کی بھی نہیں ہے۔ برائے کرم ہمارے اس طریقہ علاج کو اس انداز سے رسوا نہ کریں ورنہ غریب تو اس طریقہ علاج کو اپنانے کی ہمت بھی نہ کر سکیں گے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارے حکما حضرات عربی میں نہیں بلکہ خالصتاً اردو میں نسخے تحریر فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس میں چند اصطلاحیں فارسی کی بھی آجاتی ہیں۔ جب کہ آپ نے لکھا ہے کہ حکیم عربی میں لکھتا ہے۔ یقیناً آپ نے اپنی شوخیٔ طبع کی بنا پر یہ جملہ تحریر کر دیا ہوگا۔

حکیم محمد نعیم الحق صدیقی صاحب۔ سب سے پہلے تو میں آپ کا اور آپ کے والد محترم کا مشکور ہوں کہ آپ میری کتب پسند کرتے ہیں۔ آپ کا خط میں نے تفصیل سے اس لئے درج کر دیا ہے کہ آپ نے ایک علمی بات لکھی تھی۔ جہاں تک فیس کا تعلق ہے تو عمران نے یہ فیس حاذق حکیم کی بتائی تھی اور حکیم اور حاذق حکیم کا فرق آپ سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے۔ اور پھر عمران نے یہ فیس بتائی بھی فیاض کو تھی۔ وہ اگر اسے حاذق حکیم کی فیس چند روپے بتا دیتا تو فیاض جیسا شخص حکیم صاحب کے حاذق ہونے سے بھی یقیناً منکر ہو جاتا۔ اب آئیے علمی بات کی طرف۔ آپ کو اعتراض ہے۔ عمران نے یہ کیوں کہا کہ حکیم عربی میں نسخہ لکھتا ہے۔ اور آپ کے بقول حکما خالصتاً اردو میں نسخے تحریر فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس میں چند اصطلاحیں فارسی کی بھی آجاتی ہیں۔ آپ نے خالص اردو والی جو ترکیب لکھی ہے۔ اس پر ذرا مزید غور فرمائیں کہ خالص اردو کسے کہا جا سکتا ہے۔ اردو تو ہے ہی مختلف زبانوں کے مجموعے کا نام جن میں عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ ترکی۔ بے شمار زبانیں آجاتی ہیں۔ یہ تو آپ کو بھی یقیناً معلوم ہوگا۔ کہ لفظ اردو بذاتِ خود ترکی زبان کا لفظ ہے۔ اب آئیے اس طرف کہ عمران نے جو نسخہ بتایا ہے یعنی "خمیرہ گاؤ زبان عنبری جواہر دار" تو اس میں گاؤ زبان تو ایک بوٹی کا نام ہے۔ جب کہ خمیرہ، عنبر، جواہر، یہ تینوں الفاظ عربی ہیں۔ مزید یہاں حاذق عربی کا لفظ ہے۔ اور حکیم بھی عربی کا لفظ ہے۔ جب یہ اتنے سارے الفاظ نسخے میں عربی کے آجائیں۔ اور نسخہ لکھنے والے صاحب کے پیشے کا نام عربی ہو تو اگر عمران نے کہہ دیا کہ حکیم صاحب عربی میں لکھتے ہیں تو اس میں اس قدر ناراض تو نہ ہو جایا کریں۔ ویسے اصل بات یہ ہے کہ عمران کا مقصد رسم الخط سے تھا۔ امید ہے وضاحت بخوبی ہو گئی ہوگی۔ خط لکھنے کے لئے ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ آباد تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان سے محمد محمود بھٹی صاحب لکھتے ہیں۔ کیا پاکیشیا کا شمار ہمیشہ پس ماندہ ملکوں میں ہوتا رہے گا۔

حالانکہ عمران نے دنیا بھر کے دفاعی ہتھیاروں کے فارمولے اور جدید ترین ٹیکنالوجی پاکیشیا کو فراہم کر دی ہے۔ اور مسلسل فراہم کرتا رہتا ہے۔ اس لئے پاکیشیا کا شمار تو اب سپر پاورز میں ہونا چاہیئے لیکن آپ اُسے پس ماندہ ہی لکھتے رہتے ہیں۔

محمد محمود بھٹی صاحب۔ مسلسل ترقی کے لئے عجز و انکساری سے کام لینا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ پھر جدید ترین ٹیکنالوجی کی فراہمی تو رک جائے گی۔ اور ویسے بھی ہم مسلمانوں کے لئے عجز و انکساری سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جہاں تک میرے لکھنے کا تعلق ہے تو تعریف وہ ہوتی ہے جو دوسرے کریں۔ اور پاکیشیا آنے والے پاکیشیا کو کیا کہتے ہیں یہ آپ بخوبی جانتے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

میز پر رکھے ایک چھوٹے سے خوب صورت ڈبے میں سے اچانک ایسی آواز سنائی دی جیسے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ بظاہر یہ ڈبہ میز پر رکھے جانے والا ایک ڈیکوریشن پیس ہی نظر آتا تھا۔ اور دیکھنے والا کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ کہ یہ خوب صورت سا ڈبہ بھی ٹیلی فون ہو سکتا ہے۔ میز کے پیچھے اونچی نشست کی گدے دار انتہائی خوب صورت کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان یہ آواز سنتے ہی چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈبے کے ایک کنارے کو انگلی سے دبایا تو سامنے دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک لمبوترے چہرے والے نوجوان کی شکل ابھر آئی۔ جس کا ماتھا ضرورت سے کافی زیادہ چوڑا تھا۔ اور ٹھوڑی طوطے کی چونچ کی طرح ذرا آگے کو آ کر پھر پیچھے کو ہٹ گئی تھی۔ اس کی شکل دیکھ کر کراہت کا احساس ہوتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی دریائی گھوڑے کے منہ پر انسانی آنکھیں

لگا دی گئی ہوں۔

"ہیلو —— ٹریسر کالنگ باس" —— ڈبے میں سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"یس، باس اٹنڈنگ یو ٹریسر" —— کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ انتہائی اہم خبر ہے آپ کے لئے۔ لی گروپ کا یانگ اور اس کی بیوی مادام کومو۔ دونوں کو ایسٹ کوسٹ کے پیرا ڈائز پوائنٹ پر گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے" —— ٹریسر نے اسی طرح بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا تو کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان بری طرح اچھل پڑا۔

"کیا —— کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ ایسٹ کوسٹ میں تو کوئی غیر متعلق آدمی داخل بھی نہیں ہو سکتا" —— نوجوان نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اس کی آنکھوں سے شدید حیرت نمایاں تھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اور مزید بھی سن لیں۔ لی گروپ کا ہیڈ کوارٹر۔ آبدوز۔ جنگی کشتیاں۔ لانچیں۔ تمام کی تمام اس وقت باجان کی مسلح فوج کے قبضے میں ہیں۔ جوٹان سمیت تمام جزیرے انہوں نے اپنے قبضے میں لے لئے ہیں۔ منشیات وغیرہ کے تمام سٹاک بھی ان کی تحویل میں جا چکے ہیں۔ لی گروپ سے متعلق ہر چھوٹا بڑا آدمی گرفتار ہو چکا ہے۔ کم از کم دو سو آدمی تو مقابلے میں ہلاک ہوئے ہیں جب کہ تین ہزار افراد گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ اور مزید پکڑ دھکڑ جاری ہے۔ فوج کے کمانڈر انچیف نے وزیر اعظم کی خصوصی ہدایت



پر خود اس تمام کارروائی کی نگرانی کی ہے۔ ان کے پاس لی گروپ کے متعلق مکمل تفصیلات موجود تھیں۔ لی گروپ کا کوئی اڈہ۔ کوئی آدمی۔ کوئی لانچ ان کی نظروں سے اوجھل نہ تھی۔ ایسٹ کوسٹ پر بھی فوج نے چھاپہ مارا۔ کمانڈر انچیف بذاتِ خود وہاں گئے۔ وہاں یانگ۔ اس کی بیوی مادام کومو۔ یانگ کا خاص آدمی لمباگا کے علاوہ وہاں تین چار دیگر افراد کی لاشیں بھی ملی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس وقت لی گروپ مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اس کا ہر آدمی گرفتار یا مر چکا ہے۔ اس کے تمام اڈے، سٹور وغیرہ کے ساتھ اس کی تمام لانچیں۔ کشتیاں۔ جنگی کشتیاں۔ ہیلی کاپٹر۔ آبدوز۔ حتیٰ کہ ان سے متعلق کاریں تک فوج کی تحویل میں جا چکی ہیں۔ ہو کیڈو میں یانگ کے ذاتی محل پر بھی فوج کا قبضہ ہے۔ یہ آپریشن آج صبح منہ اندھیرے بیک وقت شروع ہوا ہے۔ اور صرف دو گھنٹوں کے اندر مکمل ہو گیا ہے" —— ٹریسر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان ہونٹ بھینچے اس طرح بیٹھا سن رہا تھا جیسے یہ سب کچھ خواب کی باتیں ہوں۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو۔

"میں دس بار مر کر بھی تمہاری اس رپورٹ پر یقین نہیں کر سکتا ٹریسر۔ ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یانگ کے تو باجان کے اعلیٰ ترین حکام سے اس قدر گہرے تعلقات تھے کہ اس پر تو آج تک انگلی اٹھانے کی کسی کو جرأت نہیں ہو سکی تھی" —— چیف نے حیرت سے پُر لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی جب اطلاع ملی تو میری بھی آپ جیسی ہی سوچ تھی۔ آپ

کو تو علم ہے کہ باجان فوج کے اعلیٰ حکام میں مخبر موجود ہیں۔ چنانچہ میں
نے جب ان با اعتماد مخبروں سے رابطہ قائم کیا تو معلوم ہوا کہ رپورٹ
حرف بحرف درست ہے۔ ایسا ہو چکا ہے "ـــــ ٹرسٹر نے
جواب دیا۔

" لیکن ایسا کیسے ممکن ہو گیا۔ تم نے اس بارے میں کوئی رپورٹ
حاصل کی۔ کیونکہ یہ اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ مجھے فوری طور پر چیف
باس کو مکمل اطلاعات دینی ہوں گی اور تم جانتے ہو کہ چیف باس
کے سامنے غلط بیانی کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے "ـــــ باس نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ مجھے معلوم ہے۔ میں نے آپ کو کال کرنے سے
پہلے پوری تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ فوج کی اس ساری کارروائی کی
بنیاد ایک شخص سلاگو کی ذات بنی ہے۔ سلاگو کسی زمانے میں
ایک بڑا مجرم تھا۔ لیکن پھر وہ بیمار ہو گیا۔ اور کافی عرصہ بیمار رہنے کے
بعد اس کا ذہن بدل گیا۔ اس نے جرائم کی راہ چھوڑ کر جرائم کے خاتمے
کی راہ اپنا لی۔ اس نے ایک ایجنسی قائم کر رکھی ہے۔ جسے سلاگو
ایڈ کہا جاتا ہے۔ اس ایجنسی کی وجہ سے سلاگو لوگوں کو جرائم سے
بلا معاوضہ تحفظ دیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مجرموں کے خلاف تحفظ
لیکن آج تک کسی بڑی تنظیم کا راستہ نہ کاٹا تھا۔ اس لئے اس کی
بظاہر کوئی اہمیت نہ تھی۔ پھر اس کی ملاقات پاکیشیا سے آنے
والے ایک گروپ سے ہو گئی۔ اس گروپ میں ایک سوئس نژاد
عورت اور پاکیشیائی مرد تھے۔ اس کے لیڈر کا نام علی عمران بتایا



گیا ہے۔ یہ علی عمران اور اس کے ساتھی لی گروپ کے چیف یانگ
سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یانگ کی بجائے
اس کی بیوی مادام کومو یانگ کے چیدہ چیدہ آدمیوں پر مبنی
ایک گروپ بنا کر اس کے مقابلے پر اتر آئی۔ اس گروپ جسے
مادام کومو گروپ کہا جانے لگا۔ نے پہلے عمران کو ہوٹل سے
اغوا کر کے جزیرہ جوٹان پہنچا دیا جہاں مادام کومو موجود تھی۔ لیکن
پھر عمران وہاں سے نکل گیا۔ اور اس کے ساتھی بھی وہاں
پہنچ گئے۔ وہاں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی جوٹان
میں موجود لی گروپ کے آدمیوں سے انتہائی خوفناک
مقابلہ ہوا۔ جس میں عمران کے کئی ساتھی شدید زخمی ہو
گئے۔ لیکن باقی بچ کر فرار ہو گئے۔ کومو گروپ نے ان کی تلاش
جاری رکھی۔ اور اس کے بعد ان لوگوں کو یہودیوں کے کلب
سنگ ہینگ میں گھیر لیا گیا۔ اور کلب پر بموں کی بارش کر کے
اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس طرح یہ سمجھ لیا گیا۔ کہ
عمران اور اس کے ساتھی ختم ہو گئے ہیں۔ اس فتح کا جشن
منانے کے لئے مادام کومو اور یانگ پیراڈائز پوائنٹ چلے گئے۔
مگر عمران اور اس کے ساتھی پہلے ہی اس کلب سے نکل
گئے تھے۔ چنانچہ نہ صرف وہ بچ گئے۔ بلکہ کومو گروپ کا لیڈر
بھی ان کی نظروں میں آ گیا۔ اور وہ لوگ اس پر چڑھ دوڑے۔
اور پھر اس پر تشدد کر کے انہوں نے مادام کومو اور یانگ کا پتہ
معلوم کیا اور وہاں الیسٹ کوسٹ پہنچ گئے۔ وہاں ان کے درمیان

خوف ناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں یانگ اور کوموادر یانگ کے
سارے آدمی مارے گئے۔ وہاں سے ان کے ہاتھ ایسے کاغذات
آئے۔ جن میں لی گروپ کے اڈوں اور آدمیوں کی مکمل تفصیلات
موجود تھیں۔ چنانچہ یہ کاغذات اس سلاگو کے ذریعے براہِ راست
وزیراعظم تک پہنچے۔ اور وزیراعظم نے کمانڈرانچیف کو بلا کر مخصوص
ہدایات دیں اور اس کے نتیجے میں لی گروپ کے خلاف ایکشن ہوا
اور سارا گروپ ختم ہو گیا" ـــــ ٹرسر نے پوری تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے مل گئیں" ـــــ باس
نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تفصیلات وزیراعظم کے پرسنل سیکرٹری کی وجہ سے ملی
ہیں۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ اور یہ تفصیلات اس سلاگو نے وزیر
اعظم کو بتائی تھیں" ـــــ ٹرسر نے جواب دیا۔

"اب یہ سلاگو اور وہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" ـــــ
باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ تو معلوم کرنا پڑے گا۔ اگر آپ حکم دیں تو میں انہیں تلاش
کر دوں" ـــــ ٹرسر نے کہا۔

"ہاں۔ خاص طور پر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش
کرنا بے حد ضروری ہے۔ اور میری بات سن لو۔ عمران کا تعلق
پاکیشیا کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور اس کے ساتھی یقیناً
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ اور ہو سکتا ہے یہ سلاگو



یہاں باجان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہو۔ یہ لوگ دراصل
واٹر پاور کے خلاف کام کرنے نکلے ہیں۔ جب سے ہاشم خان
کو ہم نے پاکیشیا میں ختم کیا ہے تب سے یہ لوگ حرکت میں
آئے ہیں۔ اس کی اطلاع چیف باس کو مل گئی تھی۔ میں نے تو کہا تھا
کہ مجھے ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آنے کی اجازت دی جائے۔
لیکن چیف باس نے مجھے منع کر دیا۔ وہ نہ چاہتے تھے کہ ہم لوگ
مقابلے پر آ کر ٹریس ہو سکیں۔ پھر یانگ نے بھی ضد کی کہ وہ خود ان
کا خاتمہ کرے گا۔ اس لئے میرا سیکشن خاموش ہو گیا۔ اور اپنے
آپ کو ٹریسنگ سے بچانے کے لئے ہم نے فوری طور پر لی گروپ
سے ہر قسم کا رابطہ بھی ختم کر دیا۔ اس لئے ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ
لی گروپ کیا کر رہا ہے۔ اگر چیف باس مجھے منع نہ کرتے تو نہ صرف
لی گروپ کا یہ حشر نہ ہوتا بلکہ ہم بڑی آسانی سے اس عمران اور اس
کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ لیکن اب لی گروپ کے خاتمے
کے بعد ظاہر ہے چیف باس نے یہ مشن ہمارے سیکشن کے
ذمہ لگانا ہے۔ اس لئے تم فوری طور پر ان کو ٹریس کرو تاکہ میں
چیف باس سے اجازت لیتے ہی بھوکے بھیڑیئے کی طرح ان پر
جھپٹ پڑوں" ـــــ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں انہیں آسانی سے ٹریس
کر لوں گا۔ باجان میں اڑنے والی مکھی بھی ٹرسر کی نظروں سے غائب
نہیں ہو سکتی" ـــــ ٹرسر نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ او۔ کے۔ جیسے ہی یہ ٹریس ہوں۔ مجھے

فوری رپورٹ دینا۔ تم نے خود کوئی حرکت نہیں کرنی" ــــ باس نے
قدرے تلخ لہجے میں کہا۔
"آپ کو کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی باس۔ میرے سیکشن کا کام
توصرف معلومات حاصل کرنا ہے۔ میں ان کے خلاف کیا حرکت کر
سکتا ہوں" ــــ ٹرسر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
"تم میرا مطلب نہیں سمجھے ٹرسر۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہارا
سیکشن خفیہ رہ کر صرف معلومات حاصل کرتا ہے۔ میرا مطلب
کہ یہ لوگ کسی طرح بھی مشکوک نہ ہونے پائیں" ــــ باس نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں زیادہ سے
زیادہ دو گھنٹوں کے اندر نہ صرف انہیں ٹریس کر لوں گا بلکہ ان
کے متعلق پوری تفصیلات بھی حاصل کر لوں گا" ــــ ٹرسر نے
جواب دیا۔ اور باس نے اوکے کہہ کر ڈبے کا کنارہ دبا دیا۔ دوسرے
لمحے دیوار پر نظر آنے والی سکرین صاف ہو گئی۔ اب وہاں عام سی
دیوار تھی۔

باس چند لمحے دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے میز پر کہنیاں
ٹکائے بیٹھا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھا اور کرسی کے دائیں ہاتھ پر
دیوار میں موجود ایک دروازے کو کھول کر عقبی کمرے میں آ گیا۔ یہ
کمرہ ریسٹ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ باس ایک الماری
کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے۔ اور پھر اس
کے اندر ایک طرف لگا ہوا بٹن دبایا تو الماری کا اندرونی حصہ



تیزی سے ایک طرف کو کھسک گیا۔ اب اس کے پیچھے ایک مشین
نمودار ہو گئی۔ جس کا اوپر کا حصہ کسی سکرین کی طرح کا تھا۔ اور نچلا حصہ
چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلبوں سے بھرا ہوا تھا۔ درمیان میں
سرخ رنگ کا ایک بڑا سا بٹن موجود تھا۔ مشین کے سب سے نچلے
حصے میں ایک خانہ سا بنا ہوا تھا۔ جیسے کپڑے لٹکانے والی الماری
کے نچلے حصے میں خانہ سا موجود ہوتا ہے۔ اس نے دراز کو کھینچ کر باہر
نکالا۔ اس کے اندر ایک سرخ رنگ کے کپڑے کا بنا ہوا پھول پڑا
تھا۔ جس کی سات کلیاں تھیں۔ اور ہر کلی کے اوپر زرد رنگ کے
نقطے بنے ہوئے تھے۔ اس نے پھول کو اٹھا کر اپنے کوٹ کے
فلاور ہول میں اٹکا دیا۔ اور پھر دراز بند کر کے اس کے سرخ رنگ
کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی سی جاگ اٹھی۔ اور
مختلف رنگوں کے بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ مشین
پر موجود سکرین بھی ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ پہلے اس پر آڑی ترچھی
لکیریں سی نمودار ہوتی رہیں۔ اس کے بعد ایک جھماکے سے اس پر
ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ یہ کمرہ ایک شاندار دفتر کے انداز
میں سجا ہوا تھا۔ لیکن کمرے میں ہلکی ہلکی دھند سی پھیلی ہوئی تھی۔ نوجوان
اپنی جگہ پر خاموش اور بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اور چند لمحوں بعد
مشین کے ایک خانے سے سرخ رنگ کی روشنی کی دھار نکلی
اور سیدھی اس پھول پر پڑی جو نوجوان کے کوٹ کے فلاور ہول
میں اٹکا ہوا تھا۔ چند لمحوں تک یہ سرخ رنگ کی روشنی کی دھار پھول
پر پڑتی رہی۔ اس کے بعد غائب ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین

پرچھائی ہوئی دھند یک لخت غائب ہو گئی۔ اور اب سکرین پر کسی کمرے
کے منظر کی بجائے ایک نقاب پوش کا چہرہ ابھر آیا۔ اس کا نقاب
گہرے سرخ رنگ کا تھا۔ جس پر آنکھوں کی جگہ سنہرے رنگ کے
دو دائرے بنے ہوئے تھے۔ آنکھیں نظر نہ آ رہی تھیں۔
"ہیلو چیف باس ـــــ واٹر پرنس تھری کالنگ" ـــــ نقاب
پوش کا چہرہ نمودار ہوتے ہی نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"یس ـــــ چیف باس اٹنڈنگ" ـــــ ایک آواز مشین میں
سے نکلی لیکن نقاب پوش چہرہ اُسی طرح ساکت رہا۔
"باس ـــــ ایک اہم ترین رپورٹ دینے کے لئے کال کی
ہے" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"کیا رپورٹ ہے" ـــــ چیف باس نے چونک کر پوچھا۔
اور جواب میں نوجوان نے ٹرسر سے ملنے والی رپورٹ کی مکمل
تفصیل بیان کر دی۔ اس نے کوئی پوائنٹ نہ چھوڑا۔ بلکہ یہ بھی بتا
دیا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کا حکم
بھی دے دیا ہے۔
"ہونہہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے سامنے یہ یانگ بے بس رہا ہے" ـــــ چیف باس نے
ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔
"یس باس ـــــ لیکن سیکشن تھری بے بس نہیں ہو سکتا۔
آپ حکم دیں تو ان کی لاشیں ہیڈ کوارٹر بھجوا دی جائیں" ـــــ
نمبر تھری نے پُر جوش لہجے میں کہا۔





"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے کیا جذبات ہیں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم
ہے کہ تمہارے کیا وسائل ہیں۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ گریٹ
بال اب تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک
ماہ کا عرصہ اس کے مکمل ہونے میں رہ گیا ہے۔ یانگ نے گریٹ بال
کے لئے کچھ سامان ضرور سپلائی کیا ہے۔ اور وہ گریٹ بال کا نام بھی
جانتا ہے۔ لیکن گریٹ بال کہاں ہے۔ اور کیا ہے۔ اس کے بارے
میں اُسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اور جہاں تک سامان کی سپلائی کا تعلق
ہے۔ ایسٹ کوسٹ تک سامان اس کا گروپ پہنچاتا تھا۔
لیکن وہاں سے سامان کہاں جاتا تھا اس کے متعلق اُسے
کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس لئے یانگ کے مرنے یا جینے سے ہم پر
کوئی اثر مرتب نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی یانگ ہمارے لئے کرائے
پر کام کرتا تھا۔ اس لئے اگر یانگ یا اس کا گروپ ختم ہو گیا ہے۔ تو
اس سے واٹر پاور پر کیا اثر پڑتا ہے" ـــــ چیف باس نے
انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور نمبر تھری کے
چہرے پر قدرے حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔
"آپ کا مطلب ہے باس کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے" ـــــ نمبر تھری کے لہجے میں
بے یقینی اور حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔
"ہاں۔ مجھے تمہاری یہی ذہانت پسند ہے کہ تم بات کو
فوراً پک کر لیتے ہو۔ سنو ہمیں لی گروپ کے خاتمے پر جذبات
میں آ کر ان لوگوں سے ٹکرانے سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ ہماری

تنظیم کے مقاصد بے حد بلند ہیں۔ ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں
نہیں آنا چاہیئے۔ واٹر پاور کو براہِ راست کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ
یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لاکھ سر پٹکیں واٹر پاور کے متعلق
اُسے ذرا سا کلیو بھی نہیں مل سکتا۔ ہاں۔ اگر ہمارا کوئی سیکشن براہِ راست
اس کے مقابلے پر آ گیا تو پھر صورت حال دوسری ہو سکتی ہے۔ اگر یہ
لوگ ختم ہو گئے تو ان کی جگہ دوسرے آدمی لے لیں گے۔ کیونکہ یہ
کوئی پرائیویٹ تنظیم تو نہیں ہے کہ ان لوگوں کے خاتمے کے ساتھ
ہی تنظیم بھی ختم ہو جائے گی۔ ان کا تعلق حکومت پاکیشیا سے ہے۔
اور ان لوگوں کے خاتمے سے حکومت پاکیشیا ختم نہیں ہو سکتی۔
نتیجہ ظاہر ہے کہ واٹر پاور کے خلاف ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ
شروع ہو جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی یقیناً واٹر پاور بھی دنیا
کے سامنے آ جائے گا۔ حالانکہ گریٹ بال مکمل ہونے اور فرسٹ
مشن مکمل ہونے تک ہم ایسا نہیں چاہتے۔ فرسٹ مشن جانتے ہو
ناں"۔۔۔ چیف باس نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا۔

"یس باس۔۔۔ فرسٹ مشن میں گیارہ اہم مسلم ممالک کو
سمندری سیلاب سے تباہ کیا جانا ہے"۔۔۔ نمبر تھری نے فوراً
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یہ فرسٹ مشن انتہائی اہم ہے۔ جب تک یہ گیارہ
مسلم ممالک صفحہ ہستی سے نابود نہیں ہو جاتے۔ یہودیوں کا قبضہ
پوری دنیا پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہودیوں کے اصل مخالف یہ مسلمان



ہیں اور انہی گیارہ اسلامی ممالک کے مسلمان ہی ہمیشہ یہودیوں
کے عظیم مشن کے خلاف رکاوٹ بنتے رہے ہیں۔ فرسٹ مشن کی
کامیاب تکمیل کے بعد واٹر پاور کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ
رہے گی۔ اور اس کے بعد ہم آسانی سے سمندر کی مختلف رووں
میں اپنی مرضی سے تبدیلی پیدا کر کے پوری دنیا کو سرنگوں کر لیں گے۔
پوری دنیا کے موسمی حالات اور تجارت مکمل طور پر ہمارے قبضے میں
آ جائے گی۔ اور نتیجہ ظاہر ہے کہ پوری دنیا پر یہودیوں کی ناقابل تسخیر
حکومت قائم ہو جائے گی۔ ایسی حکومت جسے قیامت تک کوئی
چیلنج نہ کر سکے گا۔ اب تم سوچو اس عظیم مشن کے مقابلے میں
ی گروپ کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔ ہم کیوں سامنے آ کر اپنے
آپ کو پوز کریں۔ جب کہ یہ لوگ لاکھ سر پٹکیں انہیں ہمارے متعلق
کچھ معلوم نہیں ہو سکتا"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ تھینک یو باس۔ آپ واقعی عظیم ذہن کے
مالک ہیں۔ اب میں ہر بات پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ فرسٹ مشن
بلکہ اس کے بعد پوری دنیا پر قبضے تک ہمیں اپنے آپ کو ہر صورت
میں چھپانا ہے"۔۔۔ نمبر تھری نے کہا۔

"گڈ۔۔۔ میں نے تمہیں اس لئے پوری تفصیل سے سمجھایا ہے
کہ تم ہمارے فرسٹ مشن گریٹ بال کے ایریے کے انچارج ہو۔
تمہاری طرف سے معمولی سی کوتاہی ہمارے پورے مشن کی ناکامی
ی سکتی ہے"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"میں سمجھ گیا باس۔ آپ بے فکر رہیں باس۔ آپ کو کوئی شکایت

نہ ہوگی" ۔۔۔۔ نمبر تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ مکمل طور پر اپنے آپ کو کیموفلاج کر لو۔ کسی قسم کی
کوئی لیکیج نہیں ہونی چاہیئے۔ البتہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی
نگرانی ضرور کراؤ۔ لیکن صرف نگرانی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور
میری ہدایت بھی نوٹ کر لو۔ اگر تمہارے گروپ کا کوئی آدمی بھی
عمران کی نظروں میں آجائے تو اُسے فوراً ختم کر دینا" ۔۔۔۔ چیف با
نے سخت لہجے میں کہا۔
"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔۔ نمبر تھر
نے جواب دیا۔ اور مشین سے اوور کے کا لفظ سنائی دیا۔ اور سکر
تاریک ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین کے بلب بھی بجھ گئے۔ نم
تھری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فلاور ہول میں اٹکا ہو
پھول اتارا۔ خانہ کھول کر پھول اس میں رکھا اور خانہ بند کر کے اس
نے بٹن دبایا اور الماری کو دوبارہ اصل حالت میں لا کر اس نے اس
کے پٹ بند کئے اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا واپس اپنے دفتر
آکر بیٹھ گیا۔ اس نے کرسی کی اونچی نشست سے سر ٹکایا اور آنکھ
بند کر لیں۔ ابھی اُسے اس حالت میں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر
تھی کہ میز پر رکھے ڈبے میں سے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنا
دی اور نمبر تھری نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ اور پھر آگے کو جھک
کر اس نے ڈبے کا کنارہ دبا دیا دوسرے لمحے سامنے دیوار پ
سکرین روشن ہوگئی۔ اور اس پر ٹرسمر کا چہرہ ابھر آیا۔
"ہیلو باس ۔۔۔ ٹرسمر کالنگ" ۔۔۔۔ ٹرسمر کے لب ہلے۔ او



آواز اس ڈبے میں سے برآمد ہوئی۔
"یس" ۔۔۔۔ نمبر تھری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق صرف اتنا
معلوم ہوا ہے کہ وہ ہوٹل تشانو میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لیکن ان
کے کمرے لاک ہیں۔ اگر آپ کہیں تو ان کی عدم موجودگی میں ان
کے کمروں کی تلاشی وغیرہ لے لی جائے۔ سلاگو کے متعلق بھی
معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہی ہے" ۔۔۔۔ ٹرسمر
نے کہا۔
"نہیں۔ کسی تلاشی وغیرہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور سنو۔
چیف باس نے انتہائی سختی سے حکم دیا ہے کہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کے سامنے ہمارے سیکشن کا کوئی آدمی کسی صورت میں
بھی ظاہر نہ ہو۔ اس لئے تم صرف ان لوگوں کی نگرانی دور دور سے
کراؤ گے۔ اور وہ بھی بس رسمی سی۔ زیادہ دلچسپی لینے کی بھی ضرورت
نہیں ہے اور نہ ہی زیادہ آدمی لگانے کی۔ اور جو آدمی لگاؤ۔ ان
کی بھی نگرانی کراؤ۔ اگر نگرانی کرنے والا کوئی آدمی ان کی نظروں میں
آجائے تو اُسے فوراً گولی مروا دو" ۔۔۔۔ نمبر تھری نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔
"اپنے آدمیوں کو گولی مروا دوں۔ کیا مطلب باس۔ میں
سمجھا نہیں" ۔۔۔۔ ٹرسمر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
"مطلب اچھی طرح سمجھ لو۔ ورنہ تم بھی معمولی سی غلطی سے اپنی
جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ چیف باس کا انتہائی سخت حکم

ہے کہ ہمارے سیکشن کا کوئی آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کی
نظروں میں کسی طرح نہ آسکے۔ اگر آ گئے تو چاہے میں خود ہی کیوں نہ
ہوں مجھے بھی فوراً گولی مار دی جائے گی۔ اب مطلب سمجھ میں آگیا"
نمبر تھری نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ اب میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ میں
صرف ایک دو آدمی تعینات کر دیتا ہوں جو صرف ہوٹل کی حد تک
ان کی نگرانی کریں گے۔ تاکہ انہیں کسی طرح کا بھی شک نہ پڑ سکے
اور یہ آدمی بھی کرائے کے ہوں گے جن کا کوئی تعلق ہمارے سیکشن
سے نہ ہوگا"۔۔۔۔ ٹرمبر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"گڈ۔ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ زیادہ دلچسپی مت لو۔ سرسری سی نگرانی
کراؤ"۔۔۔۔ نمبر تھری نے کہا۔ اور ڈبے کے کنارے کو دبا کر
اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دیوار بھی صاف ہو گئی۔

"کاش چیف باس ایسا حکم نہ دیتے تو میں دیکھتا کہ یہ عمران
اور اس کے ساتھی کتنے سانس لے سکتے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے"
نمبر تھری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
اس کے چہرے پہ بوریت کے آثار نمایاں تھے۔




عمران اور اس کے ساتھی مقامی میک اپ میں باجان کے
دارالحکومت کوٹیو کے مین بازار میں اس طرح چل رہے تھے جیسے وہ
آوارہ گردی کرنے کے موڈ میں ہوں۔ بازار میں لوگوں کا اس قدر
اژدھام تھا کہ پیدل چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ بڑی بڑی دکانیں دنیا بھر
کے قیمتی ترین سامان سے اٹی پڑی تھیں۔ بازار میں مردوں کی نسبت
عورتوں کی کثرت تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی بڑی دلچسپی سے
دکانوں کے شوکیسوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ سلاگو
بھی میک اپ میں عمران کے ساتھ تھا مگر وہ اور جولیا اکٹھے چل رہے تھے
اور سلاگو کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی۔ جیسے وہ کوئی
عظیم مملکت فتح کرنے کے بعد وہاں کے باشندوں کا سلام
وصول کرنے کے لئے چل رہا ہو۔ جوہان کے علاوہ باقی ساتھی ان
کے پیچھے چل رہے تھے۔ البتہ اب لیڈی چیرنگ ان کے ساتھ

شامل نہ تھی۔ اور چوہان سب سے آگے عمران اور سلاگو کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

" یہ ٹوڑگو کھلونوں کی کسی دکان کا نام ہی ہو سکتا ہے۔ ٹوائے کھلونے کو ہی تو کہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ساتھ چلنے والے سلاگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اس بازار میں کھلونوں کی تو بے شمار دکانیں ہوں گی لیکن ٹوڑگو نام کی کوئی دکان آج تک تو میری نظروں سے نہیں گزری"۔۔۔۔ سلاگو نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں ہمیں اخبار میں اشتہار دے دینا چاہیئے تھا کہ جو ٹوڑگو دکان ڈھونڈھ کر دے گا اُسے انعام دیا جائے گا"۔۔۔۔ چوہان نے جو ان کے ساتھ چل رہا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر تو یہاں ہر چوتھی دکان پر ٹوڑگو کے نام کی تختی لگ جاتی۔ اور سلاگو صاحب کی ساری جائیداد انعام دینے میں ہی خرچ ہو جاتی"۔ عمران نے جواب دیا۔ اور چوہان اور سلاگو دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

" لیکن عمران صاحب۔ یہ بھی تو ضروری نہیں کہ ٹوڑگو کسی دکان کا ہی نام ہو۔ وہ کسی بار۔ کیفے۔ جوئے خانے کا بھی تو نام ہو سکتا ہے" چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں تو کہتا ہوں۔ کاش کسی میرج بیورو کا نام ہو۔ تاکہ وہاں خوب صورت رشتوں کا بھاری بھر کم البم دیکھنے کو مل جائے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور سلاگو بے اختیار




قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

وہ اسی طرح گپیں مارتے ہوئے بازار کے دونوں اطراف کی دکانوں کے سائن بورڈ پڑھتے آگے بڑھے جا رہے تھے کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی نظریں ایک چھوٹی سی دکان کے اوپر لگے ہوئے میلے سے سائن بورڈ پر جمی ہوئی تھیں جس پر واقعی ٹوڑگو کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ لیکن سوائے لفظ ٹوڑگو کے بورڈ پر اور کوئی لفظ موجود نہ تھا۔ اس لئے سائن بورڈ سے یہ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ یہ دکان کس چیز کی ہے۔ دکان کا دروازہ شیشے کا بنا ہوا تھا اور شیشہ بھی اندھا تھا۔ یعنی ایسا شیشہ کہ اس کے پار نہ دیکھا جا سکتا ہو۔

" اوہ۔ کم از کم یہ لفظ تو نظر آیا"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور باقی سب ساتھیوں کے چہرے پر بھی ٹوڑگو کا سائن بورڈ دیکھ کر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ وہ صبح نو بجے سے مسلسل شہر کے مین بازاروں میں اس ٹوڑگو کو ڈھونڈھنے کے لئے گشت کرتے پھر رہے تھے۔ جو کاغذ عمران نے یانگ کی جیب سے نکلنے والے کاغذوں سے علیحدہ کر کے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ اس میں یہ درج تھا کہ سپلائی میسرز ٹوڑگو کی تحویل میں دی جاتی ہے۔ میسرز کا لفظ چونکہ کسی دکان یا کاروباری ادارے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے عمران نے پہلے تو ٹیلی فون انکوائری سے میسرز ٹوڑگو کا فون نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اُسے بتایا گیا کہ اس نام کے کسی ادارے میں ٹیلی فون کنکشن موجود نہیں ہے۔ تب عمران نے خود ٹیلی فون ڈائریکٹری چیک کی۔

لیکن واقعی اس میں ٹورگو نام کے کسی ادارے کا اندراج موجود نہ تھا
اس کے بعد عمران نے پورے باجان کی شاپنگ گائیڈ منگوائی
جو دس جلدوں میں تھی۔ اور پھر پوری ٹیم نے مل کر اس میں سے ٹورگو
نام کے کسی ادارے کی تلاش کی۔ لیکن پھر بھی ناکامی ہوئی تو عمران
کی تجویز پر انہوں نے علیحدہ علیحدہ مختلف بازاروں کی گشت کی۔
چونکہ طے یہی ہوا تھا کہ ٹھیک دو بجے تک وہ سب مین بازار پہنچ
جائیں گے۔ تاکہ وہاں بھی مل کر چیکنگ کی جا سکے۔ اور کھانا وغیرہ
کھا کر آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔ اس لئے سارا دن مختلف
بازاروں میں گشت کرنے کے بعد وہ اب دو بجے یہاں مین بازار
میں اکٹھے ہوئے تھے۔ سب کو ٹورگو کی تلاش میں ابھی تک ناکامی
سے ہی دوچار ہونا پڑا تھا۔ اس لئے آخری راؤنڈ اس مین بازار کا لگ
جا رہا تھا۔ اور اب یہاں ایک چھوٹی سی دکان کے اوپر پرانے سے
بورڈ پر انہیں ٹورگو کا لکھا ہوا نام نظر آیا تھا۔ اس بورڈ کو دیکھتے ہی
سب کے چہروں پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

"چلو ایک مسئلہ تو حل ہوا کہ ٹورگو نام کی دکان واقعی موجود ہے۔
آؤ اب دیکھ لیتے ہیں کہ یہ کس چیز کی دکان ہے" ——— عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سڑک پار کر کے اس دکان کی طرف
بڑھ گئے۔ دکان کی ایک سائیڈ پر دروازہ سا بنا ہوا تھا۔ جس پر
چھوٹی سی تختی لٹک رہی تھی۔ کہ دکان بند ہے لیکن چوکیدار کو پیغام
دیا جا سکتا ہے۔

عمران نے دروازے کو دبایا تو دروازہ واقعی اندر سے بند تھا۔





عمران نے ہاتھ اٹھا کر شیشے کو آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ تو چند لمحوں بعد
دروازہ کھل گیا۔ اور ایک بوڑھا سا آدمی پلکیں جھپکاتا باہر آ گیا۔ اس
کا لباس بھی میلا اور پرانا سا تھا۔ اور چہرے پر بھی غربت اور بیچارگی
کے آثار نمایاں تھے۔

"جی فرمایئے" ——— بوڑھے نے عمران اور اس کے ساتھیوں
کو حیرت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ٹورگو صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے" ——— عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں ہو سکتی۔ ضرور ہو سکتی ہے" ——— بوڑھے
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کرایئے ملاقات" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے" ——— بوڑھے نے دروازہ کھول کر اندر جاتے ہوئے
کہا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ دکان
بالکل تنگ گلی کی مانند تھی۔ جس میں دروازے کے پاس ایک
سائیڈ پر ایک پرانی سی آرام کرسی پڑی تھی۔ باقی دکان ہر قسم کے
فرنیچر اور سامان سے خالی تھی۔ حتیٰ کہ دیواروں پر بھی کوئی ریک وغیرہ
موجود نہ تھا۔ وہ بوڑھا اندرونی حصے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ دکان
کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا۔ اس بوڑھے نے وہ دروازہ
کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ جب عمران اور اس کے ساتھی اس
دروازے کو پار کر کے اندر داخل ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ
گئے کہ یہ جگہ ایک بڑے کمرے کی طرح کشادہ تھی اور انتہائی

شاندار فرنیچر اس میں موجود تھا۔ دیواروں پر لکڑی کے تختے اس طرح ایڈجسٹ
کئے گئے تھے کہ کمرہ کسی رئیس آدمی کے شاندار دفتر کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ ایک
طرف مہاگنی کی بنی ہوئی ایک بڑی میز تھی۔ جس کے پیچھے اونچی نشست کی
ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ میز پر ایک دو نہیں بلکہ مختلف رنگوں کے چار ٹیلی فون
موجود تھے۔ میز کی دوسری طرف شاندار کرسیاں تھیں۔ ایک طرف ایک صوفہ
اور اس کے سامنے چھوٹی میز پڑی تھی۔ ایک سائیڈ پر ایک کافی بڑی الماری
کھڑی تھی۔ فرش پر انتہائی قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔

"تشریف رکھئے"۔۔۔ بوڑھے نے دروازہ میں داخل ہو کر ایک طرف
ہوتے ہوئے بڑے لجاجت آمیز لہجے میں عمران اور اس کے ساتھیوں سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹورگو صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ کیا کہیں باہر گئے ہوئے ہیں"۔۔۔
عمران نے پوچھا۔

"جی آپ تشریف تو رکھیں"۔۔۔ بوڑھے نے اُسی طرح بڑے عاجزانہ
لہجے میں کہا۔

"لو بڑے میاں۔ ہم نے تشریف رکھ لی۔ اب فرمائیے"۔۔۔ عمران نے
ایک طویل سانس لے کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"۔۔۔ بوڑھے نے اُسی طرح بڑے
عاجزانہ لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں"۔۔۔ عمران نے اب اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ
بوڑھا ظاہر ہے صرف وقت گزار رہا تھا۔

"او۔ کے۔ آپ کی مرضی۔ اب آپ جیسے معزز مہمانوں کو ناراض تو نہیں



کیا جا سکتا"۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا اور پھر وہ آرام سے چلتا ہوا بڑی میز
کی طرف گیا اور میز کی سائیڈ سے گھوم کر وہ بڑے اطمینان سے شاندار کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جی ملاقات کیجئے۔ میرا نام ٹورگو ہے"۔۔۔ بوڑھے نے بڑے سنجیدہ لہجے
میں کہا اور اس بار واقعی باقی ساتھی تو ایک طرف عمران جیسا شخص بھی حیرت سے
منہ کھولے بیٹھا رہ گیا۔ وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ بوڑھا ہی ٹورگو ہو گا۔
اس شاندار دفتر کا مالک۔ وہ تو اُسے چپڑاسی ٹائپ کی کوئی چیز سمجھے ہوئے تھے۔
چند لمحے کمرے میں خاموشی رہی پھر عمران بول پڑا۔

"واہ۔ آج پتہ چلا کہ چپڑاسی اور مالک کی شخصیات ہم آہنگ کیسے ہو
سکتی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہ میں چپڑاسی ہوں نہ مالک۔ میرا نام ٹورگو ہے"۔۔۔ بوڑھے نے
اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"یعنی آپ مالک نہیں ہیں۔ حالانکہ باہر بورڈ ٹورگو کا ہی لگا ہوا ہے"
عمران نے درحقیقت حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس بوڑھے نے عمران جیسے
شخص کو بھی حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ آج کون سا دن ہے"۔۔۔ بوڑھے نے اسی
طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"دن۔ آج ٹیوز ڈے ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"بس اسی لئے باہر ٹورگو کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ ٹیوز ڈے کو ٹورگو کا بورڈ لگتا ہے اور
باقی دنوں میں اصل بورڈ اور اس دفتر میں ٹیوز ڈے کو ہی چھٹی ہوتی ہے"۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

"یعنی چھٹی کے روز آپ اپنے نام کا ہی بورڈ لگا دیتے ہیں"۔۔۔
عمران نے اس بار حقیقی دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ بوڑھا واقعی ایک

دلچسپ کردار ثابت ہو رہا تھا۔

"جی ہاں۔ میں اس ادارے میں پچاس سال سے موجود ہوں۔ اس لئے مجھے باقاعدہ اجازت دی گئی ہے کہ میں چھٹی کے روز اس بڑا اپنے نام کا بورڈ لگا سکتا ہوں۔ اور گذشتہ تیس سالوں سے ہر ٹیونز ڈے کو یہ بورڈ لگ جاتا ہے جو رات کو اتار کر رکھ لیا جاتا ہے۔ میں یہاں چوکیدار ہوں"۔۔۔ بوڑھے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ ادارہ کیا کاروبار کرتا ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ اور اس کے مالکان کون ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن آپ نے تو ٹورگو سے ملنا تھا۔ اور آپ ٹورگو سے مل رہے ہیں۔ باقی آپ کے سوال کا جواب تو کل دیا جا سکتا ہے۔ کل دکان کا اصل بورڈ لگا ہو گا۔ اس پر ادارے کا نام بھی ہو گا۔ کاروبار کی وضاحت بھی ہو گی اور یہاں اس کرسی پر مالک بھی بیٹھا ہوا ہو گا"۔۔۔ بوڑھا واقعی عجیب سے ذہن کا مالک تھا۔

"ہمیں یانگ نے بھیجا ہے"۔۔۔ عمران نے اصل پتہ پھینکتے ہوئے کہا۔

"یانگ آپ کو کیسے بھیج سکتا ہے۔ اُسے تو مرے ہوئے دس سال گزر گئے ہیں۔ وہ میرا نوجوان بیٹا تھا۔ ایک ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا تھا"۔۔۔ بوڑھے نے اُسی طرح خشک لہجے میں جواب دیا اور عمران کے ہونٹ بے اختیار سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکڑ گئے۔ یا تو وہ واقعی غلط جگہ آ گئے تھے یا پھر اس بوڑھے کا دماغی توازن درست نہ تھا۔





"میں لی گروپ کے چیف یانگ کی بات کر رہا ہوں۔ آپ کے بیٹے کی بات نہیں کر رہا"۔۔۔ عمران نے اب قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لی گروپ کا یانگ۔۔۔ میں تو کسی لی یا دی گروپ کو نہیں جانتا"۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ اجازت۔۔۔ آپ کا انتہائی قیمتی وقت ہم نے ضائع کیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بوڑھے نے کوئی لفظ نہ کہا اور خاموشی سے بیٹھا انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس دکان سے باہر نکل کر دوبارہ بازار میں آ گئے۔

"یہ کس چکر میں پھنسا دیا ہے تم نے۔ بڑی مشکل سے یہ ٹورگو ملا تھا۔ وہ بھی پاگل نکلا"۔۔۔ جولیا نے باہر نکلتے ہی غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ پاگل نہیں تھا۔ ہم ہی پاگل تھے۔ جو ٹیونز ڈے کو ٹورگو ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے اس جواب پر سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانا کھایا جائے۔ اور پھر واپسی"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ایک منٹ"۔۔۔ اچانک عمران نے چلتے چلتے

ٹھٹھک کر کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس اُسی ٹور گو والی دکان
کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جلد از جلد واپس
دکان پر پہنچ جانا چاہتا ہو۔ اس کے ساتھی پہلے تو چند لمحے رک کر
حیرت سے اُسے دیکھتے رہے۔ اور پھر ایک دوسرے کو حیرت
بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ اس کے پیچھے چل پڑے۔
عمران نے ایک بار پھر دستک دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھل
گیا۔ اور وہی بوڑھا دروازے پر نمودار ہوا۔ اس دوران عمران
کے ساتھی بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔

"جی فرمایئے"۔۔۔ بوڑھے نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں
پوچھا۔

"ٹور گو سے مال کی وصولی کی رسید نہیں ملی"۔۔۔ عمران
نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کب کی رسید"۔۔۔ بوڑھے نے چونکتے ہوئے پوچھا

"آخری رسید۔ وہ فائل میں موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب
ہے کہ جاری ہی نہیں ہوئی"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں دیکھتا ہوں"۔۔۔ بوڑھے نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ اور واپس مڑ گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے
ساتھیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر بوڑھے کے پیچھے دکان
کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ سب ایک بار پھر اُسی شاندار انداز
میں سجے ہوئے دفتر میں پہنچ گئے۔ بوڑھے نے آگے بڑھ کر دیوار
کے ساتھ لگی ہوئی بڑی سی الماری کھولی۔ اور پھر اس کے نچلے خانے



میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی کاروباری فائل اٹھا لی۔ نچلے خانے میں
صرف ایک ہی فائل تھی۔ جب کہ الماری کے باقی خانے فائلوں
سے بھرے ہوئے تھے۔ بوڑھے نے فائل اٹھا کر میز پر رکھی۔ اور
اُسے کھولا۔ عمران بڑے اشتیاق سے اُسے فائل کھولتے ہوئے
دیکھ رہا تھا۔ لیکن جب فائل کھلنے پر ہر قسم کے کاغذ سے یکسر خالی
نکلی تو عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"سوری۔ رسید جا چکی ہے۔ ورنہ فائل میں ہوتی"۔۔۔ بوڑھے
نے خالی فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے اُسی طرح سپاٹ
لہجے میں کہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے فائل لی اور اُسے
الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ لیکن یہ عام سی کاروباری فائل تھی جس
پر کوئی ہندسہ یا لفظ لکھا ہوا نہ تھا۔

"جو رسید آپ مال وصول کر کے دیتے ہیں۔ اس کی فائل کہاں ہے۔
ہو سکتا ہے رسید غلطی سے اس میں لگ گئی ہو"۔۔۔ عمران
نے خالی فائل بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"چونکہ معاہدہ مکمل ہو گیا تھا اس لئے فائل بھی ختم کر دی گئی"۔۔۔
بوڑھے نے جواب دیا۔

"آپ سے مال وصول کرنے کون آتا تھا"۔۔۔ عمران نے
پوچھا۔

"کوئی بھی آسکتا تھا۔ اس کے پاس بس کارڈ ہونا چاہیئے تھا۔
ریڈ کارڈ ہی معاہدے میں درج تھا"۔۔۔ بوڑھے نے جواب
دیا۔

"کتنے آدمی اب تک یہ کارڈ لے کر آئے تھے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے گنتی نہیں آتی"۔۔۔ بوڑھے نے سپاٹ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی ایسا آدمی جسے تم ذاتی طور پر جانتے ہو۔ یا کبھی اس سے بعد میں ملاقات ہو گئی ہو"۔۔۔ عمران باقاعدہ وکیلوں کی طرح جرح کر رہا تھا۔

"لیکن آج ٹیوز ڈے ہے۔ اور اب تک میں نے ایک ین بھی نہیں کمایا"۔۔۔ بوڑھے نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ آج کا دن تو تمہارے لئے بے حد خوش قسمت دن ہے مسٹر ٹورگو یہ لو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیب سے بھاری مالیت کے دو نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ بوڑھے کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"ہاں۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ اتنی رقم تو مجھے سیلائی سے بھی نہ ملتی تھی"۔۔۔ بوڑھے نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور جلدی سے نوٹ جیب میں ڈال لئے۔

"سنو۔ ایک آدمی سب سے زیادہ بار آیا تھا۔ اور میں اسے جانتا ہوں۔ وہ کارجا ہے۔ آکسلے بار کا مالک۔ اور وہ مجھے ایک ین بھی ٹپ میں نہ دیتا تھا۔ بڑا خوفناک آدمی ہے"۔۔۔ بوڑھے نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔



"شکریہ مسٹر ٹورگو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔ وہ ایک کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"آؤ بھئی۔ اب اطمینان سے کھانا کھا لیں۔ کام بن ہی گیا"۔۔۔ عمران نے دکان سے باہر نکلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور وہ سب سامنے موجود ایک ہوٹل کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ چکر کیا تھا۔ میری سمجھ میں تو نہیں آیا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سمجھ میں نہ آنے کے لئے تو یہ سارا چکر چلایا گیا ہے۔ اور خاصی ذہانت سے یہ سارا کھیل سیٹ کیا گیا ہے۔ یہ بوڑھا ذہنی مریض ہے۔ اصل ادارہ کوئی اور ہے۔ یہ صرف چوکیدار ہے۔ چونکہ ادارے میں چھٹی ٹیوز ڈے کو ہوتی ہے۔ اس لئے ٹیوز ڈے کو یہ ادارے کا نام اپنے نام پر رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ یا شاید خاص طور پر ایسا سیٹ اپ کیا گیا ہو۔ بہرحال یانگ گریٹ بال کو جب مال بھیجنا چاہتا تو اس کا آدمی ایک رسید اسے پہنچا دیتا۔ پھر شاید یہ کسی فون پر رسید پہنچنے کی اطلاع دیتا ہو گا۔ اور مخصوص کارڈ دکھا کر اس سے رسید حاصل کی جاتی ہو گی۔ اور اس رسید کو ایسٹ کوسٹ میں دکھا کر وہاں سے مال اٹھا لیا جاتا ہو گا۔ میری سمجھ میں تو یہی بات آئی ہے"۔۔۔ عمران نے ہوٹل میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں اچانک اس رسید وغیرہ کا خیال کیسے آ گیا"۔۔۔ جولیا نے ایک خالی میز کے گرد موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یانگ سے ملنے والے کاغذ میں رسید کا بھی ذکر تھا۔ جس کے

متعلق میں سمجھ نہ سکا تھا۔ کیونکہ یہ کاغذ صرف اشاراتی انداز میں لکھا گیا ہے۔ مطلب ہے مختلف اشارے درج ہیں۔ اس میں ایک لفظ رسید کا بھی ذکر ہے۔ اس سے مجھے اچانک خیال آ گیا کہ ہو سکتا ہے اس بوڑھے کے ذریعے ہی رسید ٹرانسفر ہوتی ہو۔ اور یہ واقعی انتہائی محفوظ طریقہ تھا۔ بہرحال ایک نام سامنے آ گیا"۔۔۔ عمران نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

سلاگو نے ویٹر سے مینو لے کر اس پر نشان لگائے اور ویٹر نشان زدہ مینو لے کر واپس چلا گیا۔

"لیکن اس قدر اہم آدمی کو زندہ کیسے چھوڑ دیا گیا"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"اگر یانگ زندہ رہتا تو شاید یہ ٹورگو کا آخری ٹیوزڈے ثابت ہوتا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سب نے سر ہلا دیئے۔

"ہاں مسٹر سلاگو۔ اب آپ بتائیں کہ یہ اکسلے بار کہاں ہے اور ان کا رجا صاحب کا حدود اربعہ کیا ہے"۔۔۔ عمران نے سلاگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہ ہی میں نے آج تک اس بار کا نام سنا ہے اور نہ اس نام کا کوئی آدمی میرے خیال میں موجود ہے"۔۔۔ سلاگو نے جواب دیا۔ اور اس کے اس جواب پر عمران سمیت سارے ساتھی بری طرح چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا واقعی"۔۔۔ عمران کے لہجے میں بھی





حقیقی حیرت موجود تھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب"۔۔۔ سلاگو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے وہاں تو کچھ نہیں کہا تھا"۔۔۔ عمران کے لہجے میں ہلکا سا غصہ نمایاں تھا۔

"آپ نے مجھ سے پوچھا ہی کب تھا"۔۔۔ سلاگو نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں تابعداری"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

ویٹر نے کھانا لگانا شروع کر دیا۔ اور پھر وہ سب خاموش ہو کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کیونکہ پیدل گھوم گھوم کر سب کی بھوک میں خاصی شدت آ چکی تھی۔

"اب تو آپ کو یاد آ گیا ہو گا"۔۔۔ عمران نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے دوبارہ سلاگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا مطلب تھا کہ بھوک کی وجہ سے میری یادداشت غائب ہو گئی تھی۔ ایسی بات نہیں ہے"۔۔۔ سلاگو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن شاعر تو یہی کہتے ہیں کہ بھوک لگی ہو تو آدمی کو عشق تک بھول جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سلاگو سمیت سب ہنس پڑے۔

اسی لمحے ویٹر نے آ کر برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔ عمران غور

سے ویٹر کو دیکھنے لگا۔

ویٹر قدرے عمر رسیدہ سا نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے چہرے پر بھی دو تین جگہ مندمل شدہ زخموں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم آکسلے بار میں بھی کام کرتے رہے ہو" ——— عمران نے اچانک ویٹر سے پوچھا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس کے ہاتھوں میں موجود ٹرے اس بُری طرح لرزا کہ اس پر موجود برتن بج اٹھے۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"آ ——— آپ۔ پلیز۔ اوہ۔ مت نام لیجئے اس کا۔ اس کا نام لینے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا پلیز" ——— ویٹر نے بُری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اب غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"ارے تم کارجا سے اتنا ڈرتے ہو۔ کمال ہے۔ بڑا رعب بنا رکھا ہے آج کل اس نے۔ پہلے تو اس کا اتنا رعب نہ تھا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ برسٹل جو چلا گیا تھا کوٹیو سے" ——— عمران نے بڑے استہزائیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ ——— آپ شاید باہر سے آئے ہیں۔ اوہ آپ اپنے ساتھ مجھے بھی مروا دیں گے" ——— ویٹر نے اور زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔ اور پھر انتہائی تیزی سے مڑ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"تو بھئی سلاگو۔ اب کم از کم تمہیں اتنا تو یقین آ گیا ہو گا۔ کہ





آکسلے بار بھی موجود ہے اور اس کا چیف کارجا بھی ہے۔ اس بوڑھے ڈورگو نے جھوٹ نہیں بولا تھا" ——— عمران نے ویٹر کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ مجھے اس کا نام ہی معلوم نہ ہو۔ میرا تو خیال تھا کہ میں باجان کے چھوٹے سے چھوٹے بار اور غنڈے کو جانتا ہوں لیکن آپ کے ساتھ رہتے ہوئے تو مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے آپ کی بجائے میں یہاں نیا آیا ہوں" ——— سلاگو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آؤ اب چلیں۔ میرا خیال ہے آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— آپ مزید معلومات نہیں کریں گے" ——— سلاگو نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ آؤ" ——— عمران نے کہا۔ اور مسکراتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ سلاگو تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا تاکہ بل ادا کر سکے۔

"اس ویٹر سے مزید پوچھ گچھ کر لینی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خوف کے مارے غائب ہی ہو جائے" ——— کیپٹن شکیل نے مین گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"میں نے اُسے طاقت کے انجکشن کی ڈبل ڈوز دے دی ہے۔ اب وہ خوفزدہ نہ ہو گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دائیں طرف کو بڑھ گیا۔ اور سلاگو بھی اتنی دیر میں باہر نکل کر

ان تک پہنچ چکا تھا۔ ذرا سا آگے بڑھنے کے بعد ایک گلی دائیں ہاتھ
پر جا رہی تھی۔ جس میں چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں۔ لیکن یہاں بھی گاہکوں کا
خاصا ہجوم تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی تھوڑا سا ہی آگے بڑھے ہوں
گے کہ دکانوں کے درمیان ایک پتلی اور تنگ سی گلی اندر جا رہی تھی
اور اس گلی کے سرے پر وہی ویٹر کھڑا تھا۔

"میرے ساتھ آئیے جناب" ــــ ویٹر نے عمران کو دیکھتے
ہی کہا۔ اور تیزی سے واپس گلی کے اندر مڑ گیا۔ عمران کے سارے
ساتھی اس ویٹر کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور پھر وہ سب عمران کے
پیچھے چلتے ہوئے گلی کے اندر ایک دروازے میں داخل ہو گئے۔
یہ ایک بڑا سا سٹور نما کمرہ تھا۔ جس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔

"آپ نے برسٹل کا لفظ بولا تھا۔ اس لئے میں آیا ہوں" ــــ
ویٹر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"خاصے سمجھ دار ہو۔ بولو کتنی رقم میں بات ہو گی۔ ایک بات کرنا
اور سوچ کر" ــــ عمران کا لہجہ یک لخت سرد ہو گیا۔

"بس۔ صرف سو ین دے دیجئے۔ لیکن ایک شرط ہے کسی
کو پتہ نہ چلے کہ میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے" ــــ ویٹر نے کہا۔
اور عمران نے جیب سے سو ین کا ایک نوٹ نکالا اور ویٹر کے ہاتھ
میں رکھ دیا۔ ویٹر نے جلدی سے نوٹ اپنی یونیفارم کی جیب میں
رکھ لیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں" ــــ ویٹر نے اس
بار قدرے چہکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔



"آکسلے بار اور کارجا کے بارے میں جو تفصیل تم جانتے ہو۔ بتا
دو" ــــ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"آکسلے بار دراصل منگورک بار کا خفیہ نام ہے اور کارجا کا اصل نام
مارگا ہے۔ ان ناموں سے وہ بہت بڑے بڑے جرائم کرتا ہے۔ اور
سوائے چند خاص آدمیوں کے اور کسی کو ان ناموں کا علم نہیں ہے۔ میں
اس کی پہلی بیوی کا کزن ہوں۔ اس لئے مجھے یہ سب کچھ معلوم ہے۔
لیکن وہ انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے" ــــ ویٹر نے جلدی جلدی
بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے اگر فوری طور پر ملنا ہو تو کہاں مل سکتا ہے" ــــ عمران
نے پوچھا۔

"وہ گزشتہ دو سالوں سے کسی سے نہیں ملتا ہے۔ سوائے اپنے
چند خاص آدمیوں کے۔ اور یہاں سب یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ایکریمیا
گیا ہوا ہے۔ لیکن اب وہ دوبارہ نظر آنے لگا ہے۔ میں نے پرسوں
بھی اُسے دیکھا ہے۔ منگورک کا بڑا غنڈہ ٹاسی اس کے ساتھ تھا۔
بڑے ٹھاٹھ میں تھا۔ رولز رائس کا بالکل نیا ماڈل اس کے نیچے
تھا" ــــ ویٹر نے جلدی سے جواب دیا۔

"او کے۔ شکریہ۔ ہمارے ساتھ تم بھی سب کچھ بھول جاؤ گے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"اور اب تم کہو گے کہ نہ میں منگورک بار جانتا ہوں اور نہ کسی مارگا
سے واقف ہوں" ــــ عمران نے دوبارہ بازار میں پہنچ کر سلاگو
سے مخاطب ہو کر کہا اور سلاگو بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ منگورک تو یہاں کا مشہور بلکہ جرائم کی دنیا کا مقبول ترین بار ہے۔ دنیا کا ہر بڑا چھوٹا مجرم وہاں اکٹھا رہتا ہے لیکن مارگا واقعی گزشتہ دو سالوں سے غائب تھا اور سب ہی کہتے تھے کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے"۔۔۔۔۔ سلاگو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے۔ کچھ تو تم نے بھی جاننے کی حامی بھری۔ اب ذرا چل کر اس مارگا کی بھی زیارت کر لی جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔





دفتر کے انداز میں سجے ہوئے وسیع کمرے میں اس وقت بھاری جسموں اور چوڑے چہروں والے چار افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے جسموں پر بہترین تراش کے سوٹ تھے۔ ان چاروں میں سے ایک کا قد خاصا نکلتا ہوا تھا۔ اس کے جبڑے چوڑے اور ناک پکوڑے کی طرح تھی۔ بھاری اور چوڑی ٹھوڑی کے عین درمیان میں ایک موٹا سا سیاہ رنگ کا تل تھا۔ بھنویں موٹی موٹی اور آنکھوں کے اوپر قدرے جھکی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ خاصا بارعب تھا۔ سر پر بال چھدرے سے تھے۔ وہ یوں اکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے کسی سلطنت کا بادشاہ ہو۔

"باس۔ اس پاگل بوڑھے کو قتل کرانے کا کیا فائدہ تھا وہاں تک کس نے جانا تھا۔ اور ویسے بھی یانک تو مر ہی چکا ہے"۔۔۔۔۔ ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مارگا وعدہ ہر صورت میں پورا کرتا ہے برساز۔ یانگ نے کہا کہ ٹیونڈے کو اُسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ قتل ہو گیا۔ اس سے کیا خطرہ تھا یہ تو یانگ ہی بہتر جانتا تھا ـــــ اس اکڑے ہوئے آدمی نے جسے باس کہہ کر پکارا گیا تھا بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس یہ لی گروپ اور یانگ کا آخر فوج کو پتہ کیسے لگ گیا۔ آج تک تو لی گروپ کی طرف کسی نے ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرأت نہ کی تھی پھر اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا" ـــــ ایک اور آدمی نے کہا۔

"بس یہی معلوم ہو سکا ہے کہ یہ سارا کھیل وزیر اعظم صاحب کے خصوصی احکامات پر کھیلا گیا ہے اور کمانڈر انچیف نے براہِ راست خود اپنی نگرانی میں کیا ہے۔ ورنہ تو یانگ کے ہاتھ بہت لمبے تھے میرا تو خیال ہے کہ وزیر اعظم سے بھی اس کے گہرے تعلقات ہوں گے۔ پھر کسی بات پہ بگڑ گیا ہو گا۔ اور وزیر اعظم آخر وزیر اعظم ہوتا ہے۔ اُسے غصہ آ گیا ہو گا اور یانگ اور لی گروپ سب کچھ ختم ہو گیا" ـــــ باس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن باس۔ اس سے ہمیں تو فائدہ ہو ہی گیا۔ اب منشیات کی تجارت میں ہماری ٹکر میں کوئی تنظیم نہیں رہی" ـــــ تیسرے نے کہا۔

"ہاں ـــــ لیکن لی گروپ کی پوزیشن میں پہنچنے تک تو ابھی ہمیں کافی عرصہ لگے گا" ـــــ باس نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ باس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔



"یس" ـــــ باس کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"رائز بول رہا ہوں باس۔ ایک عورت اور چند مرد یہاں آئے ہیں مقامی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لمبا سودا کرنا ہے۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ ٹاشش سے مل لیں۔ لیکن ان کا اصرار ہے کہ وہ آپ سے ہی ملیں گے۔ کیونکہ سودا اتنا بڑا ہے کہ ٹاشش کے بس کا روگ نہیں ہے" ـــــ ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"اچھا ـــــ کون ہو سکتے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے یہیں بھیج دو۔ میں دیکھ لیتا ہوں انہیں" ـــــ باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کون ہو سکتے ہیں باس" ـــــ برساز نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کوئی بھی ہوں۔ سامنے آ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے لی گروپ کی کوئی بڑی پارٹی ہو" ـــــ باس نے کہا اور سارے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس ـــــ کم ان" ـــــ باس نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک عورت اور چھ مرد اندر داخل ہوئے۔ اور باس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تینوں آدمی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن وہ باس اسی طرح اکڑا ہوا بیٹھا رہا۔ ان تینوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں جو انہوں نے اٹھتے ہی اپنے ہاتھوں میں لے لی تھیں۔

"تمہارا نام مارگا ہے" ——— سب سے آگے آنے وا
ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ——— تم کون ہو" ——— باس مارگا نے بڑے نخوت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خدائی فوجدار ہوں۔ اور یہ سارے میری فوج کے ارا
ہیں" ——— نوجوان نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے
خدائی فوجدار کا لفظ اس نے اردو میں کہا تھا۔ اس لئے ظاہر
یہ لفظ مارگا کے پلے کیا پڑ سکتا تھا۔

"خدائی فوجدار ——— یہ کیسا نام ہے" ——— مارگا نے بڑی
مشکل سے اردو کے اس لفظ کو زبان سے ادا کرتے ہوئے پو

"اگر تم ایک سنٹر کا نام گریٹ بال رکھ سکتے ہو تو اس نام میں
قباحت ہے" ——— خدائی فوجدار جو ظاہر ہے عمران ہی تھا مسکر
ہوتے جواب دیا۔

"گک ——— گک ——— کیا کہہ رہے ہو" ——— گریٹ بال کا
نام سنتے ہی مارگا بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ مسٹر کارجا آف آکسلے بار۔ اور میری
بات غور سے سنو" ——— عمران نے اس طرح بے نیازانہ ا
میں اسے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا جیسے اسے
مارگا کی اکڑفوں اور اس کے ساتھیوں کی مشین گنوں کی رتی برابر
بھی پرواہ نہ ہو۔

"اوہ اوہ ——— تو تم لوگ بہت کچھ جانتے ہو بہت کچھ۔ اب




تم زندہ یہاں سے نہ جا سکو گے" ——— مارگا نے بجلی کی سی تیزی
سے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اس قدر پھرتی۔ پھر ہماری پھرتیاں بھی دیکھو"
عمران نے کہا اور دوسرے لمحے مارگا کے ساتھ ساتھ اس کے
ساتھیوں کے حلق سے بھی چیخیں نکل گئیں۔ عمران نے تو اچھل کر
صرف مارگا کے ہاتھ پر لات ماری تھی اور اس کے ہاتھ سے نکل کر
ہوا میں بلند ہوتا ریوالور دبوچ لیا تھا۔ لیکن اس کے تینوں ساتھی
چیختے ہوئے فرش پر جا گرے تھے۔ کیپٹن شکیل۔ چوہان اور
نعمانی عمران کا فقرہ سنتے ہی حرکت میں آ گئے تھے۔ اور یہ انہی کی
حرکت کا نتیجہ تھا کہ وہ تینوں چیختے ہوئے نہ صرف نیچے جا گرے
تھے بلکہ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں بھی ان تینوں کے
ہاتھوں میں پہنچ گئی تھیں۔ اور ابھی ان کی چیخوں کی بازگشت ختم نہ
ہوئی تھی کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر فائر کھول دیا اور
تین دھماکوں کے ساتھ ہی فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے
وہ تینوں بھاری جسموں اور چوڑے چہروں والے افراد ایک بار پھر
بھیانک انداز میں چیختے ہوئے فرش پر گرے اور اس طرح پھڑکنے
لگے جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔ عمران کے ساتھی ان
کے بھینسوں کی طرح پلے ہوئے جسموں سے فوارے کی طرح ابلتے
خون سے بچنے کے لئے تیزی سے پیچھے ہٹتے گئے۔ جب کہ عمران
بڑے اطمینان سے سامنے کھڑے مارگا کی طرف مڑ گیا۔ جو حیرت
سے منہ پھاڑے اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے کسی جادوگر نے جادو

کی چھڑی کھاکر مجسمے میں تبدیل کر دیا ہو۔ اس کی آنکھیں واقعی پتھرائی
ہوئی تھیں۔
"ہاں تو مسٹر کارجا۔ اب تم اگر مجھے گریٹ بال کے متعلق پوری
تفصیل بتا دو جہاں تم ٹوڈ کو سے مال وصول کر کے پہنچاتے رہے
ہو۔ تو تم اپنی زندگی بھی بچا سکتے ہو۔ اور اپنا کلب بھی۔ ورنہ اس
کلب میں موجود میرے دوسرے ساتھیوں کے پاس انتہائی خوفناک
ریز بم موجود ہیں۔ اور تمہیں قتل کرنے کے بعد جب ہم باہر نکلیں
تو ایک لمحے میں تمہارا یہ کلب تمہاری قبر کی صورت اختیار کر جائے
گا" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں مارگا سے مخاطب ہو کر
کہا۔
"تت ——— تت ——— تم ہو کون" ——— مارگا نے بڑی مشکل
سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"بتایا تو ہے کہ میں خدائی فوجدار ہوں۔ اور سنو۔ بار بار تعارف
کے چکر میں مت پڑو۔ جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ" ——— عمران
نے اُسے بُری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے
وہ بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹ گیا بلکہ اس کا
وہ ہاتھ جس میں ریوالور موجود نہ تھا انتہائی تیزی سے حرکت میں آیا
اور اس پر اچانک حملہ کر دینے والا مارگا اس کے ہٹ جانے کی
وجہ سے جیسے ہی آگے کو بڑھا عمران کے گھومتے ہوئے ہاتھ کی
تھپکی کھا کر وہ چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل فرش پر ایک دھماکے
سے جا گرا۔



نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے اچھل کر کھڑے ہونے کی
کوشش کی لیکن جیسے ہی وہ سیدھا ہوا عمران اچھل کر دونوں پیر جوڑے
پوری قوت سے اس کے پیٹ پر کودا۔ اور مارگا کے حلق سے اس قدر
بھیانک چیخ نکلی کہ جیسے اس کی روح پر خاردار تاروں والے کوڑے کی
بھرپور ضرب لگی ہو۔ اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر اس کے پیٹ سے
نیچے اترا اور دوسرے لمحے اس کا ایک بوٹ پھڑکتے ہوئے مارگا کی
گردن پر اس طرح جم گیا کہ بوٹ کی ٹو مارگا کی ٹھوڑی کی طرف اٹھی ہوئی
تھی۔ اور ایڑی اس کی شہ رگ کے نچلے حصے پر دباؤ ڈالے ہوئے
تھی۔ اور عمران نے آہستہ سے پیر کو جیسے ہی حرکت دی مارگا کے
حلق سے بھیانک چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا تکلیف سے بگڑا ہوا چہرہ
یک لخت مسخ ہوتا گیا۔ اور آنکھوں کی پتلیاں اوپر کو چڑھنے لگیں۔
اور عمران نے پیر کو واپس اپنی پہلی پوزیشن میں کر دیا۔ اور ساتھ ہی
شہ رگ پر موجود ایڑی کے مخصوص دباؤ کو بھی قدرے کم کر دیا۔
مارگا کے پھڑکتے ہوئے جسم کے ساتھ ساتھ اس کا تیزی سے مسخ
ہوتا ہوا چہرہ بھی نارمل ہونے لگ گیا۔
"جلدی بولو۔ ورنہ" ——— عمران نے ایک بار پھر پیر کو آہستہ سے
حرکت دیتے ہوئے کہا۔
"بب ——— بب ——— بتاتا ہوں فارگاڈ سیک۔ یہ پیر ہٹا لو۔
میری جان نکل رہی ہے" ——— مارگا نے دہشت زدہ لہجے میں
رک رک کر کہا۔
"بتاؤ" ——— عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ کرخت ہو گیا۔

"مم ــــ مم ــ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ میں مال کے بڑے بڑے کنٹینرز ایسٹ کوسٹ سے وصول کر کے جنوبی سمندر میں موجود تجارتی جہاز کورٹی تک پہنچا دیتا تھا۔ بس میرا اتنا کام تھا" مارگا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہر بار کورٹی تک ہی پہنچاتے تھے یا کوئی دوسرا جہاز بھی ہوتا تھا" عمران نے پوچھا۔

"کورٹی۔ صرف کورٹی" ــــ مارگا نے جواب دیا۔

"کون وصول کرتا تھا وہاں مال" ــــ عمران نے پوچھا۔

"کورٹی کا کیپٹن ڈاشوا۔ کورٹی کے نچلے حصے میں ایک خصوصی خانہ کھل جاتا تھا اور مال رات کو براہِ راست اندر پہنچا دیا جاتا تھا صرف اس وقت ڈاشوا موجود ہوتا تھا وہ مجھے نیلے رنگ کا کارڈ دیتا تھا۔ جو میں یانگ تک پہنچا دیتا تھا۔ اور مجھے بے حد بھاری معاوضہ مل جاتا تھا" ــــ مارگا ذہنی طور پر مکمل شکست کھا چکا تھا۔ اس لئے تیزی سے تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔

"لیکن یانگ یہ کام تم سے کیوں لیتا تھا۔ اس کے پاس تو اپنا پورا گروپ تھا" ــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ شاید ڈاشوا کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ ڈاشوا کو صرف اتنا معلوم تھا کہ اس نے کارجا سے مال وصول کرنا ہے اور اُسے نیلا کارڈ دے دینا ہے۔ مجھے یانگ ایک سرخ کارڈ دیتا تھا جو میں بوڑھے ٹورگو کو دیتا تھا اور ٹورگو مجھے ایک رسید دیتا تھا۔ وہ رسید دکھا کر میں ایسٹ کوسٹ میں یانگ کے مینیجر لمباگا سے





مال وصول کرتا تھا۔ اور کورٹی پہنچا دیتا تھا" ــــ مارگا نے اپنے آپ پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کب سے یہ کام ہو رہا ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"گذشتہ دو سالوں سے۔ اور میں ان دو سالوں میں کسی کے سامنے نہیں آیا۔ صرف ان تینوں ساتھیوں کے ساتھ چھپا رہا۔ کیونکہ یانگ کی یہی ہدایات تھیں۔ کبھی میں خود جا کر ٹورگو سے رسید لے آتا تھا کبھی میرا کوئی ساتھی چلا جاتا تھا" ــــ مارگا نے کہا۔

"ہر ٹیوز ڈے کو سپلائی جاتی تھی" ــــ عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔ تو تم اس بوڑھے ٹورگو سے شاید اس کی موت سے پہلے مل چکے ہو۔ لیکن وہ تو مجھے نہ جانتا تھا وہ تو صرف کارجا اور آکسلے بار کے بارے میں جانتا تھا اور یہ دونوں نام فرضی ہیں اور میرے ان ساتھیوں اور میرے علاوہ اور کوئی نہ جانتا تھا" ــــ مارگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مرنے سے پہلے ــــ کیا مطلب" ــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یانگ کا حکم تھا کہ آئندہ ٹیوز ڈے کو اُسے ختم کر دیا جائے۔ حالانکہ یانگ مر چکا ہے لیکن میں نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی ہے" ــــ مارگا نے جواب دیا۔

"یہ کام کب سے ختم ہوا ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"آخری مال دو ماہ پہلے پہنچایا تھا۔ لیکن حتمی فیصلہ یانگ نے دو تین روز پہلے دیا تھا کہ اب مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے"

مارگا نے جواب دیا۔

"تم نے اس بوڑھے کو ختم کر دیا۔ حالانکہ وہ بے ضرر سا آدمی تھا"

عمران کا لہجہ یک لخت درشت ہو گیا۔

"لیکن یانگ نے حکم دیا تھا" ــــ مارگا نے کہا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اس کی گردن سے پیر ہٹا لیا۔

"تو تم بھی اس کے پیچھے جاؤ مارگا۔ تاکہ تمہاری روح سے ٹورگو اپنا بھرپور انتقام لے سکے" ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور فرش پر پڑے مارگا کی کھوپڑی سینکڑوں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔



ڈاک یارڈ میں کھڑے عظیم الشان تجارتی جہاز کورٹی کا سائرن اچانک اونچی آواز میں بجا تو جہاز پر ملاحوں کی بھاگ دوڑ میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ یہ سائرن جہاز کی روانگی کا کاشن تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جہاز روانگی کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ چونکہ یہ خالصتاً مال بردار جہاز تھا۔ اس لئے اس پر مسافر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ صرف جہاز کا عملہ ہی تھا۔ جو لنگر اٹھانے اور جہاز کی روانگی کے انتظامات میں مصروف تھا۔

جہاز کا کیپٹن ڈاشوا اپنے شاندار دفتر میں میز کے پیچھے بیٹھا ہوا میز پر موجود ایک لمبی سی مشین کے درمیان میں روشن سکرین پر عملے کی کارکردگی کو بغور چیک کر رہا تھا کہ میز پر ایک طرف رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور ڈاشوا نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ ٹرانسمیٹر کے ڈائل پر فکس ہونے والی

فریکوئنسی کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ یہ فریکوئنسی نیول ہیڈکوارٹر
کی تھی۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر
دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— نیول ہیڈکوارٹر کالنگ کیپٹن آف کورنی ٹو اوور"
ایک بھاری آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"یس ——— کیپٹن ڈاشوا اٹنڈنگ اوور" ——— کیپٹن ڈاشوا نے
سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کیپٹن ڈاشوا۔ ایڈمرل اسکامر تم سے مخاطب ہے اوور" ———
اُسی بھاری آواز نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور کیپٹن ڈاشوا کے چہرے
پر یک لخت انتہائی حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ یس سر ——— حکم سر اوور" ——— کیپٹن ڈاشوا نے
اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن ڈاشوا۔ سپیشل مشن پر ایک گروپ کو تائی آنگ بھجوانا ہے
چونکہ مشن انتہائی سپیشل ہے۔ اس لئے انہیں خفیہ طور پر بھجوانا ہے
چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اُسے کورنی کے ذریعے بھجوایا جائے
یہ ضروری ہے۔ ایک عورت اور پانچ مردوں کا گروپ ہے۔ ان
کے ساتھ سامان بھی ہو گا اوور" ——— ایڈمرل اسکامر نے کہا۔

"لیکن سر۔ کورنی تو خالصتاً تجارتی جہاز ہے۔ اس پر مسافر کیسے
جا سکتے ہیں سر اوور" ——— ڈاشوا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نیول ہیڈکوارٹر سے تعاون کے لئے تیار نہیں ہو تو تمہارا
جہاز پھر ڈاک یارڈ سے روانہ بھی نہیں ہو سکتا۔ سمجھے۔ آئندہ دس



سالوں تک یہ یہیں کھڑا رہے گا اوور" ——— ایڈمرل اسکامر کی
کرخت آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"اوہ سر۔ میرا یہ مطلب نہ تھا سر۔ میں بھلا نیول ہیڈکوارٹر
کا حکم کیسے ٹال سکتا ہوں سر۔ میرا مطلب تھا کہ کورنی تجارتی جہاز
ہے۔ اس پر اچھے کیبن موجود نہیں ہیں۔ اس لئے سر تکلیف ہو گی
گروپ کو سر اوور" ——— کیپٹن ڈاشوا کا لہجہ فوراً ہی بھیک
مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ایڈمرل چاہے
تو واقعی کورنی کو ڈاک یارڈ میں کھڑے کھڑے زنگ لگ سکتا ہے۔
لیکن اس کی روانگی ممکن نہیں ہو سکتی اور تجارتی جہاز ہونے کی وجہ سے
وہ ایک دن کی بھی لیٹ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ ورنہ کمپنی کو لاکھوں
ین کا ڈیمرج پڑ جائے گا۔

"اوہ۔ تم اس کی فکر مت کرو۔ وہ سپیشل گروپ ہے۔ ہر قسم
کے حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں اوور" ——— ایڈمرل اسکامر نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ کب تک گروپ پہنچ جائے گا۔ میں روانگی
ملتوی کر دیتا ہوں اوور" ——— ڈاشوا نے جواب دیا۔

"آدھے گھنٹے کے اندر وہ تمہارے جہاز تک پہنچ جائیں گے۔
اور سنو۔ ان کے پاس کوئی کاغذات نہیں ہوں گے۔ اور وہ
تمہیں خود ہی ہدایات دے دیں گے۔ کہ وہ کہاں اتریں گے۔ ان
کے لیڈر کا کوڈ نام عمران ہے اوور" ——— ایڈمرل نے سخت لہجے
میں کہا۔

" عمران ـــــ تو کیا وہ پاکیشیائی ہے اوور ـــــ ڈاشوا نے
چونکتے ہوئے کہا۔
" یس نے کوڈ نام کہا ہے۔ کیا تم نے سنا نہیں اوور" ـــــ ایڈمرل
نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
" اوہ یس سر ـــــ میں سمجھ گیا سر۔ ٹھیک ہے سر۔ انہیں بھجوا
دیں۔ میں ان کے پہنچنے تک روانگی ملتوی کر دیتا ہوں اوور" ـــــ
ڈاشوا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف
کر دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے رومال نکال کر چہرے پر
آیا ہوا پسینہ پونچھا۔ کیونکہ ایڈمرل کی ناراضگی کو اس نے بڑی مشکل سے
کور کیا تھا۔ ورنہ جہاز کے ساتھ ساتھ اس کی اپنی پیشہ ورانہ لائف بھی
ایڈمرل کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے تاریک ہو سکتی تھی۔ اس نے میز
پر پڑے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔
" یس سر" ـــــ رسیور اٹھاتے ہی جہاز کی انٹرنل ایکسچینج
کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
" سب کیپٹن کم سے بات کراؤ" ـــــ ڈاشوا نے کہا۔
" یس سر ـــــ کم بول رہا ہوں" ـــــ چند لمحوں بعد ہی رسیور
پر سب کیپٹن کم کی آواز سنائی دی۔
" کم ـــــ جہاز کی روانگی فوراً ملتوی کر دو۔ ایڈمرل اسکامر کی
کال آئی ہے۔ نیول ہیڈ کوارٹر ہمارے جہاز کے ذریعے ایک سپیشل
گروپ کو بھجوانا چاہتا ہے۔ یہ گروپ ایک عورت اور پانچ مردوں
پر مشتمل ہے۔ اس کے لیڈر کا کوڈ نام عمران ہے۔ یہ آدھے گھنٹے



کے اندر ڈاک یارڈ پر پہنچ جائیں گے۔ ان کے جہاز پر سوار ہونے
کے انتظامات کر دو۔ اب ان کی آمد کے بعد ہی جہاز روانہ ہو گا۔ ہمارے
پاس جو سپیشل کیبن ہیں اس دوران انہیں صاف کرا دو۔ یہ گروپ
انہیں میں رہے گا" ـــــ کیپٹن ڈاشوا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
" یس کیپٹن ـــــ تعمیل ہو گی" ـــــ دوسری طرف سے کم
نے جواب دیا۔
" جب یہ لوگ پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں جہاز کی روانگی
کی اجازت دوں اور پھر ان کے لیڈر سے ملاقات بھی کروں گا" ـــــ
ڈاشوا نے کہا۔ اور کم نے یس سر میں جواب دیا۔ تو ڈاشوا نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اور ریوالونگ کرسی کو گھما کر اس
نے اپنے پیچھے موجود الماری میں سے شراب کی ایک بوتل نکالی اور
پھر میز پر پہلے سے موجود گلاس میں شراب انڈیل کر اس نے چسکیاں
لینی شروع کر دیں۔ اس کی نظریں ابھی سامنے رکھی مشین کے درمیان
موجود سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر جہاز کی سیڑھی نیچے لٹکائے
جانے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ ڈاشوا شراب پینے کے ساتھ ساتھ
اس سپیشل گروپ کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کہ آخر یہ کون لوگ ہو سکتے
ہیں۔ ایڈمرل اسکامر کی خصوصی کال سے تو یہی مطلب نکلتا تھا کہ
اس گروپ کا تعلق پاچان نیوی سے ہے۔ لیکن پاچان نیوی کے سپیشل
گروپ کو آخر تانی آنگ جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے۔ کیپٹن
ڈاشوا اچھی طرح جانتا تھا کہ تانی آنگ ایک عام سا جزیرہ تھا۔ جس
کی آبادی بھی کچھ زیادہ نہ تھی اور پھر تانی آنگ پر نہ ہی نیوی کا یونٹ

موجود تھا اور نہ ہی ملٹری کا۔ پھر یہ سپیشل گروپ وہاں کیوں جا رہا ہے سکرین
خالی سیڑھی نظر آ رہی تھی۔ ابھی تک یہ گروپ نہ پہنچا تھا اور کیپٹن ڈاشوا نے
کندھے اچکاتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور مشین کا بٹن آف کر کے وہ کرسی
اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی آدھی بوتل اس نے اٹھائی اور دفتر کے عقب میں موجود ا
خوب صورت ریٹائرنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں اچانک
شدید بوریت نے غلبہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ اس بوریت سے چھٹکارا پانے
کے لئے اپنے ریٹائرنگ روم میں آ گیا۔ ریٹائرنگ روم کی ایک سائیڈ پر
ایک خوبصورت بیڈ تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ دو کرسیاں اور ایک میز رکھی ہو
تھی۔ کیپٹن ڈاشوا پر جب بوریت سوار ہوتی تو وہ ہمیشہ بیڈ پر لیٹ کر بوتل
کو منہ سے لگا کر شراب پیتا رہتا۔ اور پھر اس طرح اُسے نیند آ جاتی۔ اس
کے بعد جب اس کی آنکھ کھلتی تو وہ پوری طرح فریش ہو چکا ہوتا۔ یہی وجہ تھی
کہ بوریت سوار ہوتے ہی وہ اپنے ریٹائرنگ روم میں آ گیا۔ بیڈ پر لیٹ کر اس
نے بوتل منہ سے لگائی اور بڑے بڑے گھونٹ لینے لگا۔ بوتل اس وقت اس
نے منہ سے ہٹائی جب وہ مکمل طور پر خالی ہو گئی اور پھر بوتل اس نے ایک طرف
اچھالی اور ایک لمبا سا ڈکار لینے کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ تیز شراب کی
حدت کی وجہ سے اس کا چہرہ ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں
بند کئے وہ کچھ دیر تک تو لیٹا رہا اور پھر نجانے کس وقت وہ نیند کی وادی
میں پہنچ گیا۔ پھر نجانے اُسے سوتے ہوئے کتنی دیر گزر گئی تھی کہ کسی نے اُسے
جھنجھوڑ کر جگا دیا اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"کیپٹن کیپٹن۔ جہاز روانگی کے لئے تیار ہے آپ کے حکم کی ضرورت ہے"
اُسے جھنجھوڑنے والے ملازم نے اس کی آنکھیں کھلتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔



"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ وہ آدمی پہنچ گئے"۔۔۔ کیپٹن
ڈاشوا نے اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا۔

"یس کیپٹن"۔۔۔ ملازم نے جواب دیا اور مڑ کر ریٹائرنگ روم کے
دروازے سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن ڈاشوا اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دوبارہ
دفتر میں آ گیا اس نے رسیور اٹھا کر کم سے رابطہ قائم کیا اور پھر اُسے جہاز
کی روانگی کی باقاعدہ اجازت دے کر یہ بھی کہا کہ وہ سپیشل گروپ کے لیڈر
کو اس کے دفتر میں بھجوا دے۔

"یس کیپٹن"۔۔۔ کم نے جواب دیا اور کیپٹن ڈاشوا نے رسیور رکھ دیا۔
اس نے میز پر رکھی ہوئی مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پھر ہاتھ کھینچ لیا۔
ظاہر ہے سکرین پر جہاز کی روانگی کا ہی منظر نظر آنا تھا۔ اور اب اُسے اس
منظر سے زیادہ دلچسپی اس سپیشل گروپ کے لیڈر سے ملنے کی تھی تاکہ وہ
اُسے ٹٹول کر ان کے مشن کے بارے میں اپنا تجسس دور کر سکے جہاز حرکت
میں آ چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر لگا ہوا ایک بلب جل اٹھا۔ یہ بلب
جہاز کے انجنوں کے چلنے کی نشانی تھی۔ اور بلب جلنے کا مطلب تھا کہ
جہاز کے انجن بالکل درست حالت میں ہیں۔ کیپٹن ڈاشوا کے لبوں پر
اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک
نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک سوئس نژاد عورت
تھی۔ مرد جاپانی تھا۔ لیکن اس کا قدوقامت عام جاپانی افراد سے
کہیں زیادہ نکلتا ہوا تھا۔ کیپٹن ڈاشوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیلو۔ کیپٹن ڈنک مار"۔۔۔ نوجوان نے کمرے میں داخل ہوتے
ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاشوا ـــــ میرا نام ڈاشوا ہے" ـــــ کیپٹن ڈاشوا نے
سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مشکل نام ہے۔ ڈنک مار رکھ لو۔ آسان بھی ہے اور بڑے
کا نام بھی ہے۔ سننے والا فوراً ہی مرعوب ہو جاتا ہے" ـــــ نو
نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ
دیا۔

"آپ خواہ مخواہ میرا نام بگاڑ رہے ہیں۔ مجھے ایسا مذاق
پسند نہیں مسٹر ......" ـــــ کیپٹن ڈاشوا نے بگڑے ہو
لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس طرح مصافحہ کیا۔
مجبوراً رسم پوری کر رہا ہو۔

"عمران ـــــ میرا نام عمران ہے۔ کوڈ نام۔ بہرحال دوسر
کے لئے کوڈ ہوگا آپ کے لئے عمران ہی ہے۔ اور یہ میری سا
ہے مس فلٹر واٹر" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ا
طرح اطمینان سے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ
جیسے اتنی دیر میں وہ بُری طرح تھک گیا ہو۔ اس کی ساتھی عورت
کرسی پر بیٹھ گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نم
تھے۔ کیپٹن ڈاشوا بھی ہونٹ چباتا ہوا واپس کرسی پر بیٹھ گیا
اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے نوجوان عمران کا رویہ قطعی پسند نہ
آیا۔ اگر اُسے ایڈمرل اسکامر کا خیال نہ ہوتا تو یقیناً وہ اب تک
اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیئے جانے کا حکم دے چکا ہو
کیپٹن ڈاشوا کا غصہ بے حد مشہور تھا۔ اور اس کے اس غصے



جہاز کا سارا عملہ ہر وقت بُری طرح خوفزدہ رہتا تھا۔

"آپ کہاں اتریں گے" ـــــ کیپٹن ڈاشوا نے بیٹھتے ہی ایسے لہجے
میں کہا جیسے وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اُسے جہاز سے اتار دینا
چاہتا ہو۔

"جہاں آپ بلیو کارڈ کا مال اتارتے تھے" ـــــ عمران نے
یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور کیپٹن ڈاشوا عمران کی بات سن
کر بُری طرح چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب۔ کیسا بلیو کارڈ" ـــــ کیپٹن
ڈاشوا نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ لیکن
اب اس کے اعصاب پوری طرح تن گئے تھے۔ اور وہ آنکھیں سکوڑے
غور سے اس معصوم سی شکل کے جاپانی نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔

"آکسلے بار کا کارجا جو مال کورٹی میں رات کے اندھیرے میں
لوڈ کرتا تھا اور آپ اُسے اس مال کے بدلے میں بلیو کارڈ دیتے
تھے۔ اور یہ مال کورٹی میں بنے ہوئے خفیہ حصوں میں لوڈ کیا جاتا
تھا۔ میں اس مال کی بات کر رہا ہوں۔ اور اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ
نے پوچھا ہے کہ ہم کہاں اتریں گے تو میں نے اپنی منزل بتا دی
ہے" ـــــ نوجوان نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اور کیپٹن ڈاشوا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اُسے بھرے
بازار میں ننگا کر دیا ہو۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی ایڈمرل اسکامر کے
الفاظ سپیشل گروپ گونجنے لگے۔ اس کے ہونٹ سکڑ گئے۔ اس
نے جلدی سے میز کی دراز کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ نوجوان بڑے اطمینان

سے بیٹھا ہوا تھا۔

"آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا۔ میرا ریکارڈ ہمیشہ صاف رہا ہے۔ کورٹی اس معاملے میں مشہور ہے" کیپٹن ڈاشوا نے آہستگی سے میز کی دراز کھولتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ یک لخت ایک خیال کے آتے ہی رک گیا۔ اس نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ فوری طور پر وہ اس نوجوان اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ایڈمرل اسکامر سے وہ کہہ سکتا تھا کہ ایک ویران جزیرے پر وہ اتر گئے ہیں۔ ظاہر ہے ایڈمرل کو جب ان کی لاشیں ہی نہ ملتیں تو وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ اور اس خیال کے تحت لاشعوری طور پر اس نے ریوالور نکال کر ان دونوں کے فوری خاتمے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن پھر اسے جہاز کے دوسرے عملے اور اس کے اور ساتھیوں کا خیال آگیا۔ تو اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ فوراً ہی اس نے ایک اور منصوبہ بنا لیا تھا کہ رات کی تاریکی میں ان کا شکار اس انداز میں کھیلا جائے کہ کسی کو علم نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس نے ان کے فوری قتل کا ارادہ ترک کر دیا تھا اس لئے اس نے ہاتھ بھی دراز سے کھینچ لیا تھا۔

"کورٹی تو واقعی صاف ہے۔ لیکن کیپٹن ڈنک مار کا ڈنک ابھی موجود ہے۔ اور میں اس ڈنک کا زہر فوری طور پر نچوڑنا چاہتا ہوں" نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا لحاظ کر رہا ہوں اور آپ اپنی حد سے بڑھ رہے ہیں





آپ فوراً میرے دفتر سے چلے جائیں" ——— کیپٹن ڈاشوا نے کھولتے ہوئے ذہن سے کہا۔ وہ واقعی بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا تھا۔

"سنو کیپٹن ڈاشوا۔ جو کچھ میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو اور جواب بھی درست ہونا چاہیئے۔ اور جواب بھی مجھے ابھی چاہیئے۔ اور یہ بھی سن لو۔ میرے ساتھی اس وقت جہاز میں اس ترتیب سے موجود ہیں کہ زیادہ سے زیادہ چند منٹوں کے اندر وہ تمہارے جہاز کے سارے عملے کو گولیاں مار کر ہلاک کر سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے جہاز پر مکمل طور پر ہمارا قبضہ ہو گا۔ لیکن تمہاری موت اس وقت تک نہیں آ سکتی جب تک تم میرے سوال کا جواب نہیں دے دیتے" ——— نوجوان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے دونوں ہاتھ اس کے کوٹ کی جیبوں میں تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ساتھی عورت بھی کھڑی ہو گئی تھی۔

"گگ ——— گگ ——— کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو" ——— کیپٹن ڈاشوا نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اب غصہ اس کے کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا۔ اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دراز کھول کر اس میں موجود ریوالور نکال لیا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ اس کی کلائی سے ایک زوردار جھٹکے سے علیحدہ ہو گیا ہو۔ اور وہ بے اختیار چیختا ہوا لاشعوری طور پر ہاتھ کو جھٹکتا ہوا نیچے کو

جھکا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اور اب ایک سا
لگا ریوالور اس نوجوان کے ہاتھ میں نظر آرہا تھا۔ اس کی ساتھی عور
کے ہاتھ میں بھی ایک چھوٹا لیکن انتہائی خطرناک ریوالور نظر آ
لگا تھا۔

"اب دونوں ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف مڑ جاؤ کیپٹن ڈاشوا۔ و
سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی اس بار کھوپڑی میں داخل ہو جائے
نوجوان کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کیپٹن ڈاشوا کے جسم میں بے اختی
سرد لہریں سی دوڑنے لگ گئیں۔ اس نے لاشعوری طور پر دونو
ہاتھ اٹھائے اور دیوار کی طرف مڑ گیا۔

"میں صرف تمہاری جیبوں کی تلاشی لوں گا۔ اس لئے مطمئن رہو
نوجوان کی سرد آواز سنائی دی۔ اور واقعی اس کے اس فقرے
سے کیپٹن ڈاشوا کے موت کے خوف سے تنے ہوئے اعصاب بے اخ
ڈھیلے پڑ گئے۔ نوجوان تیز قدم اٹھاتا اس کے عقب میں آیا۔ اور اسی
کیپٹن ڈاشوا کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ ابھی اس کے ذہن
میں خوفناک دھماکہ ہوا ہی تھا کہ فوراً ہی دوسرا دھماکہ ہوا اور اس
کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر پھیلنے لگی۔





میز پر رکھے ڈبے میں سے ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز نکلتے
ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے نمبر تھری نے ہاتھ بڑھا کر ڈبے
کے کنارے کو دبایا۔ دوسرے لمحے سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو
گئی۔ اور سکرین پر دریائی گھوڑے کی شکل والے ٹرسر کا چہرہ نظر
آنے لگا۔

"ہیلو باس ـــ میں ٹرسر بول رہا ہوں" ـــ ڈبے میں
سے ٹرسر کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ نمبر تھری اٹنڈنگ یو" ـــ نمبر تھری نے سرد
لہجے میں کہا۔

"باس۔ نگرانی کرنے والوں نے انتہائی حیرت انگیز رپورٹ
دی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی پہلے ٹکڑیوں کی حالت میں پورے
شہر کے بازاروں میں گھومتے رہے۔ وہ ہر دکان اور بار کے بورڈ کو

اس طرح غور سے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں کسی مخصوص دکان کی
تلاش ہو۔ بہرحال دوپہر کے بعد وہ سب مین بازار میں اکٹھے ہوئے
اس کے بعد وہ وہاں مین بازار میں موجود ایک چھوٹی سی دکان ٹور گو
اندر گئے۔ لیکن کچھ دیر بعد ہی باہر نکل آئے۔ اور پھر تھوڑا ہی آگے
بڑھے ہوں گے کہ دوبارہ وہ اس دکان کے اندر چلے گئے۔ جہاں
دونوں بار ایک مجہول سے بوڑھے نے دروازہ کھولا تھا۔ اس بار
بھی وہ کچھ دیر بعد باہر آ گئے۔ پھر وہ انہوں نے ایک ہوٹل میں کھانا
کھایا اس کے بعد وہ اس ہوٹل کی عقبی طرف گلی میں چلے گئے۔ وہاں
سے نکل کر وہ سیدھے منگورک بار چلے گئے۔ وہاں وہ اس کے چیف
مارگا سے ملے۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد وہ سیدھے ہوٹل
میں پہنچ گئے۔ جب کہ ان کا لیڈر ان سے علیحدہ ہو کر ایڈمرل اسکاٹ
کی سرکاری رہائش گاہ پر چلا گیا۔ وہ وہاں دو تین گھنٹے رہا۔ اس
کے بعد وہاں سے ایڈمرل کی سرکاری کار میں تجارتی جہازوں والے
ڈاک یارڈ پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی بھی ہوٹل چھوڑ کر ٹیکسیوں کے
ذریعے وہاں پہنچ گئے۔ اور پھر وہ سب ایک تجارتی جہاز مال بردار
جہاز کورٹی میں سوار ہو گئے۔ اور کورٹی اپنے تجارتی سفر پر روانہ ہو
گیا۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق کورٹی جہاز
کوٹیو سے فلپائن۔ انڈونیشیا اور پھر بحر ہند میں سفر کرتا ہوا مڈغاسکر
سے جنوبی افریقہ کی بندرگاہ کیپ ٹاؤن تک جا رہا ہے"۔۔۔ ٹرنر
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"کیا یہ جہاز مسافر بردار بھی ہے"۔۔۔ نمبر تھری نے ہونٹ




چباتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں جناب۔ مکمل طور پر مال بردار جہاز ہے اور سوائے جہاز
کے عملے کے اور کوئی مسافر اس میں سوار نہیں ہوتا۔ لیکن عمران اور
اس کے پانچ ساتھی اس میں سوار ہوئے ہیں۔ میری معلومات کے
مطابق یہ جہاز اپنے مقررہ وقت سے ڈیڑھ گھنٹے بعد روانہ ہوا ہے"
ٹرنر نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ یہ لوگ جاپان سے تو دفع ہو گئے
ہیں"۔۔۔ نمبر تھری نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"یس باس۔ اب تک تو جہاز ۔۔۔ کھلے سمندر میں کافی
دور تک پہنچ گیا ہوگا۔ خاصا جدید اور تیز رفتار تجارتی جہاز ہے"۔۔۔
ٹرنر نے جواب دیا۔
"اوکے۔ تھینک یو۔ اب میں چیف باس کو یہ اطلاع دے
کر فارغ ہو جاتا ہوں"۔۔۔ نمبر تھری نے کہا اور ڈبے کے
کنارے کو دبا کر اس نے سکرین آف کی اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے یہاں سے چلے جانے کی
خبر سن کر اس کے اعصاب پر خاصے اطمینان بخش اثرات نمودار
ہو گئے تھے۔ پھر اپنے دفتر سے اٹھ کر وہ عقبی کمرے میں آ گیا۔
پھر الماری میں موجود ٹرانسمیٹر نما مشین پر اس نے چیف باس
سے کال ملانی شروع کر دی۔ دراز میں سے اس نے پھول نکال کر
پہلے ہی کوٹ پر لگا دیا تھا۔ چند لمحوں بعد کال مل گئی۔ سکرین پر
نقاب پوش کا چہرہ ابھر آیا۔

مخصوص لانچوں کے ذریعے اسے انتہائی خفیہ طور پر اس کے علاقے ایسٹ کوسٹ میں سٹور کیا جاتا تھا۔ جب کہ وہاں سے اُسے باجان کی ایک پارٹی کے ذریعے حاصل کیا جاتا تھا اور یہ پارٹی تجارتی جہاز کورٹی تک اسے پہنچا دیتی تھی۔ اور کورٹی اسے انتہائی خفیہ طریقے سے گریٹ بال کے نزدیکی جزیرے پر اتار دیتا تھا جہاں سے ہمارا خاص گروپ اسے گریٹ بال پہنچا دیتا تھا۔ اس ساری کارروائی کا مقصد یہ تھا کہ کوئی کوشش بھی کرے تو گریٹ بال تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جو پارٹی اسے لیبارٹریوں سے چراتی تھی۔ وہ اسے فلپائن پہنچا کر فارغ ہو جاتی تھی اُسے معلوم نہ تھا کہ فلپائن کے بعد یہ مشینری کہاں جاتی ہے۔ فلپائن سے یانگ اسے حاصل کر کے ایسٹ کوسٹ پہنچا دیتا تھا۔ وہاں سے یانگ ایک عام سے بوڑھے ٹورگو کو سپلائی کی اطلاع دیتا تھا۔ اور اس ٹورگو سے دوسری پارٹی رسید لے کر ایسٹ کوسٹ سے مال اٹھاتی تھی۔ اس طرح اس پارٹی کا یانگ سے براہِ راست کوئی رابطہ نہ ہوتا تھا۔ وہ پارٹی کورٹی تک مال پہنچاتی تھی۔ اس لئے کورٹی کے کیپٹن ڈاشوا کو یہ قطعی علم نہ ہوتا تھا کہ مال کہاں سے آیا۔ اور کون لے آیا۔ لیکن اب تمہاری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمران کسی پراسرار طریقے سے ساری کڑیاں جوڑنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور یہ ٹورگو وغیرہ سے ہوتا ہوا جہاز کورٹی میں پہنچ چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب یہ کیپٹن ڈاشوا سے اس جزیرے کا پتہ معلوم کرے گا۔ جہاں مال اتارا جاتا تھا اور یہ اس جزیرے پر پہنچ کر گریٹ بال آسکے گا۔



"ہیلو چیف باس واٹر پرنس نمبر تھری کالنگ" ۔۔۔ نقاب پوش کا چہرہ سکرین پر ابھرتے ہی نمبر تھری نے بڑے مؤدبانہ میں کہا۔

"یس ۔۔۔ چیف باس اٹنڈنگ" ۔۔۔ مشین میں سے چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹ دینی تھی" ۔۔۔ نمبر تھری نے کہا۔

"یس ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔ چیف باس کی آواز سپاٹ تھی۔ اور جواب میں نمبر تھری نے ٹرسٹر سے ملنے والی رپورٹ حرف بحرف دوہرا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ شیطان گریٹ بال کے صحیح کھوج پر چل نکلا ہے" ۔۔۔ باس کی آواز میں اس بار ہلکی سی تھرتھراہٹ تھی۔

"گریٹ بال کے کھوج ۔۔۔ کیا مطلب باس۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ نمبر تھری باس کے اس فقرے پر واقعی حیران رہ گیا تھا۔

"یانگ کے ذمے گریٹ بال کے ایک سیکشن کے لئے انتہائی حساس مشینری کی سپلائی لگائی گئی تھی۔ اور اسے خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی پیچیدہ چکر چلایا گیا تھا تاکہ کسی کو اس کے متعلق علم نہ ہو سکے۔ یہ مشینری شوگران کی انتہائی خفیہ لیبارٹریوں سے چرائی جاتی تھی۔ اور پھر اُسے فلپائن پہنچا دیا جاتا تھا۔ فلپائن سے یانگ کی

یہ انتہائی خطرناک مسئلہ ہے" ——— چیف باس نے تفصیل بتلاتے
ہوتے کہا۔

اور نمبر تھری کی آنکھیں یہ تفصیل سننے کے ساتھ ساتھ حیرت سے
پھیلتی چلی گئی تھیں۔

"اوہ باس۔ یہ تو انتہائی خطرناک پرابلم پیدا ہو گیا ہے۔ میں تو
یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا تھا کہ یہ لوگ ناکام ہو کر باچان سے جا رہے
ہیں" ——— نمبر تھری نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ فوری طور پر نیوی کے جنگی اور تیز رفتار ہیلی کاپٹر
اغوا کر کے اس تجارتی جہاز کا تعاقب کرو اور جہاں بھی یہ نظر آئے
اس پر میزائلوں کی بارش کر دو۔ اتنے میزائل پھینکو کہ جہاز کا ایک
پرزہ تک سلامت نہ رہے۔ اور نہ ہی کوئی آدمی زندہ بچ سکے" ———
چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— نمبر تھری نے جواب دیا۔

"نیوی ہیلی کاپٹر ضرور حاصل کرنا۔ ورنہ یہ عمران عام ہیلی کاپٹر کو
جہاز پر پہنچنے سے پہلے ہی تباہ کر دے گا۔ نیوی ہیلی کاپٹروں کی
وجہ سے اُسے شک نہ پڑے گا اور تم جہاز کو تباہ کرنے میں کامیاب
ہو جاؤ گے" ——— چیف باس نے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی حرکت میں آجاتا ہوں۔ اور ایک نہیں بلکہ
تین ہیلی کاپٹر لے کر اس پر چڑھ دوڑتا ہوں۔ میرا خیال ہے اگر اس
تجارتی جہاز پر ففٹی سیون ایم۔ ایم میزائل پھینکے جائیں تو یہ بڑا جہاز
مکمل طور پر تباہ ہو سکے گا" ——— نمبر تھری نے کہا۔




"ہاں۔ یہی میزائل پھینکنا۔ لیکن انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا۔
اب میں مزید کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ ویسے میں اس جزیرے پر
موجود اپنے گروپ کو بھی الرٹ کر دیتا ہوں۔ او۔ کے" ——— چیف باس
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف سکرین آف ہو گئی بلکہ مشین بھی
بند ہو گئی۔ نمبر تھری نے جلدی سے کالر میں لٹکا ہوا پھول واپس دراز
میں ڈالا۔ اور پھر الماری کو اصل حالت میں لاتے ہوئے اس نے اس
کے پٹ بند کئے اور دوڑتا ہوا واپس دفتر میں پہنچ گیا۔ اب وہ جلد از جلد
اپنے گروپ کو حرکت میں لا کر اس تجارتی جہاز کو تباہ کرا دینا چاہتا تھا۔

کو الٹا اور پھر اس کے دونوں بازو پشت پر کر کے کلائیاں رسی سے باندھ دیں۔ پھر اسی طرح باقی رسی سے عمران اس کے دونوں گھٹنے باندھنے لگا ہی تھا کہ یک لخت چونک کر رک گیا۔

"میرے دماغ کی بیٹریاں اب کمزور پڑتی جا رہی ہیں شاید" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کیپٹن ڈاشوا کے بندھے ہوئے ہاتھ کھولنے لگا۔ اس نے اس کے ہاتھ کھولے اور پھر اُسے سیدھا کر کے اس کا لباس اتارنے میں مصروف ہو گیا۔ اُسے اچانک خیال آیا تھا کہ جب نعمانی کیپٹن ڈاشوا کے میک اپ میں آئے گا تو لازماً اُسے لباس بھی پہننا پڑے گا اور بندھے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے لباس اتر نہ سکے گا۔ اس نے کیپٹن ڈاشوا کا لباس اتار کر ایک طرف رکھ دیا اب کیپٹن ڈاشوا کے جسم پر صرف انڈر ویئر رہ گیا تھا۔ لباس اتارنے کے بعد اس نے اس کے ہاتھ پشت پر کر کے دوبارہ باندھے۔ اور پھر گھٹنوں کو باندھ کر اس نے ایک طرف تہہ کیا ہوا کمبل اٹھا کر اس کے جسم پر ڈال دیا۔ ابھی وہ کمبل ڈال کر ہٹا ہی تھا کہ دفتر کی طرف سے قدموں کی آوازیں ابھریں اور عمران تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ لیکن دوسرے لمحے نعمانی اور جولیا اندر داخل ہوئے۔ نعمانی کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

"نعمانی ——— جلدی سے اپنا لباس اتار کر اس کیپٹن ڈاشوا کا لباس پہن لو۔ اور پھر اس کا چہرہ دیکھ کر میک اپ بھی کر لو۔ میں اس دوران جولیا سمیت باہر دفتر میں بیٹھتا ہوں۔ شاید کسی کی کال آجائے" ——— عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر جولیا

کیپٹن ڈاشوا کے بے ہوش ہوتے ہی عمران اُسے اٹھا کر عقبی ریٹائرنگ روم میں لے آیا اور پھر اُسے بستر پر لٹا دیا۔

"جولیا ——— نعمانی کو بلا لاؤ اس کا قد و قامت اس سے ملتا ہے میں اُسے کیپٹن ڈاشوا کے روپ میں لے آنا چاہتا ہوں۔ ورنہ یہاں میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ جلدی کرو۔ اور اُسے کہنا کہ سامان میں سے میک اپ باکس بھی لیتا آئے" ——— عمران نے کیپٹن ڈاشوا کو بستر پر لٹاتے ہی مڑ کر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی عقبی کمرے میں آ گئی تھی۔

"اچھا" ——— جولیا نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور پھر وہ ایک الماری میں سے نائلون کی رسی کا ایک چھوٹا بنڈل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے جلدی سے بے ہوش پڑے ہوئے کیپٹن ڈاشوا

کے ہمراہ اس عقبی کمرے سے نکل کر دفتر میں آگیا۔ وہاں پہنچے ہوئے
ابھی انہیں تھوڑی سی دیر گزری ہو گی کہ میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون بج اٹھا
اور عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— عمران کے حلق سے کیپٹن ڈاشوا جیسی آواز نکلی
لیکن لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"میں کم بول رہا ہوں کیپٹن۔ میں نے سوچا کہ آپ راؤنڈ پر نہیں
آئے۔ اس لئے آپ کو کال کر دوں" ——— دوسری طرف سے
ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں آنے والوں سے انتہائی اہم گفتگو میں مصروف ہوں۔ اس
لئے مجھے اب ڈسٹرب نہ کرنا۔ میں فارغ ہو کر خود ہی راؤنڈ پر آجاؤں
گا" ——— عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کچھ معلوم ہوا باس کہ یہ سپیشل گروپ کس مقصد کے
لئے جہاز پر آیا ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مقصد ——— کیا مطلب" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ کہیں یہ بلیو سپلائی کے سلسلے میں نہ آئے ہوں"
دوسری طرف سے کم نے کہا۔

"اوہ۔ تمہیں اس کا خیال کیسے آیا" ——— عمران نے کہا۔

"باس۔ کسی سپیشل گروپ کا ایک قطعی تجارتی جہاز کے ذریعے
سفر کرنے کا تب مجھے تو کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسے لوگ تو سرکاری
لانچوں یا آبدوزوں یا پھر عام مسافر جہازوں کے ذریعے سفر کرتے
ہیں تاکہ ان پر کوئی شک نہ کر سکے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں یہ
سارا چکر اس بلیو سپلائی کے سلسلہ میں نہ ہو" ——— کم نے جواب
دیا۔ اس کی آواز بلیو سپلائی کی بات کرتے وقت کافی ہلکی ہو گئی تھی۔
اور عمران اس کے ہلکی آواز کرنے کا بھی مطلب بخوبی سمجھ گیا تھا کہ اس
کے خیال کے مطابق وہ اپنی گفتگو صرف کیپٹن ڈاشوا تک ہی محدود رکھنا
چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ دفتر میں دوسرے لوگ بھی موجود ہیں۔
اور وہ یہ گفتگو ان کے کانوں تک نہ پہنچانا چاہتا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ان کا مشن دوسرا ہے" ——— عمران نے
کرخت لہجے میں جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے نعمانی کمرے
میں داخل ہوا۔ اور عمران کے چہرے پر اسے دیکھ کر تحسین کے آثار
ابھر آئے۔ کیونکہ نعمانی نے واقعی کیپٹن ڈاشوا کا بڑا شاندار میک اپ
کیا تھا۔

"تم اب یہاں دفتر میں بیٹھو۔ جولیا بھی تمہارے ساتھ رہے گی۔
تاکہ اگر کوئی دفتر میں آجائے تو جولیا کی موجودگی کی وجہ سے تمہارا
دفتر میں بیٹھنے کا جواز بن سکے۔ میں اس دوران اس کیپٹن ڈاشوا
سے ضروری معلومات حاصل کرتا ہوں" ——— عمران نے کیپٹن ڈاشوا
کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گا کہ آپ ڈسٹرب نہ ہوں" ———
نعمانی نے بھی کیپٹن ڈاشوا کی آواز کی نقل کرتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ
پوری طرح نقل کرنے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ اس لئے عمران نے
اسے چند پوائنٹس بھی بتلائے اور کیپٹن ڈاشوا کا ملازموں کے ساتھ لہجے
سے بھی اسے آگاہ کیا۔

"اب ٹھیک ہے۔ اب میں سنبھال لوں گا" ـــــ نعمانی نے
بولتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات
میں سر ہلا دیا۔

"سنو۔ یہاں کوئی ماتحت کم نامی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ
کا عہدہ کیا ہے۔ بہرحال وہ کیپٹن کا قریبی ماتحت ہی لگتا ہے
سکتا ہے سب کیپٹن ہو۔ اس کا فون آیا تھا" ـــــ عمران نے
سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کم سے ہونے والی تمام گ
بھی دوہرا دی۔

"تم نے اس کا خاص طور پر خیال رکھنا ہے" ـــــ عمران نے کہا
اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

"اب تم کرسی پر بیٹھو اور جولیا سے گپیں ہانکو۔ میں اس کیپٹن سے
دو دو ہاتھ کر لوں۔ ویسے اپنے اپنے مقدر کی بات ہے۔ اگر یہ کیپٹن
ڈاشوا میرے قد و قامت کا ہوتا تو کم از کم مجھے گپیں ہانکنے کا تو
مل جاتا۔ بڑا عرصہ ہو گیا ہے میں نے ہانکا ہی کچھ نہیں ہے۔ اور جب
ہانکنے کے لئے مس جولیا ہو تو پھر تو اسے واقعی مقدر ہی کہا جا
ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے عقبی کمرے
کی طرف بڑھ گیا۔ نعمانی کے ہنسنے کی آواز اُسے اپنے عقب میں سنا
دی۔ جب کہ جولیا کا منہ بن گیا تھا۔ عمران نے مڑ کر دروازہ بند کر
ہوئے اس کی بگڑی ہوئی شکل دیکھی تو بے اختیار ہنستے ہوئے اس
نے دروازہ بند کیا۔ اور پھر وہ بستر پر پڑے ہوئے کیپٹن ڈاشوا کے
پاس پہنچ گیا۔ اس نے کمبل کھینچ کر ایک طرف ڈالا اور ہاتھوں سے

اس کی ناک اور منہ بیک وقت بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی کیپٹن ڈاشوا
کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔ تھوڑی
دیر بعد کیپٹن ڈاشوا کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے
ساتھ ہی اس کے حلق سے خود بخود کراہیں سی نکلنے لگیں۔

"ابھی سے کیپٹن صاحب۔ ابھی تو میں نے کارروائی شروع ہی
نہیں کی" ـــــ عمران نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
اور پھر جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"تت ـــ تت ـــ تم کیا چاہتے ہو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھے
کسی خفیہ سپلائی کے بارے میں علم نہیں ہے" ـــــ کیپٹن ڈاشوا
نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ صرف ایک تجارتی بحری جہاز کا
کپتان تھا اس لئے اس کی زندگی میں ایسے واقعات کبھی نہ آئے
ہوں گے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ سخت خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔

"اس خفیہ سپلائی کو بلیو سپلائی کہتے ہیں اور میرے آدمیوں نے
تمہارے ماتحت کم سے پوری تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ اور وہ
بے چارہ کم اب تک سمندری مچھلیوں کی خوراک بھی بن چکا ہو گا۔
لیکن چند پوائنٹس وضاحت طلب رہ گئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں
کہ تم اپنی زبان سے یہ ساری تفصیلات مجھے بتاؤ" ـــــ عمران نے
ریوالور کا چیمبر کھول کر اس میں موجود ساری گولیاں جھٹک جھٹک اپنی
ہتھیلی پر جمع کرتے ہوئے کہا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا تم نے کم کو مار ڈالا" ـــــ کیپٹن ڈاشوا
اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا۔

"ظاہر ہے جو ذرا مزاحمت کرے گا۔ اسے مرنا ہی پڑے گا۔ ب
وہ بہرحال ماتحت تھا اور تم ایک بڑے تجارتی جہاز کے کپتان ہ
تمہاری موت شایانِ شان ہونی چاہیئے۔ اس لئے میں تمہیں پورا پو
چانس دینا چاہتا ہوں۔ ادھر دیکھو۔ میں نے ریوالور کے چیمبر سے
ساری گولیاں نکال لی ہیں۔ صرف ایک گولی میں تمہارے سا
چیمبر کے ایک خانے میں ڈالوں گا۔ اور پھر چیمبر کو گھما دوں گا۔ آ
خانوں میں سے ایک خانے میں گولی ہوگی۔ جب کہ باقی سات خ
ہوں گے۔ گھومنے کے بعد نجانے کون سا خانہ ٹریگر کے سامنے
جائے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ پہلی بار ٹریگر دباتے ہی تمہاری کھو
سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے یا پھر تمہیں دوسرا، تیسرا چا
مل جائے۔ بہرحال اگر تم بہت زیادہ ہی خوش قسمت ثابت ہوئے ت
سات چانس تمہیں مل سکتے ہیں آٹھواں بہرحال نہیں مل سکتا"۔۔۔
عمران نے اس پر اپنی پرانی ترکیب آزماتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں"۔۔۔
کیپٹن ڈاشوا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ عمر
نے البتہ بڑے اطمینان سے ایک گولی چیمبر میں ڈالی اور پھر باقی گولیا
جیب میں ڈال کر اس نے چیمبر کو تیزی سے گھما دیا۔

"او۔ کے۔ اب میں صرف تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا
دوں گا۔ ایک۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی گنتی شرو
کر دی۔ کیپٹن ڈاشوا کے چہرے پر یک لخت پسینہ پھوٹ نکلا۔ اور
اتنی تیزی سے بہنے لگا جیسے آبشار بہہ رہا ہو۔



"دو۔ تین"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹریگر دبا دیا۔ کھٹک کی ہلکی سی
آواز ابھری اور کیپٹن ڈاشوا کا چہرہ موت کے خوف سے سیاہ
پڑ گیا۔

"ایک چانس تم نے حاصل کر لیا۔ اب میں پھر گنتی شروع کرتا ہوں
ایک۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ اسے ہٹا لو۔
میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ مجھے مت مارو"۔۔۔ یک لخت کیپٹن
ڈاشوا نے بری طرح گھگھیاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں موت کے
شدید خوف کی وجہ سے دھندلا سی گئی تھیں۔

"بولنا شروع کر دو۔ ورنہ گنتی جاری رہے گی"۔۔۔ عمران نے
سرد لہجے میں کہا۔

"بلیو سپلائی کا دھندہ کم نے شروع کیا۔ میں ایک بار جوئے
میں لاکھوں ڈالر ہار گیا۔ میرے پاس رقم نہ تھی۔ اس لئے مجھے ایک
آدمی کی ضمانت پر ایک ماہ کی مہلت مل گئی۔ لیکن میری ساری جائیداد
بھی اتنی مالیت کی نہ تھی کہ میں یہ رقم ادا کر سکتا۔ چنانچہ میں بے حد
پریشان ہو گیا۔ اور خودکشی کے بارے میں سوچنے لگا۔ کم میرا
اسسٹنٹ ہے۔ اسے جب معلوم ہوا تو اس نے مجھے کہا۔ کہ
ایک بہت بڑی پارٹی خفیہ سپلائی کرانا چاہتی ہے۔ اس سے لاکھوں
ڈالر آسانی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں میں اس جوئے والی مجرم تنظیم کے
خوف کی وجہ سے آمادہ ہو گیا۔ اور دو تین سپلائیوں کے ساتھ ہی میرا
ادھار اتر گیا اور کام بھی بالکل محفوظ تھا۔ اس لئے مزید بھی جاری رہا۔

اور میں نے اس رقم سے خوب عیش کی۔ اب یہ سپلائی بند ہو گئی ہے۔" کیپٹن ڈاشوا نے رک رک کر تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں یہ سپلائی اتارتے تھے" ——— عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"بحر ہند میں ایک کافی بڑا جزیرہ ہے۔ جسے اگالیگا کہتے ہیں۔ یہ جزیرہ انتہائی گھنے جنگلات سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں باقاعدہ کوئی آبادی نہیں ہے۔ البتہ صرف وہاں کے چند قدیم قبائل رہتے ہیں۔ سپلائی اگالیگا میں اتاری جاتی تھی" ——— کیپٹن ڈاشوا نے جواب دیا۔

"کون وصول کرتا تھا سپلائی" ——— عمران نے پوچھا۔

"ساحل پہ لوگ موجود ہوتے تھے۔ ان کے چہرے نقابوں سے ڈھکے ہوتے تھے۔ ان کے لیڈر کا نقاب سرخ ہوتا تھا۔ وہی سپلائی وصول کرتا تھا۔ ہم اُسے صرف سرخ نقاب پوش کہتے تھے" ——— کیپٹن ڈاشوا نے جواب دیا۔

"وہ تم لوگوں سے بولتا تو ہو گا۔ اس کی آواز سے اس کی قومیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"وہ ساری گفتگو کم سے ہی کرتا تھا۔ میں تو بس کیپٹن کی حیثیت سے ساتھ رہتا تھا۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ یہ شخص لہجے کے لحاظ سے فلپائنی ہو سکتا ہے" ——— کیپٹن ڈاشوا نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور پوچھتا اُسے باہر دفتر میں کسی کے زور زور سے بولنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ آواز سے ہی





پہچان گیا کہ بولنے والا کم ہے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ڈاشوا کی کنپٹی پہ انگلی کا ہک اس طرح مارا کہ پہلی ضرب سے ہی ڈاشوا بغیر کوئی آواز نکالے بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے کمبل کھینچ کر اس کے منہ پر ڈالا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"لیکن باجانی نیوی کے ہیلی کاپٹروں کا کھلے سمندر میں چیکنگ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے" ——— دروازہ کھولتے وقت عمران کے کانوں میں نعمانی کی آواز پڑی۔ نعمانی کیپٹن ڈاشوا کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"کیا بات ہے کیپٹن۔ یہ باجان نیوی کا کیا ذکر ہو رہا ہے۔ میں آرام کر رہا تھا کہ مجھے یہ الفاظ سنائی دیئے ہیں" ——— عمران نے دروازہ کھول کر دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی آنکھوں کو اس انداز میں سکیڑ لیا تھا جیسے واقعی وہ آنکھیں بند کئے آرام کر رہا تھا۔ دفتر میں ایک لمبا تڑنگا اور سخت چہرے والا آدمی کھڑا تھا۔

"مسٹر عمران ——— باجان نیوی کے تین ہیلی کاپٹر جہاز کے اوپر موجود ہیں۔ انہوں نے ٹرانسمیٹر پہ کال کر کے پوچھا ہے کہ کیا کورٹی میں کوئی ایسا گروپ سوار ہوا ہے جس میں ایک عورت اور پانچ مرد شامل ہوں۔ جب مسٹر کم نے انہیں بتایا کہ ہاں ایسا گروپ سوار ہوا ہے۔ اور یہ گروپ باجان نیوی کا سپیشل گروپ ہے تو انہوں نے حکم دیا ہے کہ اس گروپ کو فوراً ایک لانچ پہ سوار کر کے جہاز سے دور بھیج دیا جائے تاکہ وہ انہیں گرفتار کر سکیں ورنہ ان کے پاس ایسے احکامات ہیں کہ وہ پورے جہاز کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔ انہوں

نے اس کام کے لئے صرف دس منٹ کا وقت دیا ہے"۔
نعمانی نے کیپٹن ڈاشوا کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں کال آئی ہے"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ٹرانسمیٹر روم میں"۔۔۔ اس بار کم نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔۔ آیئے۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ انہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نعمانی بھی اس کے ساتھ ہی دروازے کی طرف چل پڑا۔ کم بھی ہونٹ چباتا ہوا ان کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرانسمیٹر روم میں پہنچ گئے۔

"اوہ کیپٹن۔۔۔ وہ لوگ بار بار دھمکیاں دے رہے ہیں"۔۔۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی وہاں موجود آپریٹر نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری بات کراؤ ان سے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے ایک ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ بات کیجئے اوور"۔۔۔ آپریٹر نے بٹن دبا کر چیختے ہوئے کہا۔

"کس سے بات کریں۔ اب صرف چھ منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ چھ منٹ بعد پورا جہاز میزائلوں سے تباہ کر دیا جائے گا اوور"۔





دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی کرخت آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔ میں چیف سپیشل ایجنٹ بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں پورا تعارف کرائیں اوور"۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں صرف پانچ منٹ۔ اور یہ مہلت بھی ہم اس لئے دے رہے ہیں تاکہ یہ عظیم الشان جہاز بچ سکے ورنہ ہمیں احکامات یہی دیئے گئے ہیں کہ ہم بغیر کوئی بات کئے جہاز تباہ کر دیں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جہاز تباہ نہ کریں ہم خود لانچ میں جہاز سے چلے جاتے ہیں۔ لیکن پانچ منٹ میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ لانچ جہاز سے علیحدہ ہونے اور اس پر سوار ہونے اور پھر جہاز سے دور جانے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ کم از کم بیس پچیس منٹ اوور"۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔۔ مزید دس منٹ دے دیتا ہوں۔ لیکن دس منٹ کے اندر اندر لانچ جہاز سے باہر سمندر میں ہمیں نظر آجانی چاہیئے ورنہ اوور"۔۔۔ اس بار بولنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور آپریٹر کو ٹرانسمیٹر آف کرنے کا اشارہ کیا۔

"مسٹر کم۔ جہاز کو تباہی سے بچانا ہم سب کا فرض ہے۔ بعد میں غلط فہمی دور ہوتی رہے گی۔ آپ فوراً ایک بڑی لانچ جہاز سے

اتارنے کے انتظامات کریں" ——— عمران نے کم سے مخاطب
کر کہا۔
" ٹھیک ہے۔ آپ کیپٹن کے ساتھ سیکورٹی ایریے میں پہنچیں
میں آپ کے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے وہاں لے آتا ہوں" ——— کم نے
جلدی سے کہا۔ اور دوڑتا ہوا ٹرانسمیٹر روم سے باہر نکل گیا۔
" آیئے کیپٹن" ——— عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا
اور پھر وہ تینوں ہی ٹرانسمیٹر روم سے نکل کر دوڑتے ہوئے جہاز کے
اس حصے میں پہنچ گئے جہاں حفاظتی کشتیاں اور لانچیں موجود تھیں
نعمانی نے وہاں موجود افراد کو ایک لانچ جہاز سے نیچے اتارنے
کے لئے کہا اور اس کے حکم کی تعمیل شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد
ہی عمران کے باقی ساتھی بھی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ ان
سب کے چہروں پر سوالیہ نشانات موجود تھے۔ لیکن عمران کے
چہرے پر موجود سنجیدگی دیکھتے ہوئے وہ خاموش رہے۔
" کیپٹن ——— ہم غوطہ خوری کے لباس پہن کر جانا چاہتے ہیں اور
اسلحہ بھی ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ آپ ان ہیلی کاپٹروں کو مطمئن
کرنے کے لئے چھ ملاحوں کو اس لانچ پر چڑھا دیں۔ تاکہ یہ لوگ
فوراً جہاز کو تباہ نہ کر سکیں" ——— عمران نے کہا۔
" ٹھیک ہے ——— حکم کی تعمیل کی جائے کم" ——— نعمانی نے
کیپٹن ڈاشوا کے لہجے میں کم سے مخاطب ہو کر کہا۔
" مگر کیپٹن" ——— کم نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔
" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ہم جہاز کی تباہی کا خطرہ مول نہیں لے




سکتے" ——— نعمانی نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔ اور کم نے مڑ کر
ملاحوں کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔ اور پھر سمندر میں اترنے والی
لانچ میں چھ ملاح چڑھ گئے۔ یہ حصہ چونکہ باقی جہاز سے کافی دور تھا۔
اس لئے وہاں کم ملاح ہی موجود تھے۔ انہیں آسمان پر کافی بلندی پر
پرواز کرتے ہوئے نیوی کے تین بڑے جنگی ہیلی کاپٹر صاف دکھائی
دے رہے تھے۔
جیسے ہی ملاح جہاز سے کود کر لانچ میں سوار ہوئے۔ عمران کا ہاتھ
بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ کھڑا ہوا کم چیختا ہوا اچھل
کر فرش پر جا گرا۔ اس کے نیچے گرتے ہی عمران کی لات بازو سے
بھی زیادہ تیزی سے گھومی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کم
کنپٹی پر ضرب کھا کر ایک دھماکے سے دوبارہ گرا اور ساکت ہو گیا۔
" نعمانی۔ جلدی سے ان ملاحوں کو حکم دو کہ وہ لانچ لے کر جہاز سے
کافی دور چلے جائیں" ——— عمران نے تیز لہجے میں نعمانی سے کہا۔
اور نعمانی نے آگے بڑھ کر اونچی آواز میں لانچ میں موجود ملاحوں کو حکم
دینا شروع کر دیا۔ اور لانچ انتہائی تیزی سے جہاز سے ہٹ کر
دور سمندر میں جانے لگی۔ عمران اور اس کے ساتھی وہیں کھڑے
ایک بڑی سی کھڑکی سے لانچ کو دور جاتے دیکھتے رہے۔ عمران کے
چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ لانچ جب کافی دور نکل گئی تو اچانک
ایک ہیلی کاپٹر نے تیزی سے غوطہ لگایا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر
سے ایک خوفناک میزائل نکلا اور پلک جھپکنے میں وہ لانچ سے
ٹکرایا۔ آگ کا شعلہ سا بلند ہوا۔ اور لانچ اپنے آدمیوں سمیت ہزاروں

ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ انسانی اعضا کے ساتھ ساتھ لانچ کے ٹکڑے
سمندر میں تیرتے دکھائی دینے لگے۔ دوسرے لمحے دوسرے
ہیلی کاپٹر نے غوطہ مارا اور اس نے عین اس جگہ پر خوف ناک اور
بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی جہاں ایک لمحے پہلے لانچ موجود
تھی۔ وہ گولیوں کی بارش کرتا ہوا اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ تیسرے
ہیلی کاپٹر نے غوطہ لگایا اور اس نے چھوٹے چھوٹے تین میزائل
اس جگہ پر فائر کر دیئے۔ سمندر کا پانی کسی فوارے کی طرح اوپر کو
اچھلا اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا گیا۔ اور پھر ایک لمبا راؤنڈ لیتے
ہوئے تینوں ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں اوپر اٹھتے چلے گئے۔
"آؤ میرے ساتھ نعمانی۔ باقی لوگ یہیں رہیں گے اس کم کو کسی بڑے
ڈرم کے پیچھے چھپا دو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر نعمانی کو
ساتھ لئے وہ دوڑتا ہوا واپس ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھ گیا۔
جیسے ہی وہ ٹرانسمیٹر روم میں داخل ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی
تیز آواز نکلی۔ اور نعمانی کے اشارے پر آپریٹر نے جلدی سے ٹرانسمیٹر
کا بٹن آن کر دیا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور آپریٹر
چیختا ہوا اچھل کر فرش پر گر گیا۔ اس دبلے پتلے نوجوان کے لئے ایک
ہی ضرب کافی ثابت ہوئی۔
"ہیلو ہیلو۔۔۔ چیف آف نیول ایکشن گروپ کالنگ کیپٹن
آف کورٹی اوور"۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے اسی آدمی کی چیختی ہوئی آواز
سنائی دی جو پہلے بول رہا تھا۔
"یس۔۔۔ کیپٹن ڈاشوا اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ عمران نے اس بار



کیپٹن ڈاشوا کے لہجے میں جواب دیا۔
"اس گروپ کا کوئی آدمی جہاز میں تو نہیں رہ گیا اوور"۔۔۔ دوسری
طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ایک عورت اور پانچ مرد آئے تھے۔ ان سب نے پہلے سے
ہی ملاحوں جیسا لباس پہن رکھا تھا۔ اور وہ خود ہی اپنی مرضی سے اس
لانچ پر سوار ہو گئے تھے۔ ان کے لیڈر کی بات میں نے سنی تھی۔ وہ
اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ میں ٹرانسمیٹر پر ایڈمرل اسکامر سے
بات کر کے سب کچھ سنبھال لوں گا۔ لیکن تم نے انہیں بغیر کوئی مہلت
دیئے میزائلوں سے اڑا دیا۔ حالانکہ ان کو جہاز پر ایڈمرل اسکامر نے
بھیجا تھا۔ لازماً ان کا تعلق بھی نیوی سے ہی ہو گا پھر تم نے ایسا کیوں
کیا اوور"۔۔۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔
"کیپٹن ڈاشوا۔ ان کا کوئی تعلق نیوی سے نہ تھا۔ یہ پاجان کے
دشمن ایجنٹ تھے۔ اور انتہائی خطرناک۔ انہوں نے ایڈمرل صاحب
کو بھی دھوکا دیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی انہیں اس دھوکے کا علم ہوا
انہوں نے ان کی فوری موت کے احکامات صادر کر دیئے۔ وہ تو
اس قدر غصے میں تھے کہ انہوں نے پورا جہاز اڑا دینے کے احکامات
دے دیئے تھے۔ لیکن میں نے سوچا کہ ہمارا مقصد تو ان کا خاتمہ ہے۔
جہاز کے تباہ ہونے سے بین الاقوامی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔
اس لئے میں نے انہیں لانچ پر سوار کر کے دور بھیجنے کے لئے کہا تھا۔
ورنہ دوسری صورت میں مجھے لازماً جہاز تباہ کرنا پڑتا۔ اب تم بے فکر
ہو کر جہاز لے جا سکتے ہو۔ اور سنو۔ یہ سارا واقعہ حکومت کا ٹاپ

سیکرٹ ہے ۔ اس لئے اگر تم نے یا تمہارے عملے نے اس کا
سے ذکر کیا تو پھر تمہیں بھی عبرت ناک موت کا مزہ چکھنا پڑے گا اوور
دوسری طرف سے بولنے والے نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ بہرحال یہ حکومت کا مسئلہ ہے ۔ میرا
نہیں ۔ میں تو صرف ایڈمرل صاحب کے احکامات کی وجہ سے انہیں
جہاز پر چڑھانے پر مجبور ہو گیا تھا ۔ ورنہ تجارتی جہاز میں کسی غیر متعلق آدمی
کا سوار ہونا خود میرے اور جہاز کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا تھا بہرحال
جہاز کو بچانے کے لئے میں ذاتی طور پر تمہارا مشکور ہوں اوور "
عمران نے کہا ۔

" او ۔ کے ۔ اوور اینڈ آل " ۔۔۔۔ دوسری طرف سے مطمئن لہجے
میں جواب دیا گیا اور ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں
عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔

" اب ہمیں جلد از جلد یہ جہاز چھوڑنا ہو گا ۔ جلدی میرے ساتھ آؤ ۔
باقی ملاحوں کو بھی مطمئن کر دو ۔ اور راشن کے تھیلے بھی وہاں سیکورٹی ایریا
میں بھجواؤ " ۔۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے دروازے کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا ۔ اور نعمانی نے سر ہلا دیا ۔ ظاہر ہے وہ کیا جواب
دے سکتا تھا ۔ عمران نعمانی کے ساتھ جب واپس سیکورٹی ایریے
میں پہنچا تو سیکورٹی ایریے سے باہر بیس بائیس افراد جو جہاز کے
عملے سے متعلق تھے کھڑے تھے ۔ ان کے چہروں پر غصے اور رنج کے
ملے جلے تاثرات تھے ۔

" تم یہاں کیوں اکٹھے ہو ۔ جاؤ اپنا کام کرو ۔ یہ اہم سرکاری مسئلہ





تھا ۔ لیکن میں اپنے آدمیوں کی موت پر حکومت باچان کو ہلا کر رکھ دوں
گا ۔ حکومت باچان کو نہ صرف میرے آدمیوں کی جانوں کا معاوضہ دینا
ہو گا بلکہ ان کے بدلے میں سرکاری افراد کو بھی پھانسی پر چڑھانا ہو گا ۔
اور اب میں نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ یہ لوگ جو جہاز پر سوار ہوئے
ہیں اب مزید جہاز پر نہیں رہ سکتے ۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ
میں انہیں اب مزید ایک لمحے کے لئے بھی جہاز پر برداشت نہیں
کر سکتا ۔ چنانچہ یہ طے ہوا ہے کہ میں انہیں لانچ پر بٹھا کر قریب
ترین جزیرے پر چھوڑ کر لانچ لے کر واپس آ جاؤں گا ۔ اس دوران
جہاز چلتا رہے گا ۔ تم اپنی اپنی ڈیوٹی پر پہنچو ۔ جلدی کرو " ۔۔۔۔ نعمانی
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے اس نے
جس انداز میں معاملے کو ڈیل کیا تھا اس سے عمران جیسا شخص بھی دل
ہی دل میں اس کی ذہانت پر شاباش کہہ رہا تھا ۔

" یس کیپٹن " ۔۔۔۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا ۔ اور تیزی سے
واپس مڑ گیا ۔ اس کے ساتھ ہی باقی افراد بھی واپس مڑ گئے ۔

عمران نے ایک اور بڑی اور طاقتور انجن والی لانچ کا انتخاب
کیا اور پھر عمران کی ہدایات پر نعمانی نے ایمرجنسی سامان لانچ پر لدوانا
شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد خوراک کے تھیلے بھی آ گئے اور انہیں لانچ
میں رکھ دیا گیا ۔

" اس کم کو بھی اٹھا کر لانچ کے اندر کونے میں ڈال دو ۔ اس پر
ترپال ڈال دو ۔ جلدی کرو " ۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا ۔
اور چند لمحوں میں ہی ڈرم کی اوٹ میں بے ہوش پڑے کم کو لانچ میں منتقل کر

دیا گیا۔ اس پر ترپال ڈال دی گئی۔ اور پھر عمران نے خود ہی اپنے ساتھیوں
کی مدد سے لانچ کو جہاز میں بنے ہوئے مخصوص حصے سے سمندر میں
اتارا اور وہ سب لانچ پر اتر گئے۔ سب سے آخر میں نعمانی لانچ پر
اترا۔ عمران نے لانچ کا انجن سٹارٹ کیا۔ اور لانچ انتہائی تیز رفتاری
سے سمندر میں تیرتی ہوئی جہاز سے دور جانے لگی۔ نعمانی جہاز کی طرف
منہ کئے کھڑا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ کیونکہ جہاز کے عرشے پر اُسے آدمیوں کے
سر دکھائی دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لانچ جہاز سے اتنی دور
پہنچ گئی کہ اب صرف جہاز کا ہیولہ ہی نظر آ رہا تھا۔

"آخر اس ساری حماقت کا فائدہ۔ جب وہ ہیلی کاپٹر چلے ہی گئے
تھے تو اب ہم جہاز میں زیادہ محفوظ رہتے۔ اگر ملاحوں سے خطرہ تھا تو
نعمانی کیپٹن کے روپ میں انہیں آسانی سے کنٹرول کر سکتا تھا۔ اور
اگر کنٹرول نہ بھی ہوتے تو ہم ان سب کا خاتمہ کر کے بھی جہاز پر قبضہ
کر سکتے تھے۔ اب ہم کھلے سمندر میں کہاں دھکے کھاتے پھریں
گے۔ خوراک بھی محدود ہے اور ظاہر ہے فیول بھی ایک حد تک ہی
کام دے گا"۔۔۔ جولیا نے اچانک پھٹ پڑنے والے لہجے
میں کہا۔

"جس جہاز کو تم محفوظ سمجھ رہی ہو۔ وہی سب سے غیر محفوظ تھا جہاز
کے عملے کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ابھی یہ ہیلی کاپٹر واپس
پلٹیں گے اور پھر انہوں نے بغیر کوئی مہلت دیئے اس جہاز کو
تباہ کر دینا ہے"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں۔۔۔ اب وہ جہاز کو کیوں تباہ کریں گے"۔۔۔ جولیا نے



حیران ہو کر پوچھا۔

"جہاں تک میں نے ان ہیلی کاپٹر والوں کی گفتگو سے اندازہ
لگایا ہے ان کا تعلق واٹر پاور سے ہے۔ انہیں یقیناً ہمارے اس
جہاز تک پہنچنے کی اطلاع مل گئی ہے۔ اور ہمارا اس جہاز تک پہنچ جانا
ان کے لئے شدید خطرے کا الارم ہے۔ اس لئے ان کے باس
نے اتنے بڑے تجارتی جہاز کو تباہ کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن
شاید اس گروپ کے لیڈر کو اتنے بڑے جہاز کو تباہ کرنے کا حوصلہ
نہ ہوا۔ اس لئے اس نے ہمیں لانچ پر جہاز سے دور بھیجنے کا حکم دیا۔
اور تم نے دیکھا کہ جیسے ہی لانچ جہاز سے دور ہوئی انہوں نے ایک
لمحہ ضائع کئے بغیر اس پر میزائل فائر کر دیئے۔ لیکن جب اس واٹر پاور
کے چیف کو اس مشن کی اطلاع ملے گی اس نے لازماً انہیں دوبارہ
بھیجنا ہے تاکہ جہاز تباہ کر کے ہر قسم کے خدشے کو ختم کیا جا سکے"
عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کی بات ختم
ہوئی ہی تھی کہ دور سے انہیں خوف ناک دھماکوں کی آوازیں سنائی
دیں اور اس کے ساتھ ہی آگ کا اتنا بڑا فوارہ سا آسمان پر بلند ہوتا
دکھائی دیا جیسے کوئی بہت بڑا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور آگ
کی اس تیز روشنی میں انہیں آسمان پر گھومتے ہوئے تین سیاہ
دھبے بھی نظر آ گئے۔ جہاز بھی پوری رفتار سے چل رہا تھا اور عمران
نے لانچ کو بھی مخالف سمت میں پوری رفتار سے دوڑا رکھا تھا۔
اس لئے جہاز ان کی حد نظر سے بہت دور ہو گیا تھا۔ لیکن آگ کے
اس فوارے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عمران کا خدشہ سو فیصد

درست ثابت ہوا ہے ۔ اس عظیم الشان اور بڑے تجارتی جہاز کو واقعی تباہ کر دیا گیا ہے ۔ کافی دیر تک آگ کا یہ فوارہ نظر آتا رہا پھر صرف سیاہ رنگ کے بادل سے نظر آنے لگے ۔ اور آہستہ آہستہ منظر صاف ہو گیا ۔

" دیکھ لیا تم نے اپنے محفوظ جہاز کا حشر " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار جھرجھری لی ۔

" تمہارا اندازہ درست تھا ۔ آئی ۔ ایم ۔ سوری " ـــــ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا اور عمران ہنس پڑا ۔

" میرے خیال میں یہ خوش قسمتی سمندر کی ہے کہ اس پر موجود عورت نے پہلی بار آئی ۔ ایم ۔ سوری کہا ہے ۔ ورنہ زمین بے چاری کو تو آج تک یہ الفاظ سننے کی حسرت ہی رہی ہے " ـــــ عمران نے کہا اور اس بار باقی ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی ۔

" آپ نے اس کیپٹن سے پوچھ گچھ مکمل کر لی تھی " ـــــ نعمانی نے پوچھا ۔

" ہاں ۔ ضروری باتیں معلوم کر لی تھیں ۔ ویسے مین کردار یہ کم ہے اس لئے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں ۔ چوہان تم لانچ سنبھالو ۔ میں اس کم سے دو دو باتیں کر لوں " ـــــ عمران نے کہا اور اس کے قریب موجود چوہان نے آگے بڑھ کر انجن کا کنٹرول سنبھال لیا جبکہ عمران ایک کونے میں پڑے کم کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے پہلے تو لانچ میں موجود ـــــ رسی کی مدد سے اس کے ہاتھ اور پیر باندھے





اور پھر اس کی ناک اور منہ بند کر کے وہ اسے ہوش میں لے آیا ۔ چند لمحوں بعد ہی کم نے آنکھیں کھول دیں ۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھنے لگا ۔ لیکن پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں اور پیروں کی جکڑ کی وجہ سے دوبارہ نیچے گر گیا ۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اونچا کر کے بیٹھنے میں مدد دی ۔

" اوہ ـــــ یہ میں کہاں آگیا ہوں " ـــــ کم نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا ۔ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سامنے موجود نعمانی پر پڑیں وہ چیخ پڑا ۔

" کیپٹن ـــــ یہ سب کیا ہے ۔ ہم اس لانچ میں ۔ ہمارا جہاز " کم کے لہجے میں شدید حیرت تھی ۔

" تمہارا کیپٹن جہاز کے ساتھ ہی سمندر کی تہہ میں پہنچ چکا ہے ۔ مسٹر کم ۔ اسے تمہارے اس باس نے تباہ کرا دیا ہے جس کی بلیو سپلائی تم کورنٹی کے ذریعے اگا لیگا پہنچاتے رہتے تھے " عمران نے زہر خند لہجے میں کہا ۔

" کک ـــــ کک ـــــ کیا مطلب " ـــــ کم کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ گئیں ۔ اس کی آنکھوں میں البتہ ایسے تاثرات تھے جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آیا ہو ۔

" مطلب سمجھانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے ۔ تم بس میرے سوالوں کا جواب دیتے جاؤ ۔ اور سنو ۔ اگر تم نے غلط بیانی کی تو مجھے صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ تمہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دوں اور تم جانتے ہو کہ اس طرح تمہارا انجام کیا ہو گا ۔ البتہ اگر تم

پوری طرح تعاون کرو تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ سلامت کنارے تک پہنچا دوں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم صرف درمیانی آدمی ہو۔ اور پیسے کے لالچ میں تم نے یہ کام کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے خشک اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں تعاون کروں گا۔ مجھے اس طرح سمندر میں نہ پھینکنا"۔۔۔۔ کم نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو ۔۔۔ کیپٹن ڈاشوا سے میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس سپلائی پر اُسے تم نے رضامند کیا تھا۔ وہ جوئے کی وجہ سے ادھار کے چکر میں پھنس گیا تھا۔ اور تم سپلائی اگالیگا جزیرے تک پہنچاتے تھے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم سے اس سپلائی کے لئے کس نے رابطہ کیا تھا اور تمہارا اس سپلائی کرانے والی تنظیم سے کیا تعلق تھا"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"پہلے تم وعدہ کرو کہ اگر میں تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دوں تو تم مجھے زندہ کنارے پر پہنچا دو گے"۔۔۔۔ کم نے کہا۔ اور عمران نے فوراً ہی وعدہ کر لیا۔

"مجھے تمہارے وعدے پر یقین ہے۔ کیونکہ میں تم جیسے افراد سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم لوگ مجرم ضرور ہوتے ہو لیکن جو وعدہ کر لیتے ہو اُسے ہر قیمت پر نبھاتے ہو"۔۔۔۔ کم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران دھیرے سے مسکرا دیا۔ ظاہر ہے کم انہیں کسی ایسی مجرم تنظیم کے آدمی سمجھ رہا تھا جو اس سپلائی کرنے والوں کی مخالفت میں کام کر رہی ہے۔




"فلپائن میں میرا ایک دوست ہے۔ اس کا نام ہوشو ہے۔ ہوشو بظاہر تو ایک چھوٹی سی بار کا مالک ہے۔ لیکن درحقیقت وہ فلپائن کی ایک خوف ناک مجرم تنظیم بلیک مون کا چیف ہے اور اس کے تعلقات بہت بڑی بڑی بین الاقوامی تنظیموں سے ہیں۔ اس نے ایک روز مجھے کہا کہ ایک بین الاقوامی تنظیم خفیہ مال سپلائی کرانا چاہتی ہے۔ رقم لمبی ہو گی۔ اور ہمیں مال بھی کھلے سمندر کے اندر ہی ملے گا۔ اور ہم نے اُسے کھلے سمندر کے اندر ہی ایک جزیرے پر پہنچانا ہے۔ لیکن اس کے متعلق کم سے کم افراد کو علم ہونا چاہیئے۔ اور ہم سپلائی کے بارے میں بھی کوئی سوال نہ کریں گے۔ میں تیار ہو گیا۔ کیونکہ مجھے خود بھی رقم کی بے حد ضرورت تھی۔ اور میں جانتا تھا کہ کیپٹن ڈاشوا بھی جوئے کی وجہ سے لمبی رقم کے ادھار کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے کیپٹن ڈاشوا کو بھی تیار کر لیا۔ کیونکہ اس کی رضامندی کے بغیر یہ کام ممکن نہ ہو سکتا تھا۔ اور پھر ہم دو سال تک یہ سپلائی کرتے رہے۔ اور کسی کو ہم پر آج تک شک نہ ہو سکا۔ اب یہ کام ختم ہو چکا ہے اور اب تم لوگ یہاں پہنچ گئے ہو"۔۔۔۔ کم نے اس بار قدرے مطمئن انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب اپنے آپ پر پوری طرح قابو پا چکا تھا۔

"اگالیگا جزیرے پر وہ سرخ نقاب پوش ہوشو خود ہوتا تھا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور کم عمران کی بات سن کر ایک بار پھر بری طرح چونک پڑا۔

"تت ـــ تت ـــ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیپٹن ڈاشوا بھی نہ جانتا تھا" ـــ کم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے کیپٹن ڈاشوا نے بتایا تھا کہ سرخ نقاب پوش لہجے کے لحاظ فلپائنی لگتا تھا اور اب تم نے خود ہی بتایا ہے کہ تم سے بات کرنے والا فلپائنی تھا۔ اس لحاظ سے منطقی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مال کی وصولی کرنے والا ہوشو ہی ہو سکتا ہے" ـــ عمران نے سپاٹ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ ہوشو ہی تھا۔ میں نے اس سے ایک بار پوچھا تھا کہ کیا یہ سپلائی بلیک مون کے سلسلے میں ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ نہیں بلیک مون کا کام تو صرف یہ سپلائی وصول کر کے ایک خاص جگہ تک پہنچانی ہے۔ اسے بھی رقم ملتی ہے" ـــ کم نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تم نے سچ بول کر اپنی جان بچالی ہے۔ تم سمندر کے اس حصے کے کیڑے ہو۔ یہ لو نقشہ۔ اور یہ بحری قطب نما۔ اور بتاؤ کہ اس وقت ہم کہاں موجود ہیں" ـــ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ اور بحری قطب نما نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کے ہاتھ کھول دو" ـــ عمران نے اس کے عقب میں موجود خاور سے کہا۔ اور خاور نے جھک کر عقب میں بندھے ہوئے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔

"ہم جہاز سے کتنی دور اور کس سمت میں آئے ہیں" ـــ کم نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا اور عمران نے اسے تفصیل بھی بتادی۔ اور ساتھ ہی وہ سمت بھی بتادی۔ جہاں جہاز تباہ ہوا تھا۔ اور اندازے سے فاصلہ بھی بتادیا۔ جہاز کی تباہی کا سن کر کم کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں دھندلا سی گئیں۔

"اوہ۔ یہ بہت ظلم ہوا ہے۔ اس قدر قیمتی اور بڑے جہاز کو تباہ کیوں کیا گیا" ـــ کم نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے جہاز کی تباہی سے بالکل ایسا صدمہ ہوا ہے جیسے کسی کا ذاتی گھر تباہ ہو جائے۔

"میں تمہارے احساسات سمجھتا ہوں کم۔ جہاز سے تم لوگوں کا تعلق ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کسی کا اپنا ذاتی گھر ہے۔ بہرحال یہ جہاز صرف تمہارے لالچ کی بنا پر تباہ ہوا ہے۔ اور یقیناً سینکڑوں کی تعداد میں عملہ بھی ختم ہو گیا ہو گا" ـــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور کم نے اس طرح سر جھکا لیا جیسے اسے اپنے کئے پر شدید شرمندگی ہو۔

"اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ تم لوکیشن بتاؤ" ـــ عمران نے کہا اور کم چونک کر نقشے کو دیکھنے لگا ـــ قطب نما اس نے ساتھ رکھ لیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے نقشے پر ایک جگہ نشان لگا دیا۔ عمران نے غور سے نقشے کو دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں واپس باچان جانے کی بجائے یوتن جزیرے تک پہنچنا ہو گا۔ وہاں سے فیول لے کر ہم آسانی سے فلپائن پہنچ سکتے ہیں" ـــ عمران نے کہا۔

"تم فلپائن جانا چاہتے ہو۔ اس لانچ پر۔ اوہ ناممکن۔ یہ لانچ اتنا

طویل سفر نہیں کر سکتی اور پھر یوتن کے بعد ہمیں خط سرطان کے اوپر
گزرنا ہو گا اور وہاں ہر وقت انتہائی خوف ناک طوفان آتے رہتے
ہیں بڑے بڑے جہاز وہاں خطرے میں گھر جاتے ہیں اور لانچ
تو ایک لمحے میں پرزے پرزے اڑ جائیں گے" ـــــ کم نے تیز لہجے میں
کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ یوتن کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ چھوٹے چھوٹے تین چار جزیرے ہیں جنہیں یوتن بھی کہا جاتا ہے
اور یوبھی۔ یہاں صرف خط سرطان پر پیدا ہونے والے خوفناک
بحری طوفانوں کی نشاندہی کے لئے ایک جدید ٹاور ہاؤس بنا ہوا
ہے اور ان بحری طوفانوں پر ریسرچ کرنے کے لئے ایک ادارہ
بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ وہاں اور کچھ نہیں ہے" ـــــ کم
نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ عمران نے کہا اور اٹھ کر جوہان کی طرف
بڑھ گیا جو لانچ روک کر کھڑا ہوا تھا۔ کیونکہ کم کی طرف جاتے ہوئے
عمران نے اُسے لانچ روک دینے کا اشارہ کیا تھا۔

عمران نے اُسے لانچ چلانے کے لئے کہا اور پھر لانچ چلتے ہی
وہ اُسے لانچ کے جانے کی سمت بتلانے لگا۔ جب لانچ اس کی
مطلوبہ سمت پر پہنچ کر آگے بڑھنے لگی تو عمران مطمئن ہو کر واپس کم کی
طرف پلٹا جو خاموش اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"اس ہوشو کا پورا حلیہ بتاؤ" ـــــ عمران نے اس کے قریب





پہنچ کر کہا اور کم نے اُسے ہوشو کا تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔ عمران ہوشو
سے متعلق مزید تفصیلات معلوم کرتا رہا۔ اور پھر وہ سر ہلا کر خاموش
ہو گیا۔

"میرا خیال ہے خوراک کا ایک دور کر لیا جاتے" ـــــ جولیا نے
کہا۔

"ہاں۔ لانچ اگر اس رفتار سے چلتی رہی تو ہم کل صبح یوتن پہنچیں گے۔
اس لئے خوراک کھانے کے بعد ہم میں سے کچھ سو جائیں۔ آدھی رات
کو انہیں اٹھا دیا جائے گا۔ اور باقی سو جائیں گے۔ اس طرح رات
گزاری جائے گی" ـــــ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔ کم کو بھی خوراک دی گئی اور اس کے خوراک کھانے کے
بعد عمران کے حکم پر اس کے ہاتھ ایک بار پھر پشت پر کر کے اچھی
طرح باندھ دیئے گئے۔ گو کم بہت کہتا رہا کہ وہ کوئی غلط حرکت نہ
کرے گا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اگر کم نے اور کچھ نہ کیا صرف لانچ
کے انجن کو ہی نقصان پہنچا دیا تو پھر وہ اس کھلے سمندر میں بے پناہ
مصائب میں گھر جائیں گے۔ اس لئے اس نے کم کی ایک نہ سنی۔
پھر آدھی رات تک عمران۔ جولیا اور خاور سو گئے۔ جب کہ جوہان۔
صدیقی۔ اور کیپٹن شکیل تینوں جاگتے رہے۔ عمران نے جوہان اور
اس کے ساتھیوں کو سمت کے متعلق پوری تفصیل بتا دی تھی۔ اس لئے
آدھی رات تک وہ اطمینان سے لانچ کو عمران کی بتائی ہوئی سمت
میں دوڑاتے رہے۔ پھر آدھی رات کو عمران خود ہی جاگ پڑا۔ اور اس
کے بعد باقی رات عمران نے لانچ کو کنٹرول کیا۔ خاور اور جولیا ابھی

تک سوئے ہوئے تھے اور عمران نے انہیں جگانے کی ضرورت
نہ سمجھی تھی۔ موسم خاصا خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ اور
سمندر کی لہروں کی وجہ سے جسم ایسے ہچکولے کھا رہا تھا جیسے
جھولے پر بیٹھا ہو۔ اس لئے انہیں گہری نیند آ گئی تھی۔ کم بھی پہلو
بل بیٹھا ہوا سو رہا تھا۔ سورج نکلنے کے بعد عمران نے ان سب کو جگا دیا
"اوہ۔ صبح ہو گئی۔ تم نے مجھے آدھی رات کو کیوں نہ جگایا تھا"
جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کچھ اچھا نہیں لگتا تھا کہ کسی محترمہ کو آدھی رات کو جگایا جائے
پھر نامحرموں کے سامنے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ اور جولیا بُری طرح جھینپ گئی۔
"فیول اب تقریباً ختم ہونے والا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ حفاظتی
ہونے کی وجہ سے اس کے فیول ٹینک مکمل طور پر بھرے ہوئے
ورنہ شاید ہم اتنا فاصلہ اتنی جلدی طے بھی نہ کر سکتے۔ بہرحال میرا
خیال ہے کہ فیول ختم ہونے تک ہم یوتن تک پہنچ ہی جائیں گے
اس لئے خوراک وغیرہ بھی کھا لو۔ اور اپنا سامان وغیرہ سمیٹ کر
پوری طرح تیار ہو جاؤ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں سارے
ساتھیوں سے کہا۔ اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے
خوراک سے فارغ ہو کر وہ سب اپنا اپنا سامان سمیٹ ہی رہے
تھے کہ دور سے سمندر میں چھوٹے چھوٹے دو دھبے سے نظر آ
لگے اور انہیں دیکھتے ہی کم چیخ پڑا۔
"یوتن جزیرے آ گئے ہیں"۔۔۔ کم نے چیختے ہوئے کہا



اور سب کی نظریں ان دھبوں پر جم گئیں۔
"سب لوگ پوری طرح تیار ہو جائیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر
چوہان کو لانچ کا کنٹرول دے کر اس نے ایک تھیلا اٹھا کر اپنی پشت
پر لادا۔ اور مشین گن ہاتھ میں پکڑ لی۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کم کے
ہاتھ اور پیر بھی رسیوں سے آزاد کر دیئے۔
"عمران صاحب۔ فیول ختم ہو گیا ہے"۔۔۔ اچانک چوہان نے
تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات مکمل ہوتی لانچ کو
جھٹکے لگنے لگے اور چند لمحوں بعد انجن بند ہو گیا۔
"کوئی بات نہیں۔ اب اتنا فاصلہ تو ہم تیر کر بھی طے کر لیں گے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب انہیں بڑے جزیرے میں موجود
بلند و بالا ٹاور نظر آنے لگ گیا۔ لانچ کی رفتار اب نہ ہونے کے برابر
ہو گئی تھی۔ ابھی وہ تیرنے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے۔ کہ
اچانک انہیں جزیرے کی طرف سے دو تیز رفتار لانچیں اپنی طرف
آتی دکھائی دیں۔
"لو بھئی اب تیرنے کی بھی ضرورت نہیں رہی"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
چند لمحوں بعد لانچیں ان کے قریب پہنچ گئیں۔ لانچوں میں مسلح
فوجی کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ہیوی مشین گنیں تھیں۔ لانچوں
پر دو جھنڈے بھی موجود تھے۔
"کون ہو تم۔۔۔ اور کہاں سے آ رہے ہو"۔۔۔ ان لانچوں
کے قریب آتے ہی ایک فوجی نے چیخ کر ان سے کہا۔

"یہاں کا انچارج کون ہے۔ ہمارا تعلق انٹرنیشنل اینٹی نارکوٹک ایجنسی
سے ہے" ——— عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

آنے والی لانچیں ان کے قریب آ کر رک گئی تھیں۔ اور ان پر موجود
فوجیوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ہیوی مشین گنوں کا رخ ان کی
طرف کر دیا تھا۔

"انچارج کرنل لاٹوما ہے۔ کیا تمہارے پاس کاغذات ہیں" ———
اسی فوجی نے چیختے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے بغیر کاغذات کے ہمارا دماغ تو خراب نہیں کہ ہم سمندر
میں دھکے کھاتے پھریں۔ ہماری لانچ کا فیول ختم ہو گیا ہے۔ ہمیں
ایمرجنسی میں ادھر آنا پڑا۔ ورنہ ہم نے تایئوان جانا تھا" ——— عمران
نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ٹھیک۔ اسلحہ پھینک کر ہاتھ اٹھا دو۔ پھر ہم تمہیں کرنل لاٹوما کے سامنے
پیش کر دیں گے۔ ورنہ ہمیں حکم ہے کہ اس طرف جو بھی آئے اسے
گولیوں سے اڑا دیں" ——— فوجی نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے
بڑے اطمینان سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن نیچے رکھ دی۔ اس
کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

"ان تھیلوں میں کیا ہے۔ انہیں بھی نیچے رکھ دو" ——— اسی فوجی
نے کہا۔ اور عمران نے اپنی پشت پر موجود تھیلا بھی اتار کر نیچے رکھ دیا۔
ظاہر ہے اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔ اس
فوجی آفیسر کے کہنے پر ایک لانچ سے تین افراد ان کی لانچ میں آئے
اور مشین گنیں اور تھیلے سمیٹ کر واپس اپنی لانچ میں چلے گئے۔



"او۔ کے" ——— اس فوجی آفیسر نے کہا۔ اور پھر اس نے ان کی
لانچ اپنی لانچ کے ساتھ ہک کرنے کے احکامات دیئے۔

اور تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں والی لانچ اس
فوجی آفیسر کی لانچ کے ساتھ ہک ہوئی تیزی سے بڑے جزیرے
کی طرف دوڑنے لگی۔ جب کہ مسلح فوجیوں کی دوسری لانچ ان کے عقب
میں آ رہی تھی۔ جزیرے پر ایک بڑا سا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کھڑا دیکھ
کر عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

ساحل پر دس مسلح فوجی موجود تھے جن کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا
اور درشت چہرے والا کرنل بھی کھڑا تھا۔

"کون لوگ ہیں یہ" ——— لانچوں کے ساحل کے قریب پہنچتے
ہی اس کرنل نے چیخ کر اس فوجی آفیسر سے پوچھا۔

"بتا رہے ہیں کہ ان کا تعلق انٹرنیشنل اینٹی نارکوٹک ایجنسی سے
ہے۔ ان کی منزل تایئوان تھی لیکن فیول کم ہونے کی وجہ سے
ایمرجنسی میں انہیں ادھر آنا پڑا۔ ویسے میں نے ان کا اسلحہ اور
سامان اپنے قبضے میں کر لیا ہے" ——— فوجی آفیسر نے لانچ
کنارے تک پہنچنے سے پہلے ہی چیختے ہوئے کرنل کو جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"انٹرنیشنل اینٹی نارکوٹک ایجنسی ——— ٹھیک ہے۔ ادھر لے
آؤ" ——— کرنل نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور فوجی آفیسر کے
اشارے پر عمران اور اس کے ساتھی لانچ سے چھلانگیں لگا کر
جزیرے پر چڑھ آئے۔

"کہاں ہیں تمہارے کاغذات" ــــ کرنل نے کرخت لہجے
کہا۔ لانچوں پر موجود فوجیوں کے علاوہ جزیرے پر موجود فوجیوں
بھی اپنی مشین گنیں ان پر تان لی تھیں۔

"پھری تلے دم لو کرنل۔ ــــ کاغذات بھی دکھا دیتے ہیں۔ تم
ایسے کہہ رہے ہو جیسے ہم یہاں سے بھاگ جائیں گے" ــــ عمران
نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم ہو لیڈر ان کے ــــ کیا نام ہے تمہارا" ــــ کرنل نے
غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اُسی طرح سرد تھا

"میرا کوڈ نام عمران ہے۔ اور تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ اور
بات بھی سن لو کرنل لاٹوما۔ کہ ہمارا تعلق بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔ اس
لئے ہم پر زیادہ رعب ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہماری صرف ایک
کال پر تمہارا جنرل تک سر کے بل پانی پر تیرتا ہوا یہاں پہنچ جائے
سمجھے" ــــ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کرنل بے اختیار ہونٹ
چبانے لگا۔

"پہلے تم اپنے کاغذات دکھاؤ۔ اس کے بعد بات ہو گی۔ اس
جزیرے پر کسی غیر متعلق آدمی کو آنے کا حکم نہیں ہے۔ اگر تم بین
تنظیم کا حوالہ نہ دیتے تو شاید یہاں تک پہنچ ہی نہ پاتے" ــــ کرنل
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اگر تم اس قدر ہی خوفزدہ ہو کرنل۔ تو ٹھیک ہے۔ میرے ساتھی
یہیں رہیں گے۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور تمہاری پوری
طرح تسلی کرا دیتا ہوں" ــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ" ــــ کرنل نے رضامند ہوتے
ہوئے کہا۔ اور پھر عمران اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا کہہ کر کرنل کے
ساتھ چلتا ہوا کافی دور موجود عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے سامنے
بھی چار مسلح فوجی موجود تھے۔ عمارت بیرک نما بنی ہوئی تھی جس کے سامنے
برآمدہ تھا۔ کرنل ایک کمرے میں عمران کو لے کر داخل ہوا۔ یہ کمرہ
دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

"ہاں ــــ اب دکھاؤ کاغذات" ــــ کرنل نے میز کے
پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ہیڈ آفس کہاں ہے۔ اور کون ہے اس کا انچارج" ــــ
عمران نے میز کی دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ہیڈ آفس کوٹیو میں ہے۔ ہمارا تعلق ویسے تو آرمی کی ٹیکنیکل
برانچ سے ہے۔ لیکن ہمیں مستقل طور پر باچان نیوی کے انڈر دیا
گیا ہے۔ اور ظاہر ہے نیول ہیڈ کوارٹر کا انچارج ایڈمرل اسکامر
ہمارا انچارج ہے" ــــ کرنل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر ایڈمرل اسکامر سے میری بات کراؤ ٹرانسمیٹر پر۔
اُسے تم نے صرف اتنا کہنا ہے کہ عمران بات کرنا چاہتا ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ایڈمرل صاحب کو کیسے جانتے ہو۔ تم پہلے اپنے کاغذات
دکھاؤ۔ میرا دماغ تو خراب نہیں ہوا کہ میں ایڈمرل صاحب سے
بلا کسی وجہ کے بات کروں" ــــ کرنل لاٹوما کچھ ضرورت سے
زیادہ اپنی بات پر مُصر نظر آ رہا تھا۔

"دیکھو کرنل۔ میرا زیادہ وقت ضائع مت کرو۔ تم ٹرانسمیٹر پر ایڈمرل کو کال کرو۔ میں نے ویسے بھی ان سے ایک ضروری بات کرنی ہے اور یہ بتادوں کہ ہمارا یہ مشن بھی ایڈمرل اسکامر کی نگرانی میں ہی ہو رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا، تو کرنل لاٹوما چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے میز کے اوپر ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ کرنل لاٹوما۔ ایس آر ایس کالنگ نیول ہیڈ کوارٹر۔ اوور"۔ کرنل نے تیز لہجے میں بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔ نیول ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل لاٹوما۔۔۔ ایس۔آر۔ایس سپیکنگ۔ ایڈمرل صاحب سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی اوور"۔۔۔ کرنل لاٹوما نے کہا۔

"اوکے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹرانسمیٹر سے ایڈمرل اسکامر کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ہیلو کرنل لاٹوما۔۔۔ میں ایڈمرل اسکامر بول رہا ہوں۔ کیا ایمرجنسی ہے اوور"۔۔۔ ایڈمرل اسکامر کے لہجے میں ہلکی سی تشویش نمایاں تھی۔



"جناب۔ ایک شخص جو اپنا کوڈ نام عمران بتاتا ہے۔ ایک عورت اور پانچ مردوں کے ساتھ ایک لانچ میں یہاں پہنچا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق انٹرنیشنل انٹی نارکوٹک ایجنسی سے ہے۔ میں نے جب اس سے شناخت طلب کی تو اس نے شناخت بتانے کی بجائے آپ سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے اوور"۔۔۔ کرنل لاٹوما نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران۔ وہاں ایس۔آر۔ایس میں کیسے پہنچ گیا۔ بات کراؤ مجھ سے اوور"۔۔۔ ایڈمرل اسکامر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہیلو ایڈمرل صاحب۔ یہ آپ کے کرنل صاحب تو کچھ ضرورت سے زیادہ پختہ ہو گئے ہیں۔ اتنی سیمنٹ نہ لگایا کریں اپنے ماتحتوں کو۔ بڑی مشکل سے راضی کیا ہے اسے آپ کو کال کرنے پر۔ ویسے ایک بات ہے۔ آپ کا یہ ایس۔آر۔ایس صرف آپ کا نام سامنے آنے کی وجہ سے بچ گیا ہے ورنہ میں تو کرنل صاحب کو ان کے اسٹارز سمیت جزیرے میں دفن کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا اوور"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں عمران۔ یہ انتہائی اہم پراجیکٹ ہے۔ اسے مت تباہ کرنا۔ ویسے تم تو کورٹی میں سوار ہوئے تھے۔ پھر ایس۔آر۔ایس کیسے پہنچ گئے اوور"۔۔۔ ایڈمرل اسکامر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو ابھی تک کورٹی کی تباہی کا علم ہی نہیں ہوا۔ کمال ہے۔

آپ کے نیول ہیڈکوارٹر کی بھی اوور" ——— عمران نے واقعی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ کورٹی کی تباہی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو تجارتی جہاز ہے۔ اور انتہائی جدید جہاز ہے۔ کیا تم نے نشہ کرنا تو نہیں شروع کر دیا۔ اوور" ——— ایڈمرل اسکامر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے ہیڈکوارٹر کے آدمیوں کا طبی معائنہ کرائیں جناب آپ کی نیوی کے تین جنگی ہیلی کاپٹروں نے خوفناک میزائل مار کر کورٹی کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ کھلے سمندر میں۔ ہم تو بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر ایک لانچ کی مدد سے اس سے فرار ہوئے ہیں۔ چونکہ لانچ میں فیول اتنا نہ تھا کہ ہم واپس ہیڈکوارٹر پہنچتے۔ اس لئے مجبوراً ہمیں ان جزیروں کا رخ کرنا پڑا۔ ویسے اس جہاز کا سب کیپٹن میرے ساتھ ہے۔ اس کا نام کم ہے۔ اُسے بھی مشکل سے میں بچا سکا ہوں۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں اُسے لانچ میں اٹھا لایا۔ تاکہ کورٹی کی کوئی نشانی تو باقی رہ جائے اوور" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ ——— نیوی کے جنگی ہیلی کاپٹروں نے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے پھر تو باچان حکومت کے لئے ایک خوفناک مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوور" ایڈمرل اسکامر کی آواز بتا رہی تھی کہ اس کا ذہن شدید ترین دھاکوں کی زد میں آچکا ہے۔ ظاہر ہے بحیثیت ایڈمرل تمام ذمہ داری




اس پر ہی آتی تھی۔

"آپ کی فورسس کے ہیلی کاپٹر یقیناً اغوا کئے گئے ہیں۔ میں آپ کو ان کے نمبر بتا دیتا ہوں۔ آپ چیک کر لیں ......" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹروں پر لکھے ہوتے وہ نمبر دوہرا دیئے۔ جو اس نے پہلی لانچ کی تباہی کے وقت ہیلی کاپٹروں پر لکھے ہوئے دیکھے تھے۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہیڈکوارٹر میں کالی بھیڑیں موجود ہیں کہ ہیلی کاپٹر اغوا ہوئے۔ انہوں نے کھلے سمندر میں اس قدر ہولناک جرم کیا۔ اور یقیناً کورٹی جیسے بڑے جہاز کو تباہ کرنے کے لئے انہوں نے بھاری راکٹ اور میزائل استعمال کئے ہوں گے لیکن اب تک ہیڈکوارٹر کو کسی بات کا ہی علم نہیں ہوا ہے۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال میری توقع سے کہیں زیادہ خراب ہے۔ بہر حال تم نے نمبر بتا دیئے ہیں۔ اب میں ان سب کو ہر صورت میں تلاش کر لوں گا اوور" ——— ایڈمرل اسکامر نے ایک لحاظ سے خود کلامی کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی تلاش تو جاری رہے گی۔ لیکن آپ برائے مہربانی کرنل لاٹوما صاحب کو ہماری سفارش کر دیں وہ تو ہمیں مارنے کے لئے اس قدر پرجوش ہیں کہ شاید کسی بڑے شکاری نے بھی اتنے جوش سے اپنے شکار پر فائر نہ کھولے ہوں گے اور ان کے پاس ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر ہے۔ کرنل صاحب کو کہہ دیں کہ وہ اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہمیں فلپائن کے دارالحکومت پہنچا دیں۔ اور جلدی اوور"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو —— کرنل لاٹوما اوور" —— ایڈمرل اسکامر کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر اوور" —— کرنل لاٹوما نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی حکومت باجان کے وی۔آئی۔پی ہیں سمجھے۔ ان کا حکم تم نے اسی طرح تسلیم کرنا ہے جیسے میرا حکم۔ اور سنو۔ اگر ان کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچی تو تمہارا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے۔ انہیں فوراً فلپائنی دارالحکومت پہنچانے کا بندوبست کرو اوور" —— ایڈمرل اسکامر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر —— حکم کی تعمیل ہوگی سر اوور" —— کرنل لاٹوما نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو عمران —— اگر ہو سکے تو فلپائن پہنچ کر مجھے کال کرنا۔ تاکہ مجھے تسلی ہو جائے اوور" —— ایڈمرل اسکامر نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے —— تھینک یو۔ اوور اینڈ آل" —— عمران نے کہا اور کرنل لاٹوما نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آئی۔ایم۔سوری عمران صاحب۔ دراصل یہاں انتہائی حساس آلات موجود ہیں۔ اس لئے ہمیں بے حد چوکنا رہنا پڑتا ہے" —— کرنل لاٹوما نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ اس سیکشن کا انچارج ایڈمرل اسکامر صاحب



نکل آئے۔ ورنہ آپ کا رویہ دیکھ کر تو میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ آپ سب کا خاتمہ کر کے یہاں سے ہیلی کاپٹر لے اڑوں گا۔ بہر حال اب آپ ہماری یہاں سے فوری روانگی کا بندوبست کریں" —— عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آئیے" —— کرنل لاٹوما نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

آرام کرسی پر نیم دراز لمبا تڑنگا آدمی آنکھیں بند کئے ہوئے
تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل تھی جسے وہ وقفے
وقفے سے منہ سے لگا کر بڑے بڑے گھونٹ لے لیتا۔ اس
کے سامنے دو نوجوان سر جھکائے کھڑے تھے۔ ان کے چہرے
زرد تھے اور جسم اس طرح لرز رہے تھے جیسے انہیں جاڑے کا
بخار چڑھا ہوا ہو۔

"مم ___ مم ___ معاف کر دیجئے باس" ___ ایک نوجوان
نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"معافی ___ ہا ___ ہا ___ ہا ___ معافی مانگ رہے ہو
اور وہ بھی ہوشو سے" ___ نیم دراز آدمی نے آنکھیں کھول کر
ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"بب ___ بب ___ باس، آئندہ غلطی نہ ہو گی" ___ دونوں



نوجوان نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"آئندہ کیا ہوتا ہے۔ میں نے آئندہ کا لفظ ہی اپنی ڈکشنری
سے نکال دیا ہوا ہے" ___ کرسی پر نیم دراز ہوشو نے غراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر بوتل سے ایک لمبا گھونٹ لے کر اس نے بوتل
پوری قوت سے ایک طرف اچھال دی۔ دوسرے لمحے وہ ایک
جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہوں ___ تو تم نے سپلائی کی اطلاع دی۔ کتنی رقم وصول
کی تھی تم نے" ___ ہوشو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"بب ___ بب ___ باس۔ ہم نے خود کسی کو نہیں بتایا۔ ہمیں
شراب پلا کر پوچھا گیا تھا" ___ دونوں نے بیک وقت کانپتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں ___ شراب پلا کر پوچھا گیا تھا۔ ہوں۔ اس قدر کچے
آدمی بھی بھرتی ہو جاتے ہیں بلیک مون میں۔ کہ جنہیں ذرا سی شراب
پلا دی جائے تو وہ بکنا شروع کر دیتے ہیں" ___ ہوشو کا لہجہ
اور زیادہ کرخت ہو گیا۔

"بب ___ بب ___ باس" ___ دونوں نے گھگھیاتے
ہوئے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن انتہائی خوف کی وجہ سے آواز ان کا ساتھ
چھوڑ گئی۔

"تمہیں کس نے ریفر کیا تھا بلیک مون کے لئے" ___ ہوشو
نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کاکٹ نے جناب" ___ اس بار دونوں نے جواب دیا۔ اور

ہوشو تیزی سے سائیڈ پر رکھی ہوئی میز کی طرف مڑ گیا۔ اس نے
میز پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھایا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔

"کاکٹ جہاں کہیں بھی ہو اُسے فوراً میرے پاس بھیجو"۔
ہوشو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے
بعد وہ ایک سائیڈ میں موجود ریک نما الماری کی طرف بڑھ گیا
ریک شراب کی بوتلوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی
اس کا ڈھکن کھولا اور ایک بار پھر آکر اس آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا
دونوں نوجوان اُسی طرح سر جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ ہوشو
خاموشی سے شراب پینے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس کی آنکھوں اور
چہرے پر سختی کے تاثرات ویسے ہی موجود تھے۔ ابھی اس نے آدھی
بوتل ختم کی تھی کہ دروازے پر دستک سنائی دی۔

"یس ——— کم ان" ——— ہوشو نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے
لمحے دروازہ کھلا۔ ایک بھاری جسم والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس
کا چہرہ اس کے جسم سے قدرے چھوٹا لگتا تھا۔ اس نے سرخ
رنگ کی چست بنیان پہنی ہوئی تھی۔ جینز کی پتلون پر بیلٹ کے پاس
دونوں پہلوؤں میں ہولسٹر تھے۔ جن میں ریوالور موجود تھے۔ سر پر
مٹیالے رنگ کی پی کیپ تھی۔

"یس باس ——— آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے" ——— آنے
والے نے ایک نظر ان دونوں نوجوانوں پر ڈالتے ہوئے آگے



بڑھ کر نیم دراز ہوشو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خاصا مؤدبانہ
تھا۔

"ان دونوں کو تم نے ریفر کیا تھا کاکٹ" ——— ہوشو نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— کاکٹ نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس قدر ناپختہ آدمی تم نے کیوں ریفر کئے۔ جو شراب پی کر
سب کچھ بتا دیتے ہیں۔ بولو۔ جواب دو" ——— ہوشو نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"باس ——— یہ زیرو گروپ کے آدمی تھے اور وہاں ان کے
کاموں کی خاصی شہرت تھی" ——— کاکٹ نے قدرے خوفزدہ
سے لہجے میں کہا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم نے ریفر کیا تھا تو تم ہی انہیں گولی مارو"
ہوشو نے غراتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح کاکٹ نے
ایک ہولسٹر سے ریوالور کھینچا اور یکے بعد دیگرے دو دھماکوں کے
ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ ایک دھماکے
سے فرش پر گرے اور تڑپنے لگے۔

"سنو کاکٹ ——— آج کے بعد اگر تم نے کسی ناپختہ آدمی کو
ریفر کیا تو اس سے پہلے تمہیں مرنا پڑے گا۔ سمجھے" ——— ہوشو
نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ کاکٹ نے سر جھکاتے ہوئے جواب د[یا]

"ٹھیک ہے۔ جاؤ" ـــــ ہوشو نے کہا اور کاکٹ تیزی [سے] مڑا اور قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ وہ دونوں اب ساکت ہو چکے تھے۔ اور ان کے اردگرد کا فرش ان کے خون [سے] تر ہو چکا تھا۔ ہوشو چند لمحے بڑی نفرت بھری نظروں سے انہیں [دیکھتا] رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔

"سپیشل روم میں دو لاشیں پڑی ہیں انہیں اٹھوا کر کہیں پھنکوا دو۔ اور کمرہ صاف کرا دو۔ میں اب اوپر بار کے دفتر میں جا رہا ہوں" ہوشو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر پہلے کی طرح دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یک لخت میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ہوشو ٹھٹھک کر رکا اور پھر واپس میز کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں انٹرکام کے ساتھ ہی ایک سرخ رنگ کا فون موجود تھا۔ گھنٹی کی آواز اسی فون سے نکل رہی تھی۔ ہوشو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ ہوشو نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ـــــ میں ہارجی بول رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہارجی ـــــ اوہ۔ کیا بات ہے" ـــــ ہوشو نے چونک کر پوچھا۔





"باس۔ آپ کا دوست کم ایک سوئس نژاد عورت اور پانچ پاکیشیائی مردوں کے ساتھ یوتن جزیرے پر واقع باچانی ٹاور کے ہیلی کاپٹر پر ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ ہیلی کاپٹر ایمرجنسی فلائٹ پر آیا ہے۔ اور پائلٹ نے یہاں ٹاور سے جو گفتگو کی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ باچان نیول ہیڈ کوارٹر کے ایڈمرل اسکامر کی اجازت سے اس ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچے ہیں۔ اور باس ان کے آنے سے پہلے ایڈمرل اسکامر نے بھی ہمارے چیف وائس ایئر مارشل کاڈ سے خود بات کی تھی اور اسے بتایا تھا کہ آنے والوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور ان کے لیڈر کا نام عمران ہے۔ ان کے پاس کاغذات موجود نہیں ہیں۔ اس لئے ان سے کاغذات بھی طلب نہ کئے جائیں اور انہیں مزید سہولیات بھی مہیا کی جائیں۔ چنانچہ وائس ایئر مارشل نے ٹاور پر باقاعدہ ہیلی کاپٹر اور ان لوگوں کی آمد کی اطلاع دی۔ اور پھر گیٹ پر بھی انہوں نے چیکنگ سٹاف کو یہی حکم دیا کہ ان لوگوں سے کوئی پوچھ گچھ نہ کی جائے۔ میں نے ان پر پہلے تو کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن جب ہیلی کاپٹر سے آپ کا دوست کم ان کے ساتھ اترا تو میں چونک پڑا۔ اور میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ـــــ ہارجی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کم اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کم کا ان لوگوں سے کیا تعلق" ـــــ ہوشو کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں باس۔ بہر حال کم ان کے ساتھ ہے
یہ لوگ اب آؤٹ گیٹ کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں
سے کہہ کر ان کی نگرانی کراؤں۔ جیکا یہاں موجود ہے" ——— بار
نے کہا۔

"اوہ۔ اگر جیکا وہاں موجود ہے تو ٹھیک ہے۔ اُسے کہہ دو کہ
وہ ان کی مکمل نگرانی کرے۔ اور پھر جہاں یہ لوگ جا کر رہائش پذیر
ہوں مجھے اس کی اطلاع دے۔ میں بار میں ہی ہوں" ——— ہوش
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھانے
کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے ہاتھ واپس کھینچ
اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی
لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔ کم کا پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے
افراد کے ساتھ یوتن جزیرے سے یہاں پہنچنا اور پھر باچان کے
ایڈمرل کی طرف سے ملٹری ایئر پورٹ کے چیف وائس ایئر مارشل سے
اس گروپ کے متعلق بات چیت۔ یہ ساری صورت حال اس کے
لئے بے حد الجھی ہوئی تھی۔ اور اب وہ بار کے دفتر میں جاتے ہوئے
اس بات پر غور کر رہا تھا کہ اس صورت حال کو کیسے سمجھا جائے۔
اور پھر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے فیصلہ کیا کہ جیکا کی رپورٹ
کے بعد ہی وہ کم کو علیحدہ بلوا کر اس سے بات چیت کرے گا۔ تب
ہی صورت حال واضح ہو سکے گی۔ یہ فیصلہ کرتے ہی اس کے قدم
اور زیادہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔





"میں نے وعدہ پورا کر دیا ہے کم۔ اور تم زندہ سلامت زمین
پر پہنچ چکے ہو۔ اب تم جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو" ——— عمران نے
ملٹری ایئر پورٹ کے آؤٹ گیٹ سے باہر نکلتے ہی کم سے مخاطب
ہو کر کہا۔ وہ ابھی یوتن پر موجود ہیلی کاپٹر کے ذریعے فلپائنی دارالحکومت
آنیلا کے خصوصی ملٹری ایئر پورٹ پر پہنچے تھے۔ یوتن جزیرے پر ہی
عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ ختم کر دیا تھا۔ کیونکہ
جس طرح ان کی کورٹی جہاز میں موجودگی کو مارک کیا گیا تھا۔ اور پھر ان
کی وجہ سے اتنا بڑا جہاز تباہ کر دیا گیا تھا۔ اس سے عمران نے یہی
اندازہ لگایا تھا کہ واٹر پاور کے ایجنٹ ان کی مسلسل نگرانی پر مامور
ہیں۔ اور اب اس سارے واقعے سے اُسے یقین تھا کہ ایڈمرل
اسکامر کے گرد بھی واٹر پاور کے ایجنٹوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ کیونکہ
کورٹی جہاز پر ان کے سوار ہونے کا علم سوائے ایڈمرل اسکامر کے

اور کسی کو نہ تھا۔ اس نے ایڈمرل اسکامر کی سرکاری رہائش گ
سے ٹرانسمیٹر کال کورٹی کو کرائی تھی۔ اس لئے اس کا خیال تھا کہ ہو
ہے فلپائن میں بھی ان کے ایجنٹ موجود ہوں۔ اور وہ انہیں ا
میک اپ میں دیکھ کر ہوشیار ہو جائیں گے۔ کم سے چونکہ و
وعدہ کر چکا تھا۔ کہ اُسے زندہ سلامت زمین پر پہنچائے گا۔ ا
لئے اس نے اپنا وعدہ تو پورا کر دیا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ ک
ان سے علیحدہ ہوتے ہی سیدھا ہوشو کے پاس جائے گا۔ ا
اُسے ساری تفصیل بتائے گا۔ چنانچہ اس کا پروگرام تھا کہ و
کم کا تعاقب کرتے ہوئے اس ہوشو تک آسانی سے پہنچ سکتے
تھے۔ ہوشو سے وہ دراصل گریٹ بال کا صحیح محل وقوع اگلوانا چ
تھا۔ کیونکہ اکالیکا جزیرے سے ہوشو ہی بلیو سپلائی لے کر آ
جاتا تھا۔ اور ہوشو نے ہی کم کے ذریعے کورٹی جہاز سے اس
سپلائی کا بندوبست کیا تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ ہوشو اس
واٹر پاور کا خاص الخاص آدمی ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اکالیکا جانے
کی بجائے فلپائن آگیا تھا۔

"آپ نے واقعی وعدہ پورا کر دیا ہے عمران صاحب۔ اور میں
آپ کا مشکور ہوں۔ لیکن آپ نے لازماً ہوشو سے ملنا ہے اور
ہوشو کو ٹریس کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہ انتہائی
خفیہ رہتا ہے اور عام طور پر کسی سے نہیں ملتا۔ لیکن میں اس کا
دوست ہوں اس لئے مجھے وہ جہاں بھی ہوگا بلا لے گا۔ اس لئے
اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ہوشو تک پہنچا سکتا ہوں۔ لیکن ایک





بات بتا دوں۔ ہوشو کی تنظیم بلیک مون یہاں فلپائن کی سب سے بڑی
اور باوسائل تنظیم ہے۔ یہاں کے اعلیٰ ترین حکام بھی اس سے خوفزدہ
رہتے ہیں اور پورے فلپائن میں اس کے آدمیوں کا جال سا پھیلا
ہوا ہے۔ اور بذاتِ خود ہوشو بھی انتہائی ظالم اور سفاک آدمی ہے"
کم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جیسے ہی ہم دارالحکومت میں داخل ہوں
گے۔ تمہاری وجہ سے ہوشو کو ہماری اطلاع مل جائے گی۔ میں تو یہ سمجھا
تھا کہ عام سی مجرم تنظیم ہوگی یہ بلیک مون" ـــــ عمران نے تشویش
بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے مجھے دیکھ کر ہوشو کے آدمی اُسے اطلاع کر دیں کیونکہ
سب جانتے ہیں کہ میں اس کا دوست ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ
اس ایئرپورٹ پر اس کا کوئی نہ کوئی مخبر موجود ہو۔ اور اس تک اطلاع
پہنچ بھی چکی ہو" ـــــ کم نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اگر تم پہلے یہ ساری باتیں بتا دیتے تو میں تم پر میک اپ کر
دیتا۔ بہرحال اب ہمیں سیدھا ہوشو کے پاس ہی جانا پڑے گا"
عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کا بڑا اڈہ تو وہ بار ہے۔ جس کا نام کاریک بار
ہے۔ وہیں جا کر ہی اس سے مزید رابطہ ہو سکتا ہے" ـــــ کم نے کہا۔

"تو آؤ۔ اور سنو۔ وہاں جا کر تم نے ہمارا تعارف اپنے پاکیشیائی
دوستوں کے طور پر کرانا ہے۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا"
عمران نے کہا اور کم نے سر ہلا دیا۔ تھوڑا آگے جا کر انہیں خالی

ٹیکسیاں مل گئیں اور وہ دو ٹیکسیوں میں بیٹھ کر کاریک بار کی طرف چل پڑے۔ پہلی ٹیکسی میں ڈرائیور کے ساتھ کم بیٹھا تھا جب کہ عقبی سیٹ پر عمران اور جولیا موجود تھے۔ جب کہ دوسری ٹیکسی میں کیپٹن شکیل، نعمانی، چوہان اور خاور تھے۔ ٹیکسیاں مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئیں ایک بڑی سی شاہراہ پر پہنچ کر مین بازار کی طرف مڑ گئیں۔ اور پھر مین بازار کے پہلے چوک پر انہوں نے انہیں اتار دیا۔ کیونکہ آگے رش کی وجہ سے ٹیکسیوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ اور کاریک بار اس مین بازار کی ایک سائیڈ روڈ پر واقع تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی کم کی رہنمائی میں چلتے ہوئے مین بازار سے گزر کر ایک چھوٹی سی بار کے سامنے پہنچ گئے۔ بار کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ اس پر کاریک بار کا نیون سائن چمک رہا تھا لیکن عمارت بالکل نئی بنی ہوئی تھی۔ اور دو منزلہ تھی۔ اور پھر وہ بار میں داخل ہو گئے۔ بار چوڑائی میں تو اتنی بڑی نہ تھی۔ لیکن اس کی لمبائی خاصی تھی۔ اس لئے بار کا ہال خاصا رقبہ گھیرے ہوئے تھا۔ بار میں سیگرٹوں دھواں اس قدر بھرا ہوا تھا کہ اندر جاتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے دم گھٹنے لگے۔ یہ سارا دھواں منشیات کے بے دریغ استعمال سے پیدا ہو رہا تھا۔ بار میں زیادہ تر ایسے افراد موجود تھے جو اپنی شکل صورت اور انداز سے زیر زمین دنیا کے افراد ہی لگ رہے تھے۔ ویسے بحری ملاحوں کی تعداد ان میں زیادہ تھی۔ طوائف نما عورتیں بھی انتہائی عریاں لباسوں میں ملبوس تقریباً ہر میز پر موجود تھیں۔ میزیں مختلف قسم کی سستی شرابوں کی بوتلوں سے بھری ہوئی تھیں۔ بار کا ہال قہقہوں اور اونچی آوازوں سے گونج رہا تھا۔




ایک طرف کاؤنٹر پر ایک دبلا پتلا سا بارٹنڈر کھڑا تھا۔ اس کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ کم اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ہال کو دیکھتے ہوئے اس کے پیچھے کاؤنٹر کی طرف بڑھے۔

"باس ہوشو جہاں بھی ہو اسے کہو کہ اس کا دوست کم اس سے ملنا چاہتا ہے" ——— کم نے بارٹنڈر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم اکیلے ملو گے یا یہ لوگ بھی ساتھ ہی ملنا چاہتے ہیں" ——— بارٹنڈر نے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے دوست ہیں اور انہی کے کام کی وجہ سے میں ملنا چاہتا ہوں" ——— کم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں" ——— بارٹنڈر نے کہا۔ اور کاؤنٹر کے نیچے موجود انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"باس۔ کامی بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ آپ کا دوست کم اپنے دوستوں کے ساتھ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ ایک سوئس لڑکی اور پانچ پاکستانی مرد ہیں اس کے ساتھ" ——— بارٹنڈر کامی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس، باس" ——— دوسری طرف سے آواز سننے کے بعد کامی نے کہا اور رسیور واپس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔

"جوم" ——— کامی نے سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"یس" ——— جوم نے چونک کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"انہیں باس کے پاس لے جاؤ۔ تھری نمبر میں" ـــــ کامی نے اس نوجوان سے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔

"آئیے جناب" ـــــ جوم نے کم اور عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر وہ کاؤنٹر کی سائیڈ پہ موجود ایک پتلی سی راہداری میں داخل ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پہ ایک اور راہداری تھی۔ اس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ بلکہ راہداری کے اختتام پر صرف دیوار تھی۔ نوجوان جوم نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر تیزی سے سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب راہداری ذرا سی آگے جا کر ایک دروازے پہ ختم ہو رہی تھی۔ جوم نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"یس ـــ کم ان" ـــــ اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

"جائیے جناب۔ باس اندر موجود ہیں" ـــــ جوم نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور کم سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ عمران اس کے پیچھے اور باقی ساتھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس کے آخری حصے میں ایک بڑے بڑے صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ایک صوفے پہ ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ باقی کمرہ خالی تھا۔ صوفے کے درمیان ایک چھوٹی میز تھی جس پہ ایک انٹرکام رکھا ہوا تھا۔




"آؤ کم۔ آج اچانک کیسے آ گئے" ـــــ اس لمبے تڑنگے آدمی نے صوفے سے اٹھ کر کم کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ شراب کی بوتل اس نے میز پہ رکھ دی تھی۔ اس کی نظریں کم کی بجائے جولیا، عمران اور اس کے ساتھیوں پہ جمی ہوئی تھیں۔

"ہاں۔ بس اچانک ہی پروگرام بن گیا۔ یہ میرے دوست ہیں مسٹر علی عمران۔ اور یہ ان کے ساتھی ہیں" ـــــ کم نے آگے بڑھ کر ہوشو سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے دوست ہیں تو میرے بھی دوست ہیں۔ میرا نام ہوشو ہے اور میں اس چھوٹی سی بار کا مالک ہوں" ـــــ ہوشو نے کم سے مصافحہ کرنے کے بعد عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ویسے بار کے لحاظ سے تو آپ کا نام بڑا نامناسب سا لگتا ہے۔ ہوشو ہماری زبان میں ہوشمند کا ہی مخفف ہو سکتا ہے۔ اور بار میں رہ کر ہوشمند رہنا کچھ عجیب سی بات لگتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ہوشو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بار کے مالک کو ہوشمند ہی رہنا پڑتا ہے مسٹر عمران" ـــــ ہوشو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میری ساتھی ہیں جولیانا فٹز واٹر۔ یہ شکیل ہیں۔ ان کا نام نعمانی۔ یہ چوہان اور یہ صاحب ہیں خاور" ـــــ عمران نے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا اور ہوشو نے جولیا سمیت باری باری سب سے بڑے پرخلوص انداز میں مصافحہ کیا۔ اور پھر

انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ کے لئے کیا منگواؤں۔ کم کے متعلق تو مجھے معلوم ہے کہ بلیک وائن اسے سب سے زیادہ پسند ہے"۔۔۔ ہوشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارے لئے تو آپ واٹر ہی منگوائیں۔ کیونکہ جو پاور واٹر میں ہے وہ شراب میں نہیں ہوتی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہوشو اس کے فقرے پر یک لخت چونک پڑا۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ لیکن اب اس کے چہرے کے عضلات خاصے سکڑ گئے تھے۔ اور وہ غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"پانی ۔۔۔ سادہ پانی۔ وہ تو یہاں نہیں ملے گا۔ یہ تو بار ہے"۔ ہوشو نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر رہنے دیجئے۔ ویسے آپ کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات بتا رہے ہیں کہ آپ کو بھی واٹر پاور کا پورا پورا احساس ہے۔ بہرحال اتنا ہی کافی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ بار بار یہ واٹر پاور کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ کیا اس کا کوئی خاص مقصد ہے"۔۔۔ ہوشو نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے آپ کے ذہن میں اس لفظ کی وجہ سے کوئی خاص پس منظر آگیا ہو۔ میں تو بہرحال عام سی بات کر رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہوشو کی سکڑی ہوئی پیشانی صاف





ہو گئی۔

"اچھا بتاؤ کم ۔ آج کیسے آنا ہوا"۔۔۔ ہوشو نے اس بار کم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ ہم نے بھی بلیو سپلائی آگا لیگا جزیرے سے گریٹ بال تک پہنچانی ہے۔ اور میرے خیال میں آپ سے زیادہ بہتر آدمی اس معاملے میں اور کوئی نہیں ہو سکتا"۔۔۔ کم کے بولنے سے پہلے ہی عمران بول اٹھا۔

"ہوں۔ تو کم نے غداری کی ہے۔ اور تم اس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو"۔۔۔ ہوشو نے غراتے ہوئے کہا۔

"غداری کا لفظ ایسا ہے مسٹر ہوشو کہ ہر شخص اس کو اپنے مطلب کے معنی دیتا ہے۔ بہرحال کم نے غداری کی ہے یا نہیں۔ اسے چھوڑو۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم آگا لیگا جزیرے سے سپلائی کو کہاں پہنچاتے تھے"۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔

"تو واٹر پاور کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا جیسے پس ماندہ ملک کی حقیر سی سیکرٹ سروس نکلی ہے۔ ہونہہ۔ مچھروں کی بھیں بھیں سے ہاتھی مر جائے گا"۔۔۔ ہوشو نے انتہائی حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے منہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"آجاؤ بھئی۔ یہ لوگ اب کھل گئے ہیں"۔۔۔ ہوشو نے اچانک تیز لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے کمرے کی سائیڈ کی دیواریں پھٹیں اور دونوں اطراف سے چار چار مشین گنوں سے مسلح افراد کمرے میں

پہنچ گئے۔ ظاہر ہے ان کی مشین گنوں کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہی تھا۔ کم کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔

"تو تم نے پہلے سے انتظام کر رکھا تھا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— جیسے ہی تم ملٹری ایئرپورٹ پر اترے تھے مجھے اطلاع مل گئی تھی۔ اور پھر جاپان نیول ہیڈ کوارٹر کے ایڈمرل اسکامر نے ملٹری ایئرپورٹ کے انچارج وائس ایئر مارشل سے جو گفتگو کی تھی وہ بھی مجھ تک پہنچ چکی تھی۔ لیکن مجھے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کم جیسا آدمی کیوں ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ تم جہاں جا کر ٹھہرو گے۔ میں وہاں سے کم کو علیحدہ بلوا کر بات کروں گا۔ لیکن پھر میرے آدمی نے جو ایئرپورٹ سے ہی تمہارا تعاقب کر رہا تھا مجھے بتایا کہ تم ایئرپورٹ سے سیدھے میری بار میں ہی آ رہے ہو۔ تو میں نے تمہارے استقبال کی مکمل تیاری کر لی تھی۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کم تک کیسے پہنچے" ——— ہوشو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"بس۔ یہی آدمی ہیں یا اور بھی ہیں۔ اگر ہیں تو انہیں بھی بلوا لو۔ ورنہ بعد میں تمہیں حسرت ہی رہے گی۔ کہ کاش میں اور آدمی منگوا لیتا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو تم اب اپنے آپ کو بہادر ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہو" ——— ہوشو نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— تمہاری مرضی" ——— عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے صوفوں کے درمیان چھوٹی میز یک لخت اڑتی ہوئی سامنے بیٹھے





ہوشو کی طرف بڑھی۔ ہوشو اس سے بچنے کے لئے بے اختیار نیچے کی طرف جھکا ہی تھا کہ دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا قلابازی کے انداز میں فضا میں اٹھا اور پھر جب اس کے قدم زمین پر لگے تو وہ عمران کے سینے کے سامنے جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ عمران نے اسے واقعی انتہائی خوبصورت انداز میں ڈاج دیا تھا۔ وہ چاہتا تو میز ہیر کی مدد سے اچھال کر براہِ راست اس کے چہرے پر بھی مار سکتا تھا۔ لیکن پھر یقیناً ہوشو میز کے دھکے کی وجہ سے صوفے سمیت پیچھے الٹ جاتا۔ اور اس کے بعد اسے اس طرح گرپ کر لینے کا کوئی موقع نہ ملتا۔ اور اس کے ساتھی لازماً فائر کھول دیتے۔ اس لئے عمران نے دوسرا طریقہ استعمال کیا تھا۔ اس نے میز کو اس طرح اچھالا تھا کہ وہ ہوشو کے سر کے اوپر سے گزری اور نفسیاتی طور پر ہوشو اس سے بچنے کے لئے نیچے کو جھکا ہی تھا کہ عمران نے اچھل کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ایک مخصوص انداز میں نیچے کی طرف ہاتھ کو کرتے ہوئے جھٹکا دیا تو لمبا تڑنگا ہوشو اس طرح ہوا میں قلابازی کھا گیا جیسے پتنگ کی ڈور کو جھٹکا دینے سے پتنگ جھٹکا کھا کر اوپر کو اٹھتی ہے۔ اور قلابازی کھا کر وہ سیدھا الٹ کر عمران کے سینے سے اس طرح آ لگا جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا۔ اب جس طرف ہوشو کی پشت تھی اس طرف عمران کی پشت ہو گئی۔ اور اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کا چہرہ تھا۔ اور سامنے ہوشو اس کے سینے سے جکڑا کھڑا تھا۔ یہ ساری کارروائی صرف چند لمحوں میں مکمل ہو گئی۔ ظاہر ہے کم سمیت اس کے سارے ساتھی بھی اچھل کر کھڑے ہو

گئے تھے۔ ابھی عمران ہوشو کو جکڑ کر گھوما ہی تھا کہ یک لخت کم بُری ط
چیختا ہوا اپنے پیچھے کھڑے ہوئے چاروں مشین گن برداروں سے جا
ٹکرایا۔ اور اُسی لمحے خاور اور چوہان نے بھی یک لخت قلابازیاں کھائیں
اور اپنے پیچھے موجود چاروں مشین گن برداروں سے ٹکرا کر ان سمیت
نیچے جا گرا۔ کم کو کیپٹن شکیل نے اچھالا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے
کہ صورت حال پوری طرح واضح ہوتی یک لخت کمرہ مشین گن کی
تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ یہ کارنامہ کیپٹن ش
کا تھا۔ اس نے کم کو اچھال کر چار آدمیوں پر مارتے ہی خود بھی چھلا
لگا دی تھی۔ اور ان میں سے ایک کے ہاتھ سے اچھل کر نیچے گرنے
والی مشین گن کو اس نے فضا میں ہی جھپٹ لیا تھا۔ اور پھر جب کم
کو واپس اچھال کر وہ چاروں اٹھنے ہی لگے تھے کہ کیپٹن شکیل
نے ٹریگر دبایا اور پھر ایک ہی برسٹ میں وہ چاروں کو گرا کر وہ ایڑیوں
کے بل کسی لٹو کی طرح گھوما تو خاور اور چوہان دوسری طرف کے مسلح افراد
کو گرا کر تیزی سے اٹھ کر پیچھے ہٹے ہی تھے کہ کیپٹن شکیل کی مشین
گن نے شعلے اگل دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف پانچ یا زیادہ سے زیادہ
دس سیکنڈ کے اندر صورت حال مکمل طور پر تبدیل ہو چکی تھی۔ ہوشو
عمران کے سینے سے جکڑا کھڑا تھا۔ جب کہ اس کے آٹھ مسلح ساتھی
فرش پر پڑے پانی سے نکلی ہوئی مچھلیوں کی طرح تڑپ رہے تھے۔
اور جولیا درمیان میں اس طرح کھڑی تھی جیسے فٹ بال کے میچ کے
دوران دونوں ٹیموں کے درمیان ریفری کھڑا ہوتا ہے۔
"اب بولو ہوشو صاحب" ــــ عمران نے ہوشو کو یک لخت



اوپر کو کرتے ہوئے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے پیچھے زور سے گھٹنا مار
کر اُسے فرش پر اچھالتے ہوئے کہا۔ اور ہوشو کے حلق سے
گھٹنے کی ضرب کھا کر اس قدر کریہہ چیخ نکلی کہ اس قدر کریہہ چیخ تو
مرنے والوں کے حلق سے بھی نہ نکلی تھی۔ اور ہوشو فرش پر گر کر اپنے
ساتھیوں سے بھی زیادہ بُری طرح پھڑکنے لگا۔ وہ بالکل اس انداز میں
فرش پر گھوم رہا تھا جیسے کتا اپنی دُم کو منہ سے پکڑنے کی غرض سے
چکراتا ہے۔ چند لمحے وہ اس طرح چکراتا رہا۔ پھر دھم سے سیدھا پشت
کے بل فرش پر لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔
کم بھی اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ لیکن اس کی حالت واقعی قابل دید
تھی۔ انتہائی حیرت اور خوف سے اس کا چہرہ مسخ ہو چکا تھا۔ اور
آنکھیں کانوں سے بھی پیچھے تک پھیل گئی تھیں۔
"اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دو" ــــ عمران نے خاور سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور خاور نے جھک کر ساکت پڑے ہوئے ہوشو کو اٹھایا اور
اسے ایک صوفے پر بٹھا دیا۔ ہوشو کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور چہرہ
پتھر کی طرح بے جان اور سخت ہو رہا تھا۔ وہ اس طرح اکھڑے
اکھڑے انداز میں سانس لے رہا تھا جیسے وہ دل کے شدید دورے
سے گزر رہا ہو۔ منہ کے کونوں سے کف کے چھوٹے چھوٹے بلبلے نکل
رہے تھے۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب اور خستہ نظر آ رہی تھی۔
"یہ ــــ یہ مر جائے گا۔ اوہ۔ تم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے"
اچانک کم نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔
"فکر نہ کرو کم۔ ایسے ڈھیٹ لوگ اتنی آسانی سے مرا نہیں کرتے

میں نے صرف اسے بتایا ہے کہ جب آدمی تکلیف سے گزرتا ہے تو اس پر کیا گزرتی ہے۔ یہ اسی تجربے سے گزر رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ تو انتہائی سخت جان آدمی ہے۔ تم نے آخر کیا کیا ہے۔ اس کی حالت تو بے حد خراب ہے" ——— کم نے پھٹے پھٹے لہجے میں کہا۔ اُسے شاید اب تک سمجھ نہ آرہی تھی کہ ہوشو کی یہ حالت آخر کیوں ہو رہی ہے۔ حالانکہ عمران نے بظاہر اُسے پکڑنے اور پھر اچھالنے کے علاوہ کچھ نہ کیا تھا۔

"ریڑھ کی ہڈی کے سب سے نچلے مہرے پر میں نے ضرب لگائی ہے۔ اور بس۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعصابی نظام کام کرنا چھوڑ گیا ہے۔ لیکن یہ ذہنی طور پر پوری طرح بیدار ہے۔ اپنی مکمل کیفیات کے ساتھ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ ہوشو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک چھوٹا صوفہ کھینچ کر اس کے سامنے رکھا اور اطمینان سے اس پر بیٹھ گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی مشین گنیں اٹھائے کمرے میں بکھرے ہوئے تھے۔ ——— عمران نے بڑے اطمینان سے پہلے ہوشو کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کی۔ اور چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ اس کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سگریٹ کا ایک پیکٹ اور لائیٹر موجود تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی۔ کہ دوسرے کے کام کا سامان آدمی ساتھ اٹھائے پھرے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس نے بڑے اطمینان سے سگریٹ کا پیکٹ کھولا۔ اس



میں سے ایک سگریٹ نکالا اور اُسے اپنے لبوں سے لگا لیا۔

"کیا ——— کیا تم سگریٹ پیو گے" ——— جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے میں سوچا کرتا تھا کہ سگریٹ صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ لیکن پچھلے دنوں ایک چین سموکر نے مجھے اس کے تین ایسے فائدے بتائے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ سموکنگ شروع کر دوں" ——— عمران نے سگریٹ لبوں سے لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"سگریٹ کے فائدے ——— کیا بکواس کر رہے ہو۔ سگریٹ کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے" ——— جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس نے بتایا تھا کہ سگریٹ پینے والا بوڑھا نہیں ہوتا۔ اور سگریٹ پینے والے کے گھر میں چوری نہیں ہوتی۔ اب بتاؤ کس قدر شاندار فائدے ہیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ——— بکواس۔ یہ بھلا کیسے ممکن ہے" ——— جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے۔ سگریٹ پینے والا اس لئے بوڑھا نہیں ہوتا کہ وہ جوانی میں ہی مر جاتا ہے۔ اور اس کے گھر چوری اس لئے نہیں ہوتی کہ ساری رات کھانستا رہتا ہے۔ اور کھانسی کی آواز چور کے لئے سب سے زیادہ خطرے کا سائرن ہوتی ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔ اور اس بار نہ صرف جولیا ہنس پڑی بلکہ کمرے میں موجود اس کے دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"واقعی یہ فائدے ہیں۔ لیکن تم اب سگریٹ پی کر ان میں سے کون سا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو"۔۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"تیسرا فائدہ"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر سگریٹ لبوں سے لگا کر اس نے اُسے لائٹر سے جلایا۔ جب سگریٹ جل اٹھا تو اس نے اس کے جلتے ہوئے سرے کو ہوشو کے نتھنوں کے قریب کر دیا۔

"ارے ہاں۔ تیسرا فائدہ تو تم نے بتایا ہی نہیں تھا"۔۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"اس کا تیسرا فائدہ۔ سچ پوچھو تو سب سے بڑا فائدہ ہے۔ لیکن صرف اس وقت جب عورتیں سگریٹ پیتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ میں سمجھی نہیں"۔۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کم از کم زبان تو بند رہتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ کیا بات ہے۔ آپ اس طرح اطمینان سے بیٹھے ہیں جیسے یہاں کسی کے آنے کی توقع ہی نہ ہو۔ حالانکہ یہ ہوشو کا مین اڈہ ہے"۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاتھی کے شکار اور ہرن کے شکار میں فرق ہوتا ہے کیپٹن شکیل۔ ہرن کے پیچھے دوڑنا پڑتا ہے جب کہ ہاتھی کے لئے ایک انتہائی گہرا گڑھا کھود کر اس پر ٹہنیاں بچھا کر اس وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔





جب جناب ہاتھی صاحب اپنی مرضی سے جھومتے جھامتے وہاں پہنچیں اور پھر گڑھے میں گر پڑیں۔ اور کم کا دوست ہوشو تمہاری نظروں میں نہ سہی کم کی نظروں میں تو بہرحال ہاتھی ہی ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ فوری طور پر اعصابی نظام منجمد ہو جانے کی وجہ سے اس کی ذہنی کیفیات بھی اس قدر تیز نہیں ہیں جس قدر ہونی چاہئیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا ذہنی کیفیات معمول پر آتی جائیں گی۔ اس لئے میں وقت گزار رہا تھا اور سگریٹ کا دھواں بھی اس لئے اس کے نتھنوں میں چڑھا رہا ہوں تاکہ اس کی دھونی سے اس کی ذہنی کیفیات جلد از جلد معمول پر آ جائیں"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے مڑ کر ایسی نظروں سے کیپٹن شکیل کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ تم عمران کو احمق سمجھتے ہو کہ وہ بغیر کسی خاص مقصد کے وقت ضائع کرتا رہے گا۔ اور کیپٹن شکیل شرمندہ سے انداز میں مسکرا دیا۔

سگریٹ کا دھواں ایک لکیر کی طرح ہوشو کے نتھنوں میں مسلسل چڑھ رہا تھا۔ کہ یک لخت ہوشو کو ایک زوردار چھینک آئی۔ اور عمران نے سگریٹ ہٹا کر نیچے فرش پر پھینکا اور اُسے جوتے کی ایڑی سے مسل دیا۔ اب ہوشو کا سخت اور پتھر کی طرح جامد چہرہ تیزی سے نرم پڑتا جا رہا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اس کے حلق سے کراہیں نکلنے لگیں۔ کراہوں کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کافی دیر سے اس کے گلے میں پھنسی رہی ہوں۔ کراہیں اب بلند ہوتی جا رہی تھیں۔ اور اب اس کا سر بھی ذرا ذرا حرکت کرنے لگا تھا۔ اور پھر اس کے حلق سے

اچانک ایک زوردار چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی بے پناہ تکلیف کی وجہ سے اس کا نرم پڑتا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بُری طرح چیخنا اور سر پٹخنا شروع کر دیا۔ لیکن اس کا جسم اُسی طرح بے حس و حرکت تھا۔

"تم نے محسوس کر لیا ہو گا ہوشو کہ تمہیں کس قدر تکلیف ہو رہی ہے۔ تمہیں ایسے محسوس ہو رہا ہو گا جیسے تمہاری ایک ایک رگ کے اندر آرے چل رہے ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ یہ تکلیف مسلسل بڑھتی جائے گی۔ لیکن تمہاری چیخیں باہر کسی کو سنائی نہ دے سکیں گی کیونکہ تم نے یہ کمرہ ساؤنڈ پروف بنوایا ہوا ہے۔ اور شاید تم نے اس لئے ہمیں یہاں بلوایا تھا تاکہ ہماری چیخیں باہر کوئی نہ سن سکے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اس بے پناہ تکلیف کے باوجود تمہیں موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس تکلیف کا تعلق صرف اعصابی نظام سے ہے دل سے نہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں صرف تمہاری ایک رگ کو انگوٹھے سے دبا کر تمہیں اس تکلیف سے نجات دلا سکتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ تم مجھے تفصیل سے بتا دو کہ گریٹ بال کہاں ہے۔ اور اس کا اندرونی نظام اس کے اندر موجود افراد اور مشینری کی تفصیل۔ اس کا حفاظتی نظام سب کی تفصیل بتا دو۔ اور یہ میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں اس تکلیف سے نجات دلا دوں گا۔ میرے وعدے کا ثبوت تمہارے یہ دوست کم کی یہاں زندہ سلامت موجودگی ہے" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"پلیز بتا دو ہوشو۔ مجھ سے تمہاری یہ تکلیف نہیں دیکھی جا رہی۔





عمران صاحب واقعی وعدے کے پکے ہیں۔ بتا دو" ـــــ کم نے آگے بڑھ کر گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ب ب ـــــ ب ـــــ بتاتا ہوں۔ ختم کرو اسے۔ میں مر رہا ہوں۔ اوہ۔ خوف ناک تکلیف کو ختم کرو" ـــــ ہوشو نے چیخ چیخ کر کہا۔

"نہیں۔ یہ بڑھتی جائے گی۔ تم بتانا شروع کر دو۔ تاکہ تم جلد از جلد اس تکلیف سے نجات حاصل کر سکو" ـــــ عمران نے اُسی طرح مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ اتنا جانتا ہوں کہ میں کورٹی سے بلیو سپلائی آگاکیگا جزیرے سے وصول کر کے اُسے بحیرہ عرب میں ایک جزیرے سونو تک پہنچا دیتا تھا۔ سونو ایک قطعی ویران جزیرہ ہے۔ اور بس سپلائی وہاں پہنچانے کے بعد میں واپس آجاتا تھا۔ میرا اتنا ہی کام تھا۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ قطعی معلوم نہیں ہے۔ البتہ ایک بار میں نے اس جزیرے کے قریب ایک عجیب ساخت کی آبدوز سی دیکھی تھی۔ جو پانی سے باہر تھی۔ لیکن میرے وہاں پہنچنے پر وہ پانی کے نیچے چلی گئی تھی" ـــــ ہوشو نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈ چل پڑتا ہے۔

"کس قسم کی آبدوز ـــــ تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھ کر ایک رگ کو اس نے اپنے انگوٹھے سے زور سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے انتہائی تکلیف کی وجہ سے بُری طرح مسخ ہوا ہوشو کا چہرہ حیرت انگیز طور پر تیزی سے بحال ہوتا گیا۔ اس کا رک رک کر آنے والا سانس بھی نارمل ہو گیا۔ اور اس کے حلق سے

نکلنے والی کراہیں اور چیخیں بھی غائب ہوگئیں۔

"تفصیل بتاؤ۔ یہ سکون عارضی ہے۔ اگر تم نے تفصیل نہ بتائی تو پھر ہم اٹھ کر چلے جائیں گے اور دنیا کا کوئی ڈاکٹر تمہیں ہزار سال تک بھی اس کیفیت سے نجات نہ دلا سکے گا" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ——— خدا کی پناہ۔ کس قدر عذاب ناک تکلیف تھی۔ وہ آبدوز بالکل طشتری کی طرح کی تھی۔ جیسے اڑن طشتری ہوتی ہے۔ اس پر ایک اونچا انٹینا بھی لگا ہوا تھا۔ اس انٹینا کے اوپر ایک چھوٹا سا جھنڈا بھی موجود تھا۔ بالکل چھوٹا سا۔ کپڑے کا نہیں تھا بلکہ کسی دھات کا تھا۔ کیونکہ تیز ہوا میں وہ پھڑپھڑا نہ رہا تھا۔ اس جھنڈے پر ایک اژدھا کنڈلی مارے پانی کی لہروں پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے منہ سے شعلے نکل رہے تھے۔ ہماری لانچیں دیکھتے ہی یہ طشتری کسی آبدوز کی طرح سمندر میں اتر گئی۔ اور میں نے کوشش بھی کی۔ اور غوطہ خوری کا لباس پہن کر نیچے بھی اترا۔ لیکن وہ طشتری دوبارہ نظر نہیں آئی۔ بس اس کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا" ——— ہوشو نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا رابطہ واٹر پاور سے کیسے ہوا تھا" ——— عمران نے پوچھا۔

"مجھے فون آیا کہ تمہارے اکاؤنٹ میں چالیس لاکھ ڈالر جمع کرا دیئے گئے ہیں۔ اور فون بند ہو گیا۔ میں حیران رہ گیا۔ لیکن پھر بینک سے معلوم ہوا کہ واقعی چالیس لاکھ ڈالر کیش جمع کرائے گئے ہیں۔ پھر چند دنوں بعد فون آیا کہ مزید چالیس لاکھ ڈالر جمع کرا دیئے گئے ہیں۔ اور



سچ مچ جمع ہو گئے۔ اس طرح دو ہفتوں کے دوران ایک کروڑ ڈالر جمع کرا دیئے گئے۔ پھر مجھے ایک آدمی ملا۔ اس نے ان رقموں کی رسیدیں مجھے دیں اور بتایا کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی تنظیم واٹر پاور کا نمائندہ ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں ایسٹ کوسٹ سے مخصوص سپلائی لینے کے لئے کسی ایسے تجارتی جہاز کا بندوبست کر دوں۔ جس پر کسی کو شک نہ ہو سکے۔ اور پھر اس جہاز سے آگالیگا سے وہ سپلائی حاصل کر کے اُسے سانو تک پہنچا دیا کروں۔ اور بس۔ میرا کام ختم۔ ہر سپلائی پر ایک کروڑ ڈالر ملیں گے اور وہ بھی ایڈوانس۔ لیکن اگر کسی کو اس سپلائی کا علم ہوا تو پھر میں اپنے پورے گروپ سمیت ہلاک کر دیا جاؤں گا۔ رقم اتنی بڑی تھی کہ میں تیار ہو گیا۔ کرم میرا دوست تھا۔ میں نے اس کے ذریعے تجارتی جہاز کوڈی سے سپلائی شروع کی اور دو سالوں تک سپلائی ہوتی رہی۔ اور کسی کو علم نہ ہو سکا۔ اور میں فلپائن کا سب سے امیر آدمی بن گیا۔ بس اتنی بات ہے" ——— ہوشو نے جواب دیا۔

"تم نے کبھی چیک کیا کہ یہ سپلائی کیا ہوتی تھی" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں ——— وہ بڑے بڑے کنٹینرز ہوتے تھے۔ اور باقاعدہ سیلڈ ہوتے تھے" ——— ہوشو نے جواب دیا۔

"سانو جزیرے پر کبھی کوئی آدمی نظر آیا" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کسی بھی سپلائی کے وقت کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ بس ایک بار وہی آبدوز نظر آئی" ——— ہوشو نے جواب دیا۔

"سوچ لو۔ اب تمہاری تکلیف عود کر آنے کا وقت آ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ درست کہہ رہا ہوں"۔۔۔ ہوشو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری مرضی۔ البتہ یہ بتا دوں کہ بحیرہ عرب میں سونو نام کا کوئی جزیرہ موجود نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے زہریلے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ تم غلط سمجھے ہو۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ اسے عام طور پر سونو کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کا اصل نام ڈاکرہ ہے"۔۔۔ ہوشو نے جلدی سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ ایک بار پھر مسخ ہونے لگ گیا۔ واقعی اس کی تکلیف دوبارہ عود کر آئی تھی۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بچاؤ۔ پلیز مجھے بچاؤ۔ یہ۔ تت۔ تکلیف دو۔ اوہ۔ میں مر جاؤں گا"۔۔۔ ہوشو کے حلق سے ایک بار پھر کراہیں نکلنے لگیں۔

"میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں تکلیف سے نجات دلاؤں گا۔ اور اب میں وعدہ پورا کر رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے مشین گن لی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہوشو کے حلق سے کربناک چیخ نکلی۔ اور وہ وہیں صوفے پر ہی بغیر تڑپے ڈھیر ہو گیا۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم نے اسے مار دیا۔ حالانکہ اس نے تمہیں سب کچھ بتا دیا تھا"۔۔۔ کم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے ہمیشہ کے لئے اس تکلیف سے نجات دلا دی ہے۔



اور یہی میرا وعدہ تھا۔ ورنہ اب یہ مجھ سے بھی ٹھیک نہ ہو سکتا تھا اور باقی ساری عمر اسی طرح سسکتا رہتا۔ اور تمہارے ساتھ بھی میرا یہی وعدہ تھا کہ تمہیں زندہ سلامت زمین پر پہنچا دوں گا۔ اور دیکھو میں نے وعدہ پورا کر دیا۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ دونوں دوست عالم ارواح میں بھی اکٹھے رہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور کم گولیوں کی بوچھاڑ میں لٹو کی طرح ناچتا ہوا زمین پر گرا۔ اور صرف ایک لمحے کے لئے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

"چلو اب نکل چلیں۔ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ اب ہم نے اس سونو جزیرے تک پہنچنا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک طرف پھینک دی تھی۔

میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی اونچی نشست
کی کرسی پر بیٹھے ہوئے درشت چہرے والے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر
ریسیور اٹھا لیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ درشتگی تھی۔ کمرہ کا…
تھا۔ اور دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ لیکن سامنے کی پوری دیوار
سے چھت تک عجیب و غریب مشینوں سے بھری ہوئی تھی۔ سا…
مشینیں مسلسل چل رہی تھیں۔ اور ان پر موجود ڈائلوں میں مختلف رنگ
کی سوئیاں مسلسل حرکت کر رہی تھیں اور رنگ برنگے چھوٹے چھو…
سینکڑوں بلب جل بجھ رہے تھے۔ ان مشینوں کی وجہ سے یہ کمرہ
دفتر کے ساتھ ساتھ باقاعدہ ایک آپریشن روم بھی دکھائی دیتا…
"یس" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے ریسیور اٹھا کر انتہائی…
لہجے میں کہا۔
"باس ـــــ میں زون ایکس سے ڈبلیو پی۔ ون بول رہا ہوں"



دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی
"کیوں کال کی ہے" ـــــ باس کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا۔
"باس۔ فلپائن کے دارالحکومت آنیلا میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا گیا ہے۔
اس کے ساتھ کورنٹی جہاز کا سب کیپٹن کم بھی تھا۔ اور باس انہوں نے
بلیک مون کے چیف ہوشو کو اس کی بار کے اندر گولیوں سے چھلنی
کر دیا ہے۔ کم کی لاش بھی وہیں سے ملی ہے۔ ہوشو کے آٹھ آدمیوں
کی لاشیں بھی ملی ہیں" ـــــ ڈبلیو پی۔ ون نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ کورنٹی جہاز کو
سمندر کے اندر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے اندر عمران اور اس
کے ساتھی موجود تھے۔ پھر وہ فلپائن کے دارالحکومت آنیلا کیسے پہنچ
گئے۔ اور وہ بھی ہوشو تک۔ یہ کیسے ممکن ہے" ـــــ درشت چہرے
والے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میری رپورٹ درست ہے باس۔ ویسے مجھے رپورٹ کچھ دیر
بعد ملی ہے۔ ورنہ میں ان لوگوں سے خود وہیں ٹکرا جاتا۔ لیکن وہ لوگ
اس وقت تک ایک چارٹرڈ جہاز میں واپس پاکیشیا کے لئے روانہ
ہو چکے تھے۔ بہرحال رپورٹ ملنے کے بعد میں نے مکمل تصدیق کی
ہے۔ ہوشو کو شاید ان کی آمد کی اطلاع پہلے ہی مل گئی تھی۔ اس لئے اس
نے اپنے آٹھ مسلح افراد کو ایک ساؤنڈ پروف کمرے کی سائیڈوں
میں چھپا کر کھڑا کر دیا۔ اور پھر اس سارے گروپ سے اس نے اس
ساؤنڈ پروف کمرے میں ہی ملاقات کی۔ یہ سب نہتے تھے۔ کیونکہ ایک

راہداری سے گزرتے ہوئے انہیں مشینی طور پر چیک کر لیا گیا تھا۔ ا
کے بعد یہ لوگ کافی دیر بعد اس کمرے سے نکلے اور چلے گئے۔ جب
ہوشو کا پتہ کیا گیا۔ تب معلوم ہوا کہ ہوشو ان آٹھ افراد سمیت ہلاک ہو
پڑا ہے۔ اور کم کی لاش بھی وہیں موجود ہے۔ مجھے رپورٹ بھی ہوشو
ایک اسسٹنٹ نے دی کیونکہ کمرے میں ہونے والی تمام گفتگو
باقاعدہ ٹیپ ہوتی تھی۔ اور اس میں واٹر پاور کا ذکر تھا۔ چنانچہ میں
وہ ٹیپ منگوا کر سنی۔ تب اصل صورت حال کا علم ہوا۔ میں فوراً گروپ
سمیت حرکت میں آ گیا۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایک چارٹرڈ طیارے
کے ذریعے فلپائن سے پاکیشیا واپس روانہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں
آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا
گیا۔

"ٹیپ میں کیا گفتگو ریکارڈ ہوئی ہے"۔۔۔ باس نے ہونٹ
چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹیپ آن کر دیتا ہوں آپ خود سن لیں"۔۔۔ دوسری طرف
سے کہا گیا۔ اور پھر ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ ہی ایک آواز ابھری۔

"آؤ کم۔۔۔ آج اچانک کیسے آ گئے"۔

"بس اچانک ہی یہ پروگرام بن گیا۔ یہ میرے دوست ہیں مسٹر
علی عمران۔ اور یہ ان کے ساتھی ہیں"۔۔۔ ایک اور آواز ابھری۔ اور
پھر ٹیپ چلتا رہا۔ اور آخر میں گولیوں کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹیپ سے
دوبارہ کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ گریٹ بال کی اصل لوکیشن آخر کار عمران کو





معلوم ہو ہی گئی"۔۔۔ باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں مزید محتاط رہنا پڑے گا۔ او۔کے"۔۔۔
باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھٹکے سے ریسیور رکھ
دیا۔ اس کا چہرہ بُری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس نے ریسیور رکھتے ہی ایک
سائیڈ پر پڑے ہوئے جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی
ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی اس میں
سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ بانٹو اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ ایک کرخت آواز سنائی
دی۔

"واٹر پاور ہیڈ کوارٹر چیف باس اوور"۔۔۔ درشت چہرے
والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ
یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"بانٹو۔۔۔ تم اپنے گروپ سمیت فوراً پاکیشیا پہنچو۔ تم نے
وہاں پہنچتے ہی ایک نوجوان علی عمران کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کا پاکیشیا
کے دارالحکومت میں کنگ روڈ پر فلیٹ ہے۔ جس کا نمبر دو سو ہے۔
اس کے متعلق باقی تفصیلی فائل تمہیں آر۔آر پر وہیں ایکریمیا میں مل جائے
گی۔ یہ ڈی۔آئی مشن ہے اوور"۔۔۔ باس نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

"ڈی۔آئی مشن۔۔۔ اوہ یس۔ اوور"۔۔۔ بانٹو نے ڈی۔آئی

کے الفاظ سنتے ہی چونک کر کہا۔

" انتہائی تیز رفتار اور فل ایکشن کرو۔ جو نظر آئے اڑا دو۔ میں اس مشن کی تکمیل کے لئے تمہیں زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے دے سکتا ہوں اوور "۔۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

" وی۔ آئی مشن کے لئے کافی ہیں باس۔ آپ بے فکر رہیں باس اس سے بھی پہلے یہ مشن مکمل ہو جائے گا اوور "۔۔۔۔ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا۔

" آر۔ آر پر فائل موصول ہوتے ہی تم نے حرکت میں آجانا ہے اوور اینڈ آل "۔۔۔۔ باس نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھاتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" یس باس "۔۔۔۔ بولنے والی کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" فائلنگ سیکشن کو کہہ دو کہ وہ پاکیشیا کے ایجنٹ اے۔ آئی کی پوری فائل آر۔ آر پر بانٹو کو ایکریمیا ابھی بھجوا دے "۔۔۔۔ باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو۔۔۔۔ واٹر یا در ہیڈ کوارٹر کالنگ گریٹ بال اوور "۔۔۔۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس۔۔۔۔ ڈوچے چیف آف گریٹ بال اٹنڈنگ اوور "۔۔۔۔





دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" چیف باس فرام دس اینڈ اوور "۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

" اوہ یس باس اوور "۔۔۔۔ ڈوچے کا بھاری لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

" ڈوچے۔۔۔۔ گریٹ بال دشمن ایجنٹوں کی نظروں میں آگیا ہے۔ یہ ایجنٹ پاکیشیائی ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والا علی عمران۔ میں نے تو حتی الوسع کوشش کی کہ انہیں گریٹ بال کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ لیکن یہ شیطانی روحیں ہمارے ہر حملے سے نہ صرف بچ نکلیں بلکہ ابھی اطلاع ملی ہے کہ انہیں گریٹ بال کے محل وقوع کا بھی علم ہو گیا ہے۔ میں نے سپیشل ایکشن گروپ کے چیف بانٹو کو پاکیشیا بھیجا ہے۔ وہ ان معاملات میں انتہائی باصلاحیت آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس علی عمران کا خاتمہ وہیں کر دے گا۔ لیکن پھر بھی اب تم نے مکمل طور پر ہوشیار رہنا ہے۔ تمام حفاظتی نظام کو ہر وقت چیک کرتے رہو۔ اور چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ کسی کو گریٹ بال کے حفاظتی ایریے میں داخل نہ ہونے دینا۔ اور سنو۔ گریٹ بال کا وہ حفاظتی راستہ جس سے آمدورفت رہتی تھی میں ہنگامی طور پر بند کر رہا ہوں اوور "۔۔۔۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں آپ کی تشویش اچھی طرح سمجھتا ہوں باس۔ علی عمران کو بھی بخوبی جانتا ہوں اور وہ بھی ڈوچے سے واقف ہے۔ اگر یہ بانٹو کے ہاتھوں ختم ہو جاتا ہے تو ٹھیک۔ ورنہ اس کی موت لازماً ڈوچے کے

ہاتھ سے ہی ہونی ہے۔ آپ قطعاً فکر نہ کریں اوور" ۔۔۔ ڈوپے نے
بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ ویری گڈ۔ اگر تم اس عمران سے واقف ہو تو پھر مجھے یقین
ہے کہ تم اس کا توڑ کر لو گے۔ کیونکہ تمہاری صلاحیتیں کسی طرح بھی اس
عمران سے کم نہیں ہیں۔ اور میں نے اسی لئے انتہائی غور و خوض کے
بعد تمہیں گریٹ بال کا انتظامی انچارج بنایا تھا۔ ویری گڈ۔ اب میری
تمام پریشانیاں دور ہو گئی ہیں اوور" ۔۔۔ چیف باس نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔
"میں دو بار اس عمران سے بڑے بھرپور انداز میں ٹکرا چکا ہوں اور
دونوں ہی بار عمران کو میرے مقابلے میں منہ کی کھانی پڑی تھی۔ یہ
بات ہے کہ وہ اپنی عیاری کی وجہ سے میرے آدمیوں کو توڑ کر اپنا
مقصد حاصل کر گیا تھا۔ لیکن ڈوپے اس کے لئے ہمیشہ ناقابل تسخیر
رہا ہے اوور" ۔۔۔ ڈوپے نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔ بہرحال ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ چیف
باس نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے
پر پہلے کی نسبت اطمینان کے آثار زیادہ تھے۔



ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر قدرے نیم دراز
عمران چونک کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔
"یس ۔۔۔ علی عمران۔ ایم۔ ایس سی۔ ڈی۔ ایس سی (آکسن)
بولنے پر مجبور کر دیا گیا ہوں۔ ورنہ اس وقت میرا بولنے کو قطعاً دل نہ
چاہ رہا تھا۔ کیونکہ آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے چیئرمین آغا سلیمان
پاشا صاحب از راہِ کرم اپنے جدی پشتی فن باورچی کو بالائے طاق
رکھ کر کھانا پکانے کی کتاب میں درج سبزی پکوڑے تلنے کی نادر
و نایاب ترکیب آزمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کتاب کے
مصنف کے مطابق یہ ترکیب ایک ایسے بادشاہ کی پسندیدہ
ترکیب ہے۔ اور جو سبزی پکوڑے کھانے کا بے حد شوقین تھا" ۔۔۔
عمران کی زبان پوری رفتار سے چل رہی تھی۔

"تمہاری قینچی کی طرح چلنے والی یہ زبان بند ہونے کا وقت آگیا ہے مسٹر علی عمران ۔ میرا نام بانٹو ہے ۔ اس نام کو یاد رکھنا ۔ یہ تمہارے لئے انتہائی اہم نام ثابت ہو گا" ـــــ دوسری طرف سے ایک مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"بانٹو ـــ واہ ۔ یہ تو بہت اچھا نام ہے ۔ یعنی بانٹنے والا ۔ لیکن سوری ۔ میرا سبزی پکوڑے بانٹنے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ لیکن ساتھ ہی اس نے فون کے نچلے کنارے کی ایک مخصوص جگہ کو انگوٹھے سے ایک بار دبا کر چھوڑ دیا ۔

"میں نے تمہیں صرف اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے ۔ کہ میں تمہاری موت بن کر یہاں آگیا ہوں ۔ میری عادت ہے کہ میں اپنے شکار کو ہوشیار کر کے مارتا ہوں ۔ کیونکہ اس طرح شکار کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے ۔ ورنہ فون کال کی بجائے تمہارے اس فلیٹ پر خوف ناک میزائل بھی گر سکتا تھا ۔ بہرحال تمہیں اطلاع مل گئی ۔ اس وقت دس بجے ہیں ۔ زیادہ سے زیادہ شام چار بجے تک تم زندہ رہو گے ۔ اس کے بعد نہیں ۔ یہ میرا چیلنج ہے ۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں ایک پبلک بوتھ سے فون کر رہا ہوں ۔ اور یہ پبلک بوتھ اسی کنگ روڈ پر واقع ہے ۔ جہاں تمہارا فلیٹ ہے" ـــــ دوسری طرف سے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا گیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا ۔ اس کے





ذہن میں یہ نام ہلکی سی خلش پیدا کر گیا تھا ۔ کیونکہ یہ نام اس کے لاشعور میں پہلے سے موجود تھا ۔ لیکن واضح طور پر شعور میں نہ آرہا تھا ۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا ۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا ۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"رانا ہاؤس" ـــــ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی ۔

"جوزف ـــــ میں عمران بول رہا ہوں ۔ جوانا موجود ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"یس باس" ـــ جوزف نے جواب دیا ۔

"اس سے بات کراؤ" ـــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"باس ۔ آپ کچھ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ لگ رہے ہیں ۔ مجھے بتائیں کیا مسئلہ ہے" ـــ جوزف نے کہا ۔

"بانٹو کو جانتے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"بانٹو ـــ کچھ کچھ تو معلوم ہے ۔ اگر آپ کہیں تو میں جا کر اس کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر آؤں" ـــ جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"اچھا ـــ وہ کچھ کچھ کیا ہے ۔ جو تم جانتے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

"باس ـــ میرا خیال ہے یہ شکرالی کی سرخ جھیل میں رہنے والا کوئی مگرمچھ ہی ہو سکتا ہے ۔ جس کے سر پر اگر تین ضربیں لگائی جائیں

تو اس کے دانت پانی میں گر جاتے ہیں اور پھر جاتو قبیلے کے لوگ
ان دانتوں کو گلے میں پہن کر بارش کی دعا کرتے ہیں" —— جوزف
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ارے پھر کچھ کیا تم تو اس کی پوری تفصیل جانتے ہو۔ لیکن
تم نے کہا تھا کہ تفصیل معلوم کر آؤں۔ کہاں سے معلوم کرو گے
تفصیل" —— عمران نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے باس۔ اس کے لئے مجھے جاتو قبیلے کے ویچ ڈاکٹر
کے پاس جانا پڑے گا۔ اور باس یہ جاتو قبیلہ افریقہ کے دلدلی
علاقے کے عین درمیان میں رہتا ہے" —— جوزف واقعی بے حد
سنجیدہ تھا۔
"لیکن اس طرح تو بڑا وقت لگ جائے گا۔ اور مجھے جلدی ہے
میں تمہیں ایک اور ترکیب بتاتا ہوں۔ تمہیں یہیں رانا ہاؤس میں بیٹھے
بیٹھے اس کی پوری تفصیل معلوم ہو جائے گی" —— عمران نے اس
بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یہاں بیٹھے بیٹھے باس —— وہ کیسے" —— جوزف نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"تمہارا دو دن کا کوٹا بند کر دیتا ہوں۔ دو روز بعد تمہارا دماغ
اتنا روشن ہو جائے گا کہ تسکرالی جھیل تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے نظر آنے
لگ جائے گی" —— عمران نے کہا۔
"اوہ باس —— فار گاڈ سیک۔ رحم کرو۔ کوٹا بند نہ کرو میں
وہاں پیدل چلا جاؤں گا۔ لیکن باس کوٹا بند نہ کرو۔ ورنہ جوزف دی



گریٹ حقیر کیچوا بن جائے گا" —— جوزف نے رو دینے والے
لہجے میں کہا۔
"اچھا تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں خرچہ بچانے کے لئے تمہیں وہاں
نہیں بھیج رہا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ایک مہینہ کا کوٹا بند ہونا چاہیے"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"بب —— بب —— باس۔ پلیز باس۔ مائی گریٹ باس"
جوزف بری طرح گڑگڑانے لگا۔
"اچھا۔ اب تم خوشامد کرنا بھی سیکھ گئے ہو۔ اور تمہیں معلوم ہے
کہ مجھے خوشامد سے سخت نفرت ہے۔ اب تو تمہیں سزا دینی پڑ ہی
گئی۔ ایک روز کا کوٹا بند اور دو سو ڈنڈ۔ اور اگر کوئی حجت کی تو یہ
سزا ڈبل ہو جائے گی" —— عمران کا لہجہ یک لخت انتہائی سخت
ہو گیا۔
"یس باس" —— جوزف نے ظاہر ہے ڈبل سزا کے خوف
سے پہلی سزا ہی قبول کر لی۔
"ریسیور جوانا کو دو اور ڈنڈ نکالنا شروع کر دو" —— عمران نے
اسی طرح انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"یس —— بب —— بب —— باس۔ یس باس" —— جوزف
نے کہا۔ اور پھر ریسیور میز پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔
اور عمران مسکرا دیا۔
"ہیلو ماسٹر —— جوانا بول رہا ہوں" —— چند لمحوں بعد جوانا کی
آواز ریسیور پر سنائی دی۔

"جوانا ـــــ کسی بانٹو سے واقف ہو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"بانٹو ـــــ ہاں ایک بانٹو کو جانتا ہوں۔ ایکریمیا کی ایک پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم سپر ٹاپ کا چیف تھا۔ لیکن یہ سپر ٹاپ ماسٹر کلرز کے مقابلے میں ہمیشہ نمبر ٹو رہی ہے" ـــــ جوانا نے جواب دیا۔

"کیا تمہاری اس سے کبھی ملاقات ہوئی ہے" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس۔ بے شمار بار۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ـــــ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بولتا ہوں۔ میری آواز سن کر بتاؤ کہ کیا یہ اسی بانٹو کی آواز ہے جس کی تم بات کر رہے ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہچان لوں گا" ـــــ جوانا نے جواب دیا۔

"میرا نام بانٹو ہے۔ اس نام کو یاد رکھنا۔ یہ تمہارے لئے انتہائی اہم نام ثابت ہوگا" ـــــ عمران نے اسی آواز میں کہا جو اس نے فون پر سنی تھی۔

"اوہ بالکل باس۔ یہ وہی بانٹو ہے۔ سپر ٹاپ کا چیف۔ لیکن باس یہ تو ایکریمیا میں رہتا ہے" ـــــ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا قد و قامت اور حلیہ بتاؤ" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"دیو جتنا قد۔ گینڈے کی طرح جسم۔ اخروٹ کی طرح سر۔ اور سر سے گنجا۔ ناک پھیلی ہوئی انتہائی بدنما۔ پیلے اور مکروہ دانت۔



چہرے پر زخموں کے نشانات کسی سو سالہ بوڑھے آدمی کی جھریوں سے بھی زیادہ" ـــــ جوانا نے قد و قامت اور حلیہ بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ـــــ اب میں اسے تلاش کر لوں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب باس ـــــ کیا یہ بانٹو یہاں دارالحکومت میں موجود ہے" ـــــ جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ ابھی مجھے اس کا فون ملا ہے۔ اور اس نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ میری موت بن کر یہاں آیا ہے۔ اور اس نے مجھے ہوشیار کرنے کے لئے کال کی ہے۔ کیونکہ بقول اس کے اس طرح شکار کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اور اس نے مجھے انتہائی مہربانی کرتے ہوئے شام چار بجے تک زندہ رہنے کی بھی اجازت دے دی ہے۔ میرے ذہن میں یہ نام تو موجود تھا۔ لیکن مجھے یاد نہ آ رہا تھا۔ مگر اس کا بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کوئی پیشہ ور قاتل ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ شاید تمہیں معلوم ہو" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ بانٹو کی یہ جرأت کہ وہ آپ کو دھمکی دے۔ یعنی اس مچھر نے آپ کے کان میں بھیں بھیں کرنے کی جرأت کی ہے۔ ماسٹر آخر جوانا کس روز کام آئے گا۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں شام چار بجے سے پہلے اس کی لاش اگر آپ کے قدموں میں نہ ڈال سکا۔ تو پھر کسی کنوئیں میں ڈوب مروں گا" ـــــ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ میں انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں اور شاید آج رات ایک اہم ترین مشن پہ روانہ ہو جاؤں۔ اگر یہ تم سے شکار نہ ہو سکا تو مجھے خواہ مخواہ اس کے لئے رکنا پڑے گا۔ اور میرا وقت ضائع ہو گا" ——— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"باس۔ آپ جوانا کی توہین کر رہے ہیں۔ جوانا اتنا گیا گزرا نہیں ہے کہ بانٹو جیسے مچھر بھی اس سے بچ کر نکل سکیں۔ وہ دوسروں کے لئے بانٹو ہو گا لیکن جوانا کے لئے وہ مچھر ہی ہے۔ اور مجھے اس کی عادات کا اچھی طرح علم ہے۔ میں اُسے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر تلاش کر لوں گا۔ اور اس کے بعد آپ اس کی جتنی ہڈیاں توڑنے کا حکم دیں اس سے دس ہڈیاں زیادہ ہی توڑ دوں گا" ——— جوانا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ——— تم اُسے تلاش کرو اور جب وہ مل جائے تو مجھے دانش منزل فون کر دینا۔ میں مشن کے انتظامات کے سلسلے میں وہاں جا رہا ہوں۔ لیکن تم نے اس کو کچھ کہنا نہیں۔ صرف تلاش کرنا ہے" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر ——— بڑے دنوں بعد جوانا کو اپنی فیلڈ کا کام ملا ہے" ——— جوانا نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"وہ جوزف کیا کر رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جوزف ڈنڈ نکال رہا ہے باس۔ آپ نے شاید اسے سزا





دی ہے" ——— جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ اس نے مجھ سے بات کرتے وقت ایک خوشامدانہ فقرہ بولا تھا۔ اور یہ اُسی کی سزا ہے۔ ایک روز کا کوٹا بھی بند ہے اور دو سو ڈنڈ بھی۔ او۔ کے میں تمہارے فون کا منتظر رہوں گا" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اب اس کے چہرے پر خاصے اطمینان کے آثار موجود تھے۔ کیونکہ واقعی گریٹ بال کے سلسلہ میں وہ انتہائی اہم انتظامات میں مصروف تھا۔ اور اُسے بلیک زیرو کے فون کا انتظار تھا۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس بانٹو کے چکر میں الجھ کر وقت ضائع کرے۔ اُسے یقین تھا کہ جوانا نہ صرف بانٹو کو ڈھونڈھ نکالے گا بلکہ بانٹو کی گردن بھی آسانی سے مروڑ دے گا۔ چنانچہ اب اس نے خود دانش منزل جانے کا فیصلہ کیا اور پھر اٹھ کر وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ بانٹو نے یقیناً اپنے آدمی اس کی نگرانی کے لئے مقرر کئے ہوں گے۔ اس نے جوانا کو اس لئے بانٹو کی تلاش کے بعد دانش منزل فون کرنے کے لئے کہا تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں صرف چند پوائنٹ واضح نہ ہو رہے تھے۔ ایک تو یہ کہ بانٹو کی خدمات کس تنظیم نے حاصل کی ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ آخر بانٹو نے اُسے شام چار بجے کا وقت کیوں دیا ہے۔ اگر بانٹو کی خدمات واٹر یاور نے حاصل کی ہیں تو پھر واٹر یاور کو اس کی فلپائن سے واپسی کا علم کیسے ہو گیا۔ اور اگر واٹر یاور نے ایسا نہیں کیا تو پھر کس پارٹی نے اس کی خدمات حاصل کی ہیں۔ اور وہ ان پیشہ ور قاتلوں کی فطرت کو بخوبی سمجھتا تھا۔ یہ لوگ جلد از جلد اپنا

مشن مکمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں ۔ اور جب اس بانٹو کو اس
کے فلیٹ کا بھی علم ہے اور فون نمبر کا بھی ۔ تو پھر آخر اس نے شام
بجے تک اپنے مشن کو پینڈنگ کیوں کیا ہے ۔ انہی پوائنٹس کی
وضاحت کے لئے وہ بانٹو سے خود ملنا چاہتا تھا ۔ اور اس نے
اس کے لئے پلان بنا لیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ذریعے بانٹو کو
اغوا کر کے رانا ہاؤس لایا جائے اور پھر اس سے وہاں اطمینان سے
پوچھ گچھ کی جائے گی ۔ اور جب تک جوانا اُسے تلاش کرے اس
وقت تک وہ کئی اہم کام نمٹا سکتا تھا ۔





بانٹو نے بھیڑیئے کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے رسیور
رکھا اور پھر پبلک فون بوتھ سے باہر نکل آیا ۔ وہ واقعی دیو جیسا قد
اور گینڈے جیسا جسم رکھتا تھا ۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کی چست
بنیان تھی ۔ جس میں سے اس کے بازو کی مچھلیاں بجلی کی طرح تڑپ
رہی تھیں ۔ اور پہاڑ جیسے سینے کے عین اوپر بنیان پر ایک بھیڑیئے
کی تصویر بنی ہوئی تھی ۔ جس نے منہ کھولا ہوا تھا اور اس کے منہ
سے خون بہہ رہا تھا ۔ اس نے جینز کی چست پتلون اور پیروں میں
لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے ۔ بھاری بھرکم جسم رکھنے کے باوجود
پارے کی طرح چست اور تیز دکھائی دے رہا تھا ۔ پبلک فون بوتھ
سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے مخالف سمت کے
فٹ پاتھ پر پہنچ گیا ۔ فٹ پاتھ پر چلنے والے لوگ اُسے دیکھ کر اس
قدر خوف زدہ ہو جاتے تھے کہ سب لوگ اُسے دیکھتے ہی کنی کاٹ

جاتے تھے۔ اور وہ سینہ تانے فاتحانہ انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھ
آگے پیچھے دو کاریں فٹ پاتھ کے قریب کھڑی تھیں۔ پہلی کار کے
ہی اس سے قدرے دبتے ہوئے قد لیکن اس جیسا جسم رکھنے
ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر بھی وہی لباس تھا جو بانٹو نے
رکھا تھا۔

"جیگورا ـــــ اب تم نے اس چیونٹی کی نگرانی کرنی ہے۔ اس ک
فائل میں موجود فوٹو تو تم نے دیکھ لیا ہے۔ میں نے اُسے شام
بجے کا وقت دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خوف سے فرار ہو جائے۔
سائے کی طرح چمٹے رہنا" ـــــ بانٹو نے قریب جا کر اس نوجو
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ جیگورا کی نظروں سے تو بھوت بھی غائب نہیں ہو سکتا
یہ چڑیا کا بچہ کہاں جائے گا۔ لیکن باس آپ نے اُسے اتنا لمبا وقت
کیوں دیا ہے" ـــــ جیگورا نے کہا۔

"فائل میں درج ہے کہ وہ بڑا خطرناک آدمی ہے۔ میں صرف یہ دیکھ
چاہتا ہوں کہ وہ ان چھ گھنٹوں میں کیا حرکات کرتا ہے۔ کہاں چھپنے
کوشش کرتا ہے۔ مجھے اس وقت بڑا لطف آتا ہے۔ جب کوئی
شکار اپنی طرف سے چھپ جاتا ہے لیکن پھر میں اچانک اس کے سر
پر پہنچ جاتا ہوں" ـــــ بانٹو نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر پہلی کار
کے پیچھے موجود سیاہ رنگ کی بڑی سی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"میں اس دوران مارٹن کی بار میں رہوں گا۔ مارٹن کے پاس پرانی
شرابوں کا کافی بڑا ذخیرہ میں نے دیکھا ہے۔ تم مجھے وہیں کال کر لینا۔




ٹھیک ساڑھے تین بجے تمہاری کال آجانی چاہیئے۔ میں اس مچھر کو چار بجے
کے بعد ایک لمحہ کی بھی مزید مہلت نہیں دے سکتا" ـــــ بانٹو نے
کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ جیگورا نے کہا۔ اور بانٹو سر ہلاتا ہوا کار میں
بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی کار ذرا سی بیک ہو کر مڑی اور پھر تیزی
سے گھومتی ہوئی مخالف سمت کی طرف بڑھ گئی۔ مارٹن سے وہ بخوبی
واقف تھا۔ کیونکہ مارٹن ایکریمیا میں بھی ایک بار کا مالک تھا۔ لیکن پھر
اس کا وہاں ایک گروپ سے جھگڑا ہو گیا۔ اور اس گروپ نے مارٹن
کے سارے ساتھیوں کو نہ صرف ہلاک کر دیا بلکہ اس کی بار کو بھی بموں
سے اڑا دیا۔ مارٹن شدید زخمی تو ضرور ہوا لیکن بہرحال بچ گیا۔ اس کے
بعد مارٹن اپنی جان بچانے کی غرض سے روپوش ہو گیا۔ اور پھر طویل
عرصے بعد مارٹن سے اس کی ملاقات ہوئی تو مارٹن نے اُسے بتایا کہ
وہ ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا میں شفٹ ہو گیا ہے۔ اور وہاں اس
نے بار بھی بنالی ہے اور اپنا ایک طاقتور گروپ بھی۔ چنانچہ جب
چیف باس نے اُسے پاکیشیا کا مشن سونپا تو قدرتی طور پر اس کے
ذہن میں مارٹن کا ہی خیال آیا۔ بانٹو کے لئے کسی ایک آدمی جس کا حلیہ
اور رہائش بھی معلوم ہو اور پھر وہ کوئی اہم سیاسی شخصیت بھی نہ ہو کا
شکار کرنا ایسے ہی تھا جیسے کسی یونیورسٹی کے پروفیسر کو کہا جائے کہ وہ
اے۔ بی۔ سی پڑھ کر سنائے۔ کیونکہ بانٹو کا گروپ ایکریمیا کے پیشہ ور
قاتلوں میں سب سے زیادہ معروف تھا اور انتہائی اہم ترین شخصیتوں
کے قتل کے لئے اس کے گروپ کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔

وہ چونکہ نسلاً یہودی تھا اس لئے واٹر پاور نے ایسے معاملات کے
اس کی خدمات مستقل طور پر حاصل کر رکھی تھیں ، اور اب بھی وہ واٹر پ
کے چیف باس کی وجہ سے ہی اس مشن پر خود آیا تھا ۔ ورنہ شاید ایک
معمولی سے آدمی کو قتل کرنے کے لئے وہ اپنے گروپ کے کسی آ
کو بھجوا دیتا ۔ علی عمران کے متعلق اُسے جو فائل ملی تھی ، اس میں اس
کا فوٹو اور تفصیلی پتہ بھی درج تھا ، اور ایک صفحہ اس عمران کی تعریف
سے بھرا ہوا تھا ۔ کہ وہ انتہائی خطرناک اور شاطر ترین آدمی ہے ۔ لیکن
بانٹو یہ تعریفیں پڑھ کر بے اختیار ہنس پڑا تھا ، اُسے رپورٹ مرتب
کرنے والے پر غصہ آیا تھا کہ ایک عام سے آدمی کے متعلق آخر اس
نے کیا سوچ کر قصیدے مرتب کر دیئے ہیں ۔ چونکہ مشن اس کی نظروں
میں انتہائی معمولی تھا اس لئے وہ صرف اپنے خاص ساتھی جیگورا کو لے
کر پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچا تھا اور یہاں آتے ہی وہ سیدھا
مارٹن کے پاس پہنچا ۔ مارٹن نے اس کے کہنے پر اُسے دو کاریں مہیا
کی تھیں ۔ گو مارٹن نے اس کی آمد کی وجہ پوچھنے کی بے حد کوشش
کی تھی لیکن بانٹو نے اُسے کچھ نہ بتایا تھا کیونکہ یہ اس کے اصول کے
خلاف تھا ۔ کاریں حاصل کرنے کے بعد اس نے مارٹن سے دارالحکومت
کا نہ صرف تفصیلی نقشہ بھی حاصل کیا بلکہ مارٹن کی مدد سے اس نے
اس نقشے میں موجود اہم سڑکوں ، چوکوں وغیرہ کے بارے میں بھی
تفصیل سے ڈسکس کیا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مارٹن بار سے روانہ ہو کر
بڑے اطمینان سے سیدھا کنگ روڈ پہنچ گیا تھا ۔ فائل میں ہی
عمران کے فلیٹ کا فون نمبر بھی دیا ہوا تھا ۔ فلیٹ کو چیک کرنے کے



بعد اس نے پبلک فون بوتھ سے وہ فون نمبر ڈائل کیا ۔ تاکہ معلوم کر سکے
کہ اس کا شکار اندر موجود ہے یا نہیں ۔ اور پھر اس سے بات چیت ہوتے
ہی اس کے ذہن میں فائل کے مندرجات گھوم گئے ۔ کہ عمران بظاہر
مزاحیہ اور معصوم باتیں کرتا ہے ۔ لیکن درحقیقت وہ ذہنی طور پر بے حد
عیار آدمی ہے ۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے اُسے شام چار بجے
تک کا وقت دے دیا ۔ یہ وقت اس نے صرف اس لئے دیا تھا کہ
وہ رپورٹ مرتب کرنے والے کے سچ کو پرکھنا چاہتا تھا کہ عمران اس
مہلت میں کیا کرتا ہے ۔ ویسے بھی یہ مشن اس قدر آسان تھا کہ اُسے خواہ مخواہ
کی سی کوفت ہونے لگی تھی ۔ اب بھلا سپر ٹاپ کا چیف اتنی دور مشن
کے لئے آئے اور اطمینان سے ایک فلیٹ میں داخل ہو کر ایک اجنبی
اور مسخرے آدمی کو گولی مار کر واپس آجائے ۔ یہ کیا مشن ہوا ۔ شاید یہ بات
بھی مہلت دیتے وقت اس کے ذہن میں تھی ۔ ظاہر ہے اب عمران
بچنے کے لئے بھاگ دوڑ کرے گا ۔ اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش
کرے گا ، اور اس طرح اس مشن میں کچھ تو لطف آئے گا ۔ جیگورا کی
صلاحیتوں سے وہ اچھی طرح واقف تھا ۔ اُسے اگر کسی آدمی کی نگرانی
پر لگا دیا جائے تو وہ واقعی جونک کی طرح اس آدمی سے چمٹ جاتا تھا ۔
اور اس کی نظروں سے کسی آدمی کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن سمجھا جاتا تھا ۔
اس لئے وہ مطمئن تھا کہ شام چار بجے تک جیگورا عمران کو کسی طرح بھی
نکل جانے کا موقع نہ دے گا ۔

مارٹن بار شہر کے شمالی حصے میں ایک سڑک پر واقع تھی ۔ خاصی بڑی
بار تھی ۔ اس کی علیحدہ پارکنگ بھی تھی ۔ بانٹو نے کار پارکنگ میں روکی

اور پھر تیزی سے چلتا ہوا بار ہال میں داخل ہو گیا۔ بار مقامی اور غیر ملکی افراد سے بھری ہوئی تھی۔ اور یہ سب کے سب اپنے چہروں اور انداز سے کسی طرح بھی اچھے لوگ نہ لگتے تھے۔ لیکن بانٹو کی شخصیت کچھ ایسی رعب دار تھی کہ اس کے ہال میں داخل ہوتے ہی وہاں موجود افراد کو یک لخت سانپ سا سونگھ گیا۔ وہ اس سے مرعوب سے نظر آنے لگے تھے۔

"کہاں ہے مارٹن" ـــــ بانٹو نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کہا۔

"باس کہیں کام گئے ہوئے ہیں جناب۔ میں کوئی کمرہ کھلوا دیتا ہوں۔ آپ وہاں آرام فرمائیں۔ انہیں واپسی میں تین چار گھنٹے لگ سکتے ہیں" ـــــ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ اپنے باس اور بانٹو کے تعلقات سے اچھی طرح واقف تھا۔

"اچھا۔ تم کمرہ کھلواؤ۔ میں کچھ دیر یہاں ہال میں بیٹھ کر کچھ پی لیتا ہوں۔ اکیلا کمرے میں پڑا کیا کروں گا" ـــــ بانٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور واپس ہال کی طرف بڑھ گیا۔ ایک خالی کرسی پر وہ جیسے ہی بیٹھا ایک ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"بلیک ہارس وہسکی لے آؤ۔ اور سنو۔ بڑی بوتل لے آنا" ـــــ بانٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

بانٹو اب اشتیاق بھری نظروں سے ہال میں موجود لوگوں کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ بوتل آنے پر وہ اسے بغیر پانی ملائے ویسے ہی بوتل منہ سے لگا کر پینے میں مصروف ہو گیا۔ اس کی نظریں اپنی میز سے تیسری میز پر بیٹھی ہوئی ایک خوب صورت عورت پر جم گئیں۔ عورت خاصی جاندار اور خوب صورت تھی۔ اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ بانٹو کے معیار پر بھی پوری اترتی تھی۔ اس کے ساتھ ایک بھاری جسامت اور لمبے قد والا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔

بانٹو نے ایک طرف کھڑے ویٹر کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

"یس سر" ـــــ ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس عورت کو کہو کہ وہ میرے پاس آ بیٹھے۔ مجھے یہ پسند آ گئی ہے" بانٹو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ عورت اس کی زر خرید کنیز ہو۔ اور اس لحاظ سے اس کے حکم کی پابند ہو۔

"اوہ۔ وہ مادام گریٹ ہے جناب۔ جرمن کی عورت ہے وہ جناب" ویٹر نے قدرے خوف زدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ آئندہ مجھے سبق پڑھانے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ میں تمہاری یہ چڑیا جیسی گردن ایک لمحے میں توڑ دوں گا۔ سمجھے۔ جاؤ۔ اور اس عورت کو یہاں لے آؤ" ـــــ بانٹو نے غضب ناک لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ ویٹر نے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس میز کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں وہ مونچھوں والا آدمی اور وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ویٹر نے اس مونچھوں والے آدمی کے پاس جا کر کچھ کہا تو وہ مرد اور عورت دونوں چونک کر بانٹو کی طرف دیکھنے لگے۔ اس آدمی

کی آنکھوں سے یک لخت شعلے سے نکلنے لگے۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم مارگریٹ کے بارے میں یہ پیغام لے آئے ہو۔ جاؤ اس گنجے سور سے کہہ دو اب اگر اس نے مارگریٹ کی طرف دیکھا بھی تو میں اس کی کھوپڑی توڑ دوں گا" ـــــ اس مونچھوں والے کی گرجدار آواز سنائی دی اور اس کی آواز سن کر ہال میں موجود لوگ یک لخت خاموش ہو گئے۔

"چھوڑو جرمی۔ آؤ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں" ـــــ اس عورت نے اس مونچھوں والے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"خاموش بیٹھی رہو مارگریٹ۔ جرمی کے سامنے بزدلوں کی سی باتیں مت کیا کرو" ـــــ جرمی نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔ اور مارگریٹ سہم کر خاموش ہو گئی۔

بانٹو خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ دراصل جو زبان جرمی اور مارگریٹ بول رہے تھے اس کی سمجھ میں ہی نہ آ رہی تھی۔ لیکن پھر ویٹر تیزی سے مڑا۔ اور اس کے قریب آنے کی بجائے وہ تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا نوجوان بوکھلائے ہوئے انداز میں کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر اس کے پاس پہنچا۔

"جناب آپ کا کمرہ کھلوا دیا گیا ہے۔ آپ جا کر آرام کر سکتے ہیں" کاؤنٹر مین نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس مارگریٹ کو پہلے میرے کمرے میں پہنچاؤ۔ یہ عورت مجھے پسند آ گئی ہے۔ رقم کی پرواہ مت کرو۔ بانٹو کو جو چیز پسند آ جائے





پھر وہ رقم کی پرواہ نہیں کرتا" ـــــ بانٹو نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہ طوائف نہیں ہے جرمی کی عورت ہے۔ آپ کو میں البم دکھاتا ہوں۔ آپ ان میں سے کوئی پسند کر لیں" ـــــ کاؤنٹر مین نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر پچھلی میز پر جا گرا۔

"چڑیا کے بچے۔ جب میں کہہ رہا ہوں اس کو میرے کمرے میں بھیجو تو تمہیں انکار کی جرأت کیسے ہوئی" ـــــ بانٹو نے گھما کر ہاتھ اس کے سینے پر مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں خود اسے لے جاتا ہوں۔ یہ کیسے نہیں آتی میرے ساتھ۔ ہونہہ۔ جرمی کی عورت" ـــــ بانٹو واقعی غصے سے پھنکارتا ہوا اس میز کی طرف بڑھنے لگا جہاں مارگریٹ اور جرمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس مست ہاتھی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ دونوں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مارگریٹ کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"جج ـــــ جناب۔ یہ جرمی ہے۔ یہاں کا مشہور آدمی ہے جناب۔ باس کا دوست ہے" ـــــ ایک ویٹر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں بانٹو کو سمجھانا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔

"ہوں۔ جب میں نے اس عورت کو پسند کر لیا ہے تو یہ اب میری ہے بس" ـــــ بانٹو نے چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ مارگریٹ والی میز کے

قریب پہنچ گیا۔جرمی خاموش کھڑا اُسے اپنی طرف آتا دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے کا اطمینان بتا رہا تھا کہ وہ خاصا نڈر اور بہادر آدمی ہے۔ ورنہ بانٹو کا قدوقامت۔جسم اور اس کا چہرہ دیکھ کر اچھے اچھے آدمی دہشت زدہ ہو جاتے تھے۔مارگریٹ دہشت زدہ ہو کر جرمی کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

"ہٹو تم آگے سے۔مجھے یہ عورت پسند آگئی ہے"—— بانٹو نے جرمی کے قریب پہنچ کر دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔میرا نام جرمی ہے۔اور یہ میری عورت ہے۔تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم واپس چلے جاؤ"—— جرمی نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

لیکن اُسی لمحے بانٹو کا ہاتھ یکلخت گھوما اور جرمی اس طرح چیختا ہوا اچھل کر وہاں سے چوتھی میز پر جا پڑا جیسے کوئی بچہ گیند کو اچھال دیتا ہے۔اور اس کے اچانک اچھلنے کی وجہ سے اس کے پیچھے چھپی ہوئی مارگریٹ بھی دھکا کھا کر نیچے گر پڑی۔

"ہٹو سامنے سے مچھر کی اولاد"—— بانٹو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے آگے بڑھ کر فرش پر گری مارگریٹ کا بازو پکڑا اور اُسے نہ صرف اس نے ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا بلکہ اسی طرح گھسیٹ کر کاؤنٹر کی طرف لے جانے لگا جیسے وہ غاروں کے دور کا کوئی وحشی ہو جو کسی عورت کو گھسیٹتا ہوا لے جا رہا ہو۔مارگریٹ کی چیخوں سے ہال گونجنے لگا۔ادھر جرمی میز سے ٹکرا کر نیچے گرا تو پھر اٹھ ہی نہ سکا۔بانٹو کا ایک ہی ہاتھ اس





کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔اس کا گال پھٹ گیا تھا۔اور دانت آدھے سے زیادہ نکل کر نیچے جا گرے تھے۔اس کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگا تھا۔وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔بانٹو کی اس بے پناہ طاقت نے ہال میں موجود ہر شخص کو پہلے سے بھی زیادہ دہشت زدہ کر دیا۔کیونکہ وہ سب جرمی کو اچھی طرح جانتے تھے وہ بہترین لڑاکا اور خاصا طاقتور آدمی سمجھا جاتا تھا۔لیکن بانٹو کے جسم میں تو واقعی کئی گینڈوں جیسی طاقت تھی۔کہ اس کا ایک ہی ہاتھ جرمی جیسوں کے لئے مہلک ثابت ہوا تھا۔اور ظاہر ہے اب کسی میں یہ جرأت نہ رہی تھی کہ وہ بانٹو کا راستہ کاٹ سکتا اور ویسے بھی وہ جس طبقے سے تعلق رکھتے تھے وہاں پرائی آگ میں کوئی بھی کودنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔

ابھی بانٹو چیختی چلاتی مارگریٹ کو گھسیٹتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ ہال کا دروازہ کھلا اور پھر ایک دیوقامت حبشی اندر داخل ہوا۔وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور پھر تیزی سے بانٹو کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ بانٹو—— تم۔اور یہاں۔یہ کیا ہو رہا ہے"—— اس دیوقامت حبشی نے بانٹو کی طرف بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو بانٹو اس کی طرف دیکھتے ہوئے یکلخت ٹھٹھک گیا۔اور اس طرح اچانک ٹھٹھکنے کی وجہ سے لاشعوری طور پر اس کی گرفت مارگریٹ کے بازو پر ختم ہو گئی۔دوسرے لمحے مارگریٹ بری طرح چیختی ہوئی واپس دوڑ پڑی۔

"تم—— جوانا—— ماسٹر کلرز کے جوانا۔تم ابھی تک زندہ ہو۔اور

یہاں ہو۔ کیا مطلب" ـــــ بانٹو اس دیو قامت جوانا کو دیکھ کر
اس قدر حیران نظر آ رہا تھا کہ اس نے مڑ کر مارگریٹ کی طرف دیکھنا بھی
گوارا نہ کیا تھا۔

"ہاں ـــ زندہ بھی ہوں اور یہاں بھی ہوں۔ لیکن یہ تم کیا کر رہے
تھے" ـــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ دراصل میں فارغ تھا اور یہ عورت۔ ارے کہاں گئی۔
اوہ بھاگ گئی۔ چلو چھوڑو۔ اب تم سے ہی گپیں چلیں گی۔ آؤ بیٹھو"
بانٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جوانا کا ہاتھ پکڑ کر واپس اپنی
میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی مڑ کر اب مارگریٹ
یا اس بے ہوش جیمی کی طرف نہ دیکھا تھا۔

"میں سمجھ گیا۔ تم اس عورت کو زبردستی اپنے کمرے میں لے جا
رہے تھے۔ لیکن یہ پاکیشیا ہے۔ ایکریمیا نہیں ہے مسٹر بانٹو۔
تمہارا جسم گولیوں سے بھی چھلنی ہو سکتا تھا" ـــ جوانا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"اوہ جوانا۔ یہ تم ہو کہ بانٹو کے سامنے ایسی بات کر سکتے ہو۔
ورنہ اگر یہی بات کسی اور نے کی ہوتی تو اب تک ہڈیاں تڑوا چکا ہوتا"
بانٹو نے اپنی میز کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور
جوانا اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر وہ بھی سامنے والی
کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا منگواؤں تمہارے لئے" ـــ بانٹو نے کرسی پر بیٹھتے
ہی کہا۔



"اپنے لئے جو چاہو منگوالو۔ میں نے شراب پینا چھوڑ دی ہے۔ ویسے
یہاں پاکیشیا میں آئے کیسے" ـــ جوانا نے کہا۔

"شراب چھوڑ چکے ہو۔ اوہ۔ پھر تو تم وہ جوانا نہیں ہو جو ماسٹر کلرز کا
تھا۔ اور جو روزانہ کئی بوتلیں پی جاتا تھا" ـــ بانٹو کے لہجے
میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تم اس بات کو رہنے دو۔ یہ بتاؤ کہ تم یہاں آئے کیسے" ـــ
جوانا نے کہا۔

"ظاہر ہے مشن پر ہی آیا ہوں۔ لیکن مشن اس قدر آسان ہے
کہ میری طبیعت اکتا گئی ہے۔ بس یوں سمجھو۔ شیر کے شکاری
کو جب گیدڑ کا شکار کرنا پڑے تو اس کی جو کیفیت ہو سکتی ہے
وہی اس وقت میری ہے۔ لیکن تم یہاں کیسے۔ میں نے تو سنا تھا
کہ ماسٹر کلرز تنظیم مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے۔ اور تم بھی مر مرا گئے ہو"
بانٹو نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ویٹر کو
گریٹ بلیک ہارس وہسکی کی ایک اور بوتل لانے کے لئے کہا۔

"ماسٹر کلرز تنظیم تو واقعی ختم ہو گئی ہے۔ لیکن جوانا زندہ ہے۔ اور
تمہارے سامنے بیٹھا ہے۔ اس بار تمہارا شکار کون ہے جسے تم
گیدڑ کہہ رہے ہو" ـــ جوانا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایک احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے۔ علی عمران اس کا نام ہے"
بانٹو نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے وہ واقعی کسی انتہائی غیر اہم
آدمی کا نام لے رہا ہو۔ اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔ ویٹر نے اسی
گریٹ بلیک ہارس وہسکی کی ایک بوتل لا کر بانٹو کے سامنے رکھ دی۔

"کیا تم اس سے پہلے ملے ہو؟" ـــ جوانا نے پوچھا۔
"نہیں۔ بس آج فون کیا تھا اُسے۔ وہ احمقوں سی باتیں کر
میں نے اُسے چار بجے تک کا وقت دے دیا ہے۔ بہر حال
یہ میرا مسئلہ ہے۔ تمہارا نہیں۔ تم بتاؤ کہ تم یہاں کیسے ہو۔ اور
سے ہو۔ کیا اب تم اپنے طور پر کام کر رہے ہو" ـــ بانٹو
کھول کر اُسے منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔
"میں ابھی تمہیں ساری تفصیل بتاتا ہوں۔ میں ذرا ایک ضروری
فون کر لوں" ـــ جوانا نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر و
کی طرف بڑھ گیا۔
"مجھے ایک فون کرنا ہے" ـــ جوانا نے کاؤنٹر پر کھڑے
سے کہا۔
"ضرور جناب۔ ویسے آپ کی آمد کی وجہ سے ہمارا ایک
پرابلم حل ہو گیا ہے۔ ورنہ باس مارٹن کے اس مہمان کو سنبھ
تو ہمارے بس سے باہر ہو گیا تھا۔ وہ بے چارہ جرمی تو ایک ہا
کر ہی ٹیں ہو گیا تھا" ـــ کاؤنٹر پر کھڑے آدمی نے جوانا کی طر
ٹیلی فون کھسکاتے ہوئے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ اور
نے سر ہلا دیا۔ ریسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کر
شروع کر دیئے۔ ریسیور اس نے کان کے ساتھ اچھی طرح چپک
تھا تاکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز کاؤنٹر مین کے کا
تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ دانش منزل
کر رہا ہے۔



"ایکسٹو" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز
ئی دی۔
"میں جوانا بول رہا ہوں جناب۔ ماسٹر سے بات کرنی ہے" ـــ
انا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند
حوں بعد عمران کی آواز ابھری۔
"ہیلو جوانا ـــ کیا رپورٹ ہے" ـــ عمران کی آواز سنائی
دی۔
"ماسٹر۔ میں نے اُسے ڈھونڈھ نکالا ہے۔ وہ مارٹن بار میں
موجود ہے۔ میں وہیں سے بول رہا ہوں۔ اب مزید کیا حکم ہے"
جوانا نے پوچھا۔
"اس سے کچھ بات ہوئی۔ کیا یہ وہی آدمی ہے جس کی آواز میں نے
تمہیں سنائی تھی" ـــ عمران نے پوچھا۔
"یس ماسٹر۔ وہی ہے۔ میری اس سے مختصر سی گفتگو ہوئی ہے۔
وہ آپ کے لئے ہی یہاں آیا ہے۔ اس نے آپ کا نام بھی لیا ہے"
جوانا نے جواب دیا۔
"کیا تم اُسے رانا ہاؤس لے آ سکتے ہو یا میں دوسرے ممبرز کو
کہوں کہ وہ اُسے اغوا کر کے لے آئیں۔ میرا مطلب ہے بیہوش
وغیرہ کر کے" ـــ عمران نے کہا۔
"اوہ نہیں ماسٹر۔ وہ میرے ساتھ خود ہی آ جائے گا" ـــ جوانا
نے چونک کر کہا۔

"اور کے —— پھر اُسے وہاں لے جاؤ۔ میں خود وہیں آرہا
تاکہ اس سے میں بھی کچھ گپ شپ لگا لوں۔ ابھی چار بجنے میں
سا وقت پڑا ہے" —— عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی
"ٹھیک ہے ماسٹر" —— جوانا نے بھی مسکراتے ہوئے
دیا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر وہ واپس بانٹو کی طرف مڑ گیا۔ بانٹو
مسلسل شراب نوشی میں مصروف تھا۔ لیکن تیز ترین وہسکی کو اس
طرح خالص پینے کے باوجود اس کے چہرے سے ذرا برابر بھی
معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ شراب پی رہا ہے یا پانی۔
"آؤ بانٹو۔ تمہارے مطلب کی ایک خاص جگہ چلتے ہیں جہاں
عورت سے بھی زیادہ جاندار عورتیں موجود ہیں" —— جوانا نے
اس کے قریب پہنچ کر کہا۔
"اچھا۔ ویری گڈ۔ لیکن میں ساڑھے تین بجے تک وقت دے
سکتا ہوں" —— بانٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ابھی ساڑھے تین میں بڑا وقت پڑا ہے۔ آؤ۔ میں تمہاری
فطرت سمجھتا ہوں۔ اسی لئے تمہارے ذوق کے عین مطابق جگہ
پہ تمہیں لے چلتا ہوں۔ تم یقیناً خوش ہو جاؤ گے" —— جوانا نے
کہا۔ اور بانٹو بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
"تم تو اچھے میزبان ثابت ہو رہے ہو جوانا" —— بانٹو نے ہنستے
ہوئے کہا۔ اس نے خالی بوتل میز پہ رکھ دی تھی اور پھر جوانا کے
ساتھ چلتا ہوا وہ بار سے باہر آ گیا۔
"تم یہاں مستقل رہ رہے ہو۔ یا ہماری طرح کسی مشن پہ آئے ہو۔



ویسے ایک بات ہے۔ میں تو اب تک اس ملک کو انتہائی پس ماندہ سمجھتا
رہا ہوں۔ لیکن یہاں آ کر مجھے محسوس ہوا ہے۔ کہ یہ تو خاصا ترقی یافتہ ملک
ہے" —— بانٹو نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"میں یہاں مستقل رہ رہا ہوں اور ایک آدمی کی ملازمت کر رہا ہوں"
جوانا نے کہا۔
"کیا —— کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ماسٹر کلرز کا جوانا اور
کسی کی ملازمت کرے۔ تم مجھے احمق سمجھتے ہو جوانا۔ کیا میں تمہیں
جانتا نہیں ہوں" —— بانٹو کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔
"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں۔ بہرحال بیٹھو کار میں
وہاں چل کر تفصیل سے باتیں ہوں گی" —— جوانا نے پارکنگ میں
کھڑی لمبی چوڑی اور نئے ماڈل کی مرسیڈیز کا دروازہ کھولتے ہوئے
کہا۔
"یہ تمہاری کار ہے۔ اوہ۔ خاصی شاندار کار ہے" —— بانٹو نے
تحسین آمیز نظروں سے مرسیڈیز کے اس خصوصی ماڈل کو دیکھتے
ہوئے کہا۔ کیونکہ بارہ سلنڈر کی یہ ہیوی کار جوانا نے عمران سے
کہہ کر خصوصی آرڈر پہ بنوائی تھی۔ اور ظاہر ہے۔ جوانا نے اسے اپنی
مرضی سے تیار کرایا تھا۔ کار تو شاندار ہونی ہی تھی۔
"ہاں۔ یہ میری کار ہے" —— جوانا نے سٹیرنگ پہ بیٹھتے ہوئے
کہا۔ اور پھر سائیڈ سیٹ پہ بانٹو کے بیٹھتے ہی اس نے کار کو کمپاؤنڈ
گیٹ کی طرف بڑھا دیا۔
"ویسے میری تمہاری ملاقات کافی عرصے بعد ہو رہی ہے۔ لیکن

ایک بات میں نے محسوس کی ہے کہ تم بہت بدل گئے ہو" ــــ سڑک پر چلتے ہوئے بانٹو نے کہا۔

"وہ کیسے۔ کیا تبدیلی محسوس کی ہے تم نے" ــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے شراب چھوڑ دی ہے۔ یہی تبدیلی یقین نہ آنے والی ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ ہر وقت تمہاری ناک پر جو غصہ دھرا رہتا تھا۔ اور جس کے لئے تم خاص طور پر مشہور تھے۔ وہ غصہ بھی اب مجھے نظر نہیں آرہا۔ کیونکہ جس طرح تم دوسروں کی کاروں کو بچا کر ڈرائیونگ کر رہے ہو۔ پہلے ایسا نہ ہوتا تھا۔ اس وقت تو ناراک کی سڑکوں پر جب جوانا ڈرائیونگ کرتا تھا۔ کئی کاریں الٹ جاتی تھیں" ــــ بانٹو نے کہا اور جوانا کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تمہاری دونوں باتیں درست ہیں۔ اور یہ سب کچھ میرے ماسٹر کی وجہ سے ہوا ہے۔ لیکن یقین کرو ان چھوٹی موٹی تبدیلیوں کے علاوہ میں وہی جوانا ہوں" ــــ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور بانٹو بھی ہنس پڑا۔

"نہیں۔ اب تم وہ جوانا کسی طور پر بھی نہیں لگتے۔ پہلے تم اگر شیر تھے تو اب اگر گیدڑ نہیں تو بھیڑیئے ہو گئے ہو لیکن بہرحال شیر نہیں ہو" ــــ بانٹو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جوانا ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"ہو سکتا ہے۔ وہ موقعہ آجائے جب تمہیں اپنی رائے ایک بار پھر تبدیل کرنی پڑے" ــــ جوانا نے کہا۔ اور بانٹو اس کی بات



پر چونک پڑا۔

"کیا مطلب ــــ کیا کہنا چاہتے ہو تم" ــــ بانٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا" ــــ جوانا نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار رانا ہاؤس کے شاندار اور بڑے پھاٹک کے سامنے موڑ کر روک دی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔

"اوہ۔ بڑی شاندار عمارت ہے۔ کس کی ہے" ــــ بانٹو نے پھاٹک اور قلعہ نما چار دیواری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ماسٹر کی ہے" ــــ جوانا نے کہا۔ اسی لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف کا چہرہ ایک لمحے کے لئے نظر آیا پھر غائب ہو گیا۔ جلد ہی پھاٹک کھل گیا۔ اور جوانا کار اندر لے گیا۔ بانٹو اب اندرونی حصے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تحسین کے آثار نمایاں تھے۔

"واہ۔ واقعی انتہائی شاندار عمارت ہے" ــــ بانٹو کے منہ سے نکلا۔

جوانا نے کار وسیع و عریض پورچ میں روک دی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ بانٹو بھی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے جوزف بھی وہاں پہنچ گیا۔ لیکن اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ ایسے جیسے وہ اپنے کسی عزیز کو دفنا کر آرہا ہو۔

"یہ میرا ساتھی ہے جوزف۔ اور جوزف یہ ایکریمیا کی پیشہ ور قا
کی تنظیم سپر ٹاپ کا چیف ہے" ــــ جوانا نے باقاعدہ جوزف او

بانٹو کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ لیکن
جان بوجھ کر اس کا نام نہ لیا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے فون پر عمران اور
کی گفتگو سن چکا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ بانٹو کا نام سنتے ہی جوزف
پڑے گا۔ اور وہ عمران کے آنے سے پہلے بانٹو کو چونکانا نہ چاہتا
"ہو گا" ــــ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز
اٹھاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔
"یہ تمہارا ساتھی نہ ہوتا تو میں اب تک اس کی گردن توڑ چکا ہوتا"
بانٹو نے دانت پیستے ہوئے کہا اُسے شاید جوزف کا لاتعلقی
کھل گیا تھا۔ اور جوانا ہنس پڑا۔
"مسٹر بانٹو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ ایکریمیا نہیں
پاکیشیا ہے۔ جس کی تم گردن توڑنے کی بات کر رہے ہو۔ ا
کا سامنا کرنے سے جنگل کے مست ہاتھی اور خوف ناک گینڈ
بھی گھبراتے ہیں" ــــ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"سنو جوانا۔ ایک پرانے پیشہ ور ساتھی ہونے کی وجہ سے
میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ لیکن تم بار بار بانٹو کی توہین کر رہے
آئندہ احتیاط کرنا۔ یہ میری لاسٹ وارننگ ہے۔ اور یہ بھی
دوں کہ اب وہ وقت نہیں رہا۔ جب سپر ٹاپ ماسٹر کلرز سے
چھوٹی تنظیم تھی۔ اب سپر ٹاپ واقعی سپر ٹاپ ہے اور بانٹو پہلے
سپر ٹاپ کا صرف ایک رکن تھا۔ لیکن اب وہ اس کا چیف ہے۔
سمجھے" ــــ بانٹو نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور جوانا ایک بار
پھر ہنس پڑا۔



"تم تھوڑا صبر کر لو مسٹر بانٹو۔ تمہیں خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ
میں درست کہہ رہا ہوں یا غلط۔ آؤ۔ ادھر کمرے میں بیٹھتے ہیں" ــــ
جوانا نے کہا اور بانٹو کو ساتھ لئے بڑے ہال کی طرف بڑھنے لگا۔
"وہ عورتیں کہاں ہیں" ــــ بانٹو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا۔
"وہ بھی آ جائیں گی" ــــ جوانا نے کہا۔ اور پھر بڑے ہال میں
آ گیا۔ جہاں ایک کونے میں صرف دو صوفے رکھے ہوئے تھے۔
باقی ہال خالی تھا۔ یہ ہال جوانا اور جوزف نے اپنی ورزش کے لئے
خالی رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ہی یہاں روزانہ باقاعدگی سے
اپنی اپنی مخصوص ورزشیں کرتے رہتے تھے تاکہ اپنے آپ کو جسمانی
لحاظ سے فٹ رکھ سکیں۔ ایک کونے میں ورزش کا مخصوص سامان
بھی موجود تھا۔ جدید قسم کا سامان۔ جو جوانا کی فرمائش پر عمران نے
خاص طور پر امپورٹ کرا کر انہیں دیا تھا۔
"آؤ بیٹھو" ــــ جوانا نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔ اور بانٹو برا سا منہ بناتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔
"تمہارا دوست کیا پیئے گا جوانا" ــــ اُسی لمحے جوزف نے
ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
"یہ تو شراب پینے کا عادی ہے" ــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں لا دیتا ہوں" ــــ جوزف نے کہا اور واپس
مڑ گیا۔

"یہ کچھ اکھڑا اکھڑا سا رہنے والا آدمی ہے۔ کون ہے یہ۔ اس کا تفصیلی تعارف تو کراؤ"۔۔۔ بانٹو نے کہا۔

"ماسٹر نے اسے سزا دی ہے۔ اور آج کے لئے اس کا کوٹہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے یہ اکھڑا اکھڑا سا نظر آ رہا ہے"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"کوٹا۔۔۔ کس چیز کا کوٹا"۔۔۔ بانٹو نے چونک کر پوچھا۔

"شراب کا۔۔۔ چھ بوتلیں روزانہ کا کوٹہ ہے"۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ کیا یہ بھی اُسی کا ملازم ہے جس کے تم ملازم ہو"۔۔۔ بانٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"کون ہے وہ۔ جس کے تم جیسے لوگ بھی ملازم ہو گئے ہیں۔ کیا کوئی بہت بڑا لارڈ ہے"۔۔۔ بانٹو نے کہا۔

"اس کا نام علی عمران ہے۔ وہی علی عمران جسے قتل کرنے کے لئے تم یہاں آئے ہو"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔ تو بانٹو اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم"۔۔۔ بانٹو کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ ماسٹر ابھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ وہ تم سے خود ہی اپنا تعارف کرا دے گا"۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل تھی۔ اس نے شراب کی بوتل صوفوں کے درمیان موجود میز پر رکھی اور واپس مڑ گیا۔



"اوہ۔ تو تم اس کے کہنے پر مجھے یہاں لے آئے ہو۔ لیکن وہ مجھے کیسے جانتا ہے"۔۔۔ بانٹو نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن اس نے شراب کی بوتل کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

"تم نے جب اُسے فون کر کے اپنا نام بتا دیا تو پھر اس کے نہ جاننے کا کیا مطلب۔ اُسے اتنا معلوم تھا کہ تم پیشہ ور قاتل ہو۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں تلاش کروں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم شراب کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ میں نے بڑی بڑی بارز میں چیکنگ کرنی شروع کر دیں اور تیسری بار میں تم سے ملاقات ہو گئی"۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم دوست نہیں بلکہ دشمن بن کر مجھے یہاں لائے ہو"۔۔۔ بانٹو کے لہجے میں بے پناہ تلخی عود کر آئی تھی۔

"جب تک ماسٹر نہیں آجاتا تم دوست ہو۔ لیکن اس کے بعد میرے تمہارے درمیان تعلقات کی نوعیت کیا بنتی ہے۔ اس کا انحصار ماسٹر کے موڈ پر ہے۔ ویسے فکر نہ کرو۔ وہ بڑا اعلیٰ ظرف انسان ہے۔ تمہیں اندھیرے میں رکھ کر کوئی کارروائی نہ کرے گا۔ تمہارے دل کی حسرت نکالنے کا تمہیں پورا پورا موقعہ مہیا کرے گا"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بانٹو کوئی جواب دیتا۔ بڑے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

بانٹو نے چونک کر اُسے دیکھا۔ اور پھر پہلی ہی نظر میں وہ پہچان گیا کہ
آنے والا عمران ہے۔ کیونکہ وہ فائل میں اس کا فوٹو دیکھ چکا تھا۔
"واہ۔ خوب گپیں لگ رہی ہیں پیشہ ور بھائیوں میں۔ خاطر مدارت
بھی کی جا رہی ہے۔ بہت خوب" ـــــ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے
بڑی خوش مزاجی سے کہا۔ اور بانٹو کا جو اسے دیکھتے ہی اچھل کر کھڑا ہو
گیا تھا چہرہ رنگ بدلنے لگا۔
"میرا نام علی عمران ہے مسٹر بانٹو۔ میں نے سوچا کہ تم مستحقین میں
خیرات بانٹنے کے لئے خیرات کی وصولی کے لئے کہاں کہاں دھکے کھاتے
پھرو گے۔ چنانچہ میں نے تمہیں یہاں بلوا لیا۔ بولو کتنی خیرات بانٹنے کا
پروگرام ہے تمہارا" ـــــ عمران نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے
کہا۔
"میں نے تمہیں چار بجے کا وقت دے کر واقعی غلطی کی تھی۔ لیکن
اب میں یہ غلطی واپس لے رہا ہوں" ـــــ بانٹو نے کرخت لہجے
میں کہا۔
"واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بانٹنے کے بعد واپس بھی لے لیتے
ہو۔ پھر تو تمہارا نام بانٹو اور واپس لو ہونا چاہیئے۔ بہرحال بیٹھو۔ میں
نے دراصل تمہیں یہاں چند باتوں کے لئے بلوایا ہے۔ میرے پاس
وقت نہیں تھا۔ ورنہ یہ باتیں چار بجے کے بعد بھی ہو سکتی تھیں۔ اگر
تم نے سچ سچ جواب دے دیا تو میرا وعدہ کہ تمہیں تمہاری ان ہڈیوں
سمیت واپس پہنچوا دوں گا۔ اس کے بعد جب چار بج جائیں تو تم جو
جی چاہے کرتے رہنا" ـــــ عمران کا لہجہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔



"پہلے میری بات سن لو۔ میرا نام بانٹو ہے۔ اور اگر تمہیں یہ خوش فہمی
ہے کہ جوانا یا وہ تمہارا ساتھی جوزف مل کر بھی مجھے تمہیں قتل کرنے سے
روک سکتے ہیں تو یہ خوش فہمی دل سے نکال دو۔ میں جس وقت چاہوں
تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا" ـــــ بانٹو نے کرخت لہجے
میں کہا۔
"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور میں تمہیں پورا پورا
موقع بھی دوں گا کہ تم اپنی حسرت پوری کر لو۔ اور یہ بھی وعدہ کہ جوانا اور
جوزف اس وقت تک حرکت میں نہیں آئیں گے جب تک تم اپنی
حسرت پوری نہیں کر لیتے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم میرے سوالوں کا
درست جواب دے دو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــــ بانٹو نے تیز لہجے میں پوچھا۔
"واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ـــــ عمران نے بڑے سادہ
سے لہجے میں پوچھا اور بانٹو اس کے پہلے سوال پر ہی بے اختیار اچھل
پڑا۔
"واٹر پاور ـــ کون واٹر پاور" ـــــ بانٹو نے بمشکل اپنے
آپ کو کنٹرول میں کرتے ہوئے کہا۔
"تم پہلے سوال پر ہی معاہدے سے منحرف ہونے لگ گئے ہو" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران بجلی کی سی
تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا اور بانٹو کے ہاتھ سے نکلنے والا
انتہائی باریک دھار کا استرا نما ہتھیار واقعی اس کی گردن سے بالکل
قریب سے نکل کر ایک جھٹکے سے پیچھے فرش پر جا گرا۔ ابھی جھٹکے

کی آواز گونجی ہی تھی کہ بانٹو واقعی پارے کی طرح تڑپا۔ اور پھر کمرہ پ
کی فائرنگ سے گونجنے لگا۔ بانٹو نے پتلون کی سائیڈ جیب سے
پھرتی سے پستول نکالا تھا اس قدر پھرتی واقعی قابل دید تھی۔ لیکن ع
کے قدم ہی زمین سے نہ لگ رہے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
وہ فضا میں معلق ہو کر راک اینڈ رول ڈانس کر رہا ہو۔ چند لمحوں بعد
ٹھک کی آواز پستول سے نکلی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے قدم
بھی زمین پر ٹک گئے۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان اور سکون
جیسے وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلا ہو۔ بانٹو کا چہرہ انتہائی
سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھ ر
تھا جیسے اُسے عمران کی جگہ کوئی بھوت نظر آ رہا ہو۔

"بس یا کوئی اور حربہ بھی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں پو
پورا موقع دوں گا۔ اور دیکھ لو۔ جوانا بھی خاموش کھڑا ہے اور تمہار
پیچھے جوزف بھی ہاتھ میں مشین گن ہونے کے باوجود صبر کئے کھڑا
ویسے بھی آج جوزف کے صبر کا دن ہے" ___ عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"تت ___ تت ___ تم کس طرح بچ گئے۔ مم ___ مم ___ میر
مطلب ہے میرے نشانے سے۔ میرا نشانہ تو آج تک خطا نہیں
ہوا" ___ بانٹو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں بُری طرح ہکلا
ہوئے کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرے سوالوں کے جواب صحیح دے
دو۔ میں اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں کہ تمہیں تمہاری ہڈیوں





سمیت واپس بھجوا دوں گا" ___ عمران کا لہجہ یک لخت بے حد سرد
ہو گیا۔

بانٹو چند لمحے ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا بڑی زہریلی نظروں سے
عمران کو دیکھتا رہا۔ اور پھر یک لخت اس نے بڑے خوفناک اور
وحشیانہ انداز میں چیخ ماری اور بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر عمران پر حملہ آور
ہو گیا۔ یہ چیخ اس نے عمران کے اعصاب کو منجمد کرنے کے لئے ماری
تھی۔ لیکن عمران پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے نہ صرف ایک طرف
ہٹا بلکہ ساتھ ہی اس کی ایک لات بھی گھومی اور دوسرے لمحے بانٹو
پشت پر ضرب کھا کر دوڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس
نے اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے کے لئے ہاتھ آگے کر لئے تھے۔
اس لئے اس کا چہرہ پچکنے سے بچ گیا تھا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی وہ بجلی
کی سی تیزی سے گھوما۔ اور پھر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اب
اس کے چہرے کے عضلات غصے کی شدت سے بُری طرح پھڑکنے
لگے تھے۔ اور آنکھوں سے حقیقی معنوں میں شعلے نکل رہے تھے۔
وہ واقعی فطری طور پر ایک پیشہ ور قاتل تھا۔ کہ ان حالات میں پیچھے
ہٹنے کی بجائے وہ ہر صورت میں اپنا مشن مکمل کرنا چاہتا تھا۔

"ماسٹر۔ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا" ___ جوانا جو اب تک
ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ یک لخت بول پڑا۔

"باس ___ مم ___ مم ___ میری سزا اگر معاف کر دیں تو ....."
جوزف نے بھی اُسی لمحے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔ وہ
دروازے کے پاس مشین گن پکڑے کھڑا تھا۔ وہ فائرنگ کی آواز

سن کر اندر آیا تھا۔

"نہیں —— یہ میرا شکار ہے جوزف" —— جوانا نے تیز لہجے میں جوزف کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"بھئی آپس میں کیوں لڑتے ہو۔ اپنی اپنی لڑائی بانٹ لو۔ جوزف اس بانٹو کو بے بس کر کے کرسی پر باندھے گا۔ اور اس کی سزا معاف اور تم اس سے میرے سوالات کے صحیح جوابات حاصل کرنا۔ اور میں اس دوران ذرا آرام کر لوں گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ تمہارے پالتو کتے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم میری توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلے ثابت ہوئے ہو۔ لیکن میرا نام بانٹو ہے۔ بانٹو" —— بانٹو جو اس دوران خاموش کھڑا تھا یک لخت بول اٹھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا یکلخت ہال مشین گن کی فائرنگ سے گونج اٹھا۔ اور بانٹو کے حلق سے تیز چیخ نکلی۔ اور وہ اس طرح پچھلی دیوار سے جا لگا جیسے کسی نے اُسے دیوار کے ساتھ کیل سے ٹھونک دیا ہو۔ گولیاں تڑاتڑ اس کے جسم کے دونوں اطراف میں اس طرح دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہی تھیں کہ جیسے شعبدہ باز سٹیج پر کھیل دکھاتے ہوئے کسی لڑکی کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور پھر اس کے دونوں اطراف میں خنجر اس کے جسم کے قریب دیوار میں گڑ جاتے ہیں اور لڑکی کے جسم کو خراش تک نہیں آتی۔ جوزف کا نشانہ واقعی قابل داد تھا کہ مشین گن انتہائی تیز رفتاری سے اور مسلسل گولیاں اگل رہی تھی۔ لیکن ایک گولی بھی



بانٹو کے جسم سے نہ چھو رہی تھی۔ اور اس کے دونوں اطراف میں دیوار پر گولیوں کے نشانات اس طرح پڑتے جا رہے تھے جیسے کوئی مصور دیوار پر بانٹو کے جسم کا خاکہ بنا رہا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ جوزف قدم بڑھاتا آگے بھی بڑھتا آ رہا تھا۔ جوزف کے اس انتہائی بے خطا نشانے پر عمران کے لبوں پر تو تحسین آمیز مسکراہٹ رینگنے لگی تھی لیکن جوانا کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ کم از کم وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ کوئی آدمی چلتے چلتے خاص طور پر مشین گن سے اس طرح کا کارنامہ سرانجام دے سکتا ہے۔ بانٹو کے چہرے پر بے پناہ خوف کے تاثرات تھے۔ اور وہ دیوار سے اس طرح چپکا بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ کہ جیسے وہ انسان کی بجائے واقعی کوئی تصویر ہو۔ بانٹو سے چار قدم کے فاصلے پر پہنچ کر جوزف نے یک لخت ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور پھر مشین گن بڑی بے نیازی سے ایک طرف اچھال دی۔

"میں نے سوچا کہیں تم بھاگ نہ جاؤ۔ اور میرا آج کا کوٹا اسی طرح بند رہے۔ اس لئے میں نے ایسا کیا ہے۔ آؤ اب آگے تاکہ میں دیکھ سکوں کہ تمہاری گندی زبان اور کتنی دیر حرکت کر سکتی ہے" —— جوزف نے مشین گن ایک طرف اچھالتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن جوزف۔ تم نے اپنی سزا اس مظاہرے سے ہی معاف کرا لی ہے" —— عمران نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ باس" —— جوزف نے مڑے بغیر کہا۔ لیکن اس کے

ساتھ ہی وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹا۔ اور جیسے عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اس طرح اس نے میز پر پڑی ہوئی شراب کی وہ بوتل اٹھا لی جو وہ بانٹو کے لئے لایا تھا۔ اور ابھی تک ویسے ہی بند میز پر پڑی تھی اور پھر اُسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر دانتوں سے کھولنے لگا۔ ظاہر ہے یہ موقع بانٹو جیسے پھرتیلے آدمی کے لئے کافی تھا۔ اس نے یک لخت اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ اور واقعی بھاری بھر کم جسم رکھنے کے باوجود وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا جوزف کی طرف آیا۔ اور اس نے پوری قوت سے اس کے سینے پر فلائنگ کک مارنی چاہی لیکن جوزف اُسی طرح ڈھکن کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹ گیا اور بانٹو جوزف کے اس طرح پیچھے ہٹ جانے کی وجہ سے کولہوں کے بل ایک دھماکے سے فرش پر گرا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر جوزف پر آیا۔ مگر جوزف کا وہ بازو جو خالی تھا یک لخت گھوما اور بانٹو چہرے پر زوردار پنچ کھا کر چیختا ہوا سائیڈ کی میز پر جا گرا۔ جس کی دوسری طرف جوانا ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ بانٹو کے اس طرح گرنے سے میز کڑ کڑا کر ٹوٹ گئی۔ جب کہ جوزف پنچ لگا کر اس طرح اطمینان سے بوتل میں سے ایک لمبا گھونٹ لینے لگا۔ جیسے صدیوں کے پیاسے کو اچانک بہت سا پانی میسر آ گیا ہو۔

بانٹو میز سمیت نیچے گرا تھا۔ لیکن پھر اس نے اٹھنے میں بھی دیر نہ لگائی اور ساتھ ہی اس نے ٹوٹی ہوئی میز کا پایہ جو کہ ہاکی کی طرح بن گیا تھا ہاتھ میں اٹھا لیا تھا۔



"میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا کالے ریچھ"۔۔۔۔ بانٹو نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ لیکن جوزف اُسی طرح لمبے لمبے گھونٹ لینے میں مصروف رہا جیسے بانٹو نے یہ بات کسی اور کے متعلق کی ہو۔ دوسرے لمحے بانٹو نے ایک بار پھر وحشیانہ انداز میں چیختے ہوئے میز کے پائے کو خوف ناک انداز میں گھما کر جوزف پر حملہ کر دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ پایہ جوزف کے کاندھے پر پڑتا۔ جوزف نے یک لخت اچھل کر اپنی طرف آتے ہوئے بانٹو کے سینے پر اس طرح فلائنگ کک جما دی۔ کہ فلائنگ کک مارنے کے لئے اچھلتے وقت بھی بوتل اس کے منہ سے لگی ہوئی تھی۔ اور ساتھ ہی اس کا جسم کک لگا کر فضا میں ہی لٹو کی طرح گھوما اور جوزف کے قدم جیسے ہی زمین پر پڑے وہ ایک بار پھر پھرکی کی طرح گھوم کر سیدھا ہو گیا۔ اچھل کر حملہ کرتا ہوا بانٹو زوردار فلائنگ کک کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا ٹوٹی ہوئی میز پر ایک زوردار دھماکے سے گرا۔ اور نیچے گرتے ہی وہ پلٹ کر فرش پر اوندھا ہوا۔ تو اس کا جسم اٹھنے کے لئے اکٹھا ہوا ہی تھا کہ جوزف ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس بار اس کے دونوں پیر اکٹھے ہی الٹ کر اکٹھے ہوتے ہوئے بانٹو کی کمر پر پوری قوت سے پڑے اور اوپر کو اٹھتا ہوا بانٹو خوف ناک انداز میں چیختا ہوا دھماکے سے دوبارہ منہ کے بل فرش سے جا لگا۔ جوزف تو بجلی بنا ہوا تھا۔ دونوں پیر بانٹو کی کمر پر مار کر وہ یک لخت فضا میں اچھلا اور جب تک بانٹو کا جسم دھماکے سے فرش سے ٹکراتا جوزف ایک بار پھر اس کی پشت پر دونوں پیر جوڑ کر کود چکا تھا۔ اور بانٹو کے حلق سے ایک بار پھر خوف ناک چیخ نکلی لیکن جوزف نے تیسری بار فضا میں اچھل کر

اس کی پشت پر ضرب لگائی اور پھر فضا میں اچھل گیا۔ اس کا انداز بالکل یوں تھا جیسے گیند کو اگر فرش پر مارا جائے تو وہ بار بار اچھل اچھل فرش سے ٹکراتی رہتی ہے۔ بوتل البتہ اس دوران مسلسل جوزف کے منہ سے لگی ہوئی تھی۔ تین بار ضربیں لگانے کے بعد جوزف اچھل کر ایک طرف فرش پر کھڑا ہوا اور پھر اس نے بوتل کو چھت کی طرف سے اٹھا کر آخری گھونٹ بھرا اور بوتل ایک طرف اچھال دی۔

"ہاں اب بات ہوئی۔ اٹھو بانٹو۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے مجھے پالتو کتا کیسے کہا تھا"۔۔۔ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ پوری بوتل پی جانے کے بعد اب اس کے چہرے پر سرخی اور جوش کے آثار نمودار ہوئے تھے اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ اب صحیح معنوں میں لڑنے کے موڈ میں آیا ہے۔ لیکن بانٹو اب فرش پر اوندھے منہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اور ایک طرف کھڑا عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ جوانا واقعی حیرت سے آنکھیں پھاڑے کبھی فرش پر اوندھے منہ پڑے بانٹو کو دیکھتا اور کبھی ایک طرف کھڑے جوزف کو۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ جوزف نے ہی اس بے پناہ طاقتور بانٹو کو اس طرح بوتل پیتے پیتے بے بس کر دیا ہے۔

"بس تمہاری ٹرن ختم۔ اور سنو۔ مزید ایک روز کا کوٹا بند۔ تم نے میز تڑوا دی ہے۔ اب باقی صوفے بھی تڑوانے ہیں"۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ باس۔ میں تو موڈ بنا رہا تھا لڑنے کا۔ یہ خود ہی میز پر جا گرا۔ باس۔ پلیز رحم کرو۔ معاف کر دو"۔۔۔ جوزف





ایک روز کے کوٹے کی مزید بندش سن کر بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"ساتھ ایک سو ڈنڈ بھی۔ چلو شروع ہو جاؤ"۔۔۔ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے فرش پر اوندھے پڑے ہوئے بانٹو کو اٹھا کر ایک صوفے پر اس طرح پٹخ دیا جیسے بانٹو گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔ بانٹو کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے منہ اور ناک سے خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ آدھی سے زیادہ ناک پچک گئی تھی اور چہرے پر بھی رگڑ کے نشانات موجود تھے۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ باس۔ ٹھیک ہے باس۔ میں احتجاج نہیں کر رہا باس"۔۔۔ جوزف نے بات کرتے کرتے یک لخت لہجہ بدل دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈنڈ نکالنے شروع کر دیئے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ احتجاج کرتے ہی سزا ڈبل ہو جاتی ہے۔

"اب تم شروع ہو جاؤ جوانا۔ اور سنو۔ پہلے ہی وقت کافی ضائع ہو گیا ہے۔ اس لئے وقت کا خیال رکھنا"۔۔۔ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے مڑ کر بھی جوزف کی طرف نہ دیکھا تھا جو مسلسل ڈنڈ نکالنے میں مصروف تھا۔

"یس باس"۔۔۔ جوانا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ ایک کے بعد دوسرا زوردار تھپڑ بے ہوش بانٹو کے چہرے پر پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور آنکھیں کھلتے ہی بانٹو کے حلق سے کراہ نما چیخ نکلی۔ جوانا کا بازو ایک بار پھر گھوما اور بانٹو کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور

عمران اس کی بے پناہ قوت برداشت پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

" کتنے ہو گئے ہیں " —— عمران نے مڑ کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" چالیس باس " —— جوزف نے اُسی طرح ڈنڈ نکالتے ہوئے کہا۔

" بس —— باقی معاف۔ بانٹو کے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہونے سے مجھے احساس ہوا ہے کہ تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس لئے تمہاری سزا بھی معاف اور آج کا کوٹا بھی ڈبل " —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ گریٹ باس۔ یو آر گریٹ باس " —— جوزف نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرح دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بھاگ پڑا جیسے ایک لمحہ بھی مزید کمرے میں رہ گیا تو چھت اس کے سر پر آ گرے گی۔

" سنو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ باس کے سوالوں کے جواب دے دو " —— جوانا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ بانٹو کے سامنے کھڑا اُسے بڑے زہریلے انداز میں دیکھ رہا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں " —— بانٹو نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد قدرے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا اور واپس دھم سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح صوفے سے اچھلا جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اور جوانا چیختا ہوا اچھل کر اپنے پیچھے پڑے ہوئے صوفے پر گرا۔ اور پھر صوفے سمیت الٹ کر فرش پر جا گرا۔ بانٹو نے واقعی اُسے انتہائی ذہانت سے ڈاج دیا تھا۔ کہ جوانا کے تنے ہوئے



اعصاب حامی بھر کر ڈھیلے کئے اور پھر اچھل کر گینڈے کی طرح اس کے پیٹ پر زوردار لات جما دی۔ اور اس طرح وہ جوانا کو چیخنے اور نیچے گرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جوانا کے اس طرح صوفے پر اور پھر صوفے سمیت فرش پر گرتے ہی بانٹو یکلخت اچھل کر دروازے کی طرف دوڑا لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر جا گرا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے ٹانگ آگے بڑھا دی تھی۔

" مجھے اب تمہارے لئے بھی کوئی نہ کوئی سزا تجویز کرنی پڑے گی " عمران نے غصیلے لہجے میں جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو قلابازی کھا کر اب سیدھا کھڑا ہو رہا تھا۔ ادھر بانٹو بھی نیچے گرتے ہی یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ سیدھا ہوا جوانا کے ہاتھ حرکت میں آئے۔ اور بانٹو اس بار اس کے ہاتھوں پر اٹھا ایک لمحے کے لئے نظر آیا دوسرے لمحے وہ خوفناک انداز میں چیختا ہوا سائیڈ کی دیوار سے زوردار دھاکے سے پشت کے بل جا ٹکرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی جوانا بھی دوڑا۔ اور جب تک بانٹو دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتا۔ جوانا اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اور اس نے بانٹو کی گردن پکڑ کر یکلخت اُسے پوری قوت سے مقابل دیوار کی طرف اچھال دیا۔ لیکن اس بار بانٹو ہوا میں ہی گھوما اور پھر اس کی زوردار فلائنگ کک مڑ کر آتے ہوئے جوانا کے سینے پر پوری قوت سے پڑی۔ لیکن جوانا ضرب کھا کر ایک قدم پیچھے تو ضرور ہٹا لیکن ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھے اور فلائنگ کک مار کر قلابازی کھاتے ہوئے بانٹو کی دونوں ٹانگیں جوانا کے ہاتھوں میں

نظر آئیں اور ساتھ ہی بانٹو کا سر جھکولا کھاتا ہوا جوانا کی دونوں پنڈلیوں
کے درمیان پہنچ گیا۔ جوانا نے دونوں ہاتھ یک لخت اوپر کو اٹھا رکھے
تھے۔ اس لئے بانٹو کا جسم خود بخود اس کی پنڈلیوں کے درمیان سل
پہنچ گیا تھا۔ بانٹو نے بے اختیار دونوں ہاتھ زمین پر لگائے اور اس
کے ساتھ ہی جوانا یک لخت ____ اس کے جسم کو مخصوص انداز
جھٹکا دیتے ہوئے دو قدم پیچھے کی طرف ہٹا۔ اور پھر یک لخت ا
جسم سمیت آگے کی طرف اس طرح گرتا گیا جیسے کسی نے اس کی پشت
پر لات جما دی ہو۔ اور پھر کمرہ ہڈیوں کے کڑاکے اور بانٹو کے حلق
سے نکلنے والی خوف ناک چیخ سے بیک وقت گونج اٹھا۔ نیچے گ
ہوا جوانا ایک جھٹکے سے پیچھے کو اٹھتا گیا۔ اب وہ بانٹو کی ٹانگیں چھوڑ
چکا تھا۔ اور پیچھے ہٹتے ہی وہ جیسے ہی اچھل کر ایک طرف کو ہٹا با
کا قوس کی طرح گھوما ہوا جسم ایک دھماکے سے فرش پر گر کر سیدھا
گیا۔ بانٹو کی آنکھیں ایک بار پھر بند ہو چکی تھیں۔ اور چہرہ تکلیف کی
شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ جوانا نے انتہائی مہارت سے
کراس کریمپ کا داؤ لگا کر اس کی پوری ریڑھ کی ہڈی ہی توڑ ڈالی تھی
اور اب بانٹو حقیر کیچوے کی طرح فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا
" تم نے اچھے انداز میں داؤ لگا کر میرا کچھ غصہ تو ٹھنڈا کر دیا ہے لیکن
جب تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں
تم بس اس سے لڑے چلے جا رہے ہو۔ کیا تمہیں وقت کا احساس
نہیں ہے" ____ عمران کے لہجے میں غصیلا پن نمایاں تھا۔
" ماسٹر۔ یہ خوف ناک لڑاکا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جب تک



اسے مکمل طور پر بے بس نہ کر دیا جائے گا اس وقت تک اس سے
کچھ حاصل نہ ہو سکے گا" ____ جوانا نے قدرے سہمے ہوئے لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" تم اسے خوف ناک لڑاکا کہہ رہے ہو۔ جسے جوزف نے بوتل پیتے
پیتے بیکار کر دیا تھا۔ چلو سر کے بل ایک گھنٹے تک الٹے کھڑے
ہو جاؤ۔ میں تمہیں کم سے کم یہی سزا دے سکتا ہوں۔ ورنہ جی تو چاہ
رہا تھا کہ تمہیں سکول کے بچوں کی طرح مرغا بنا دیتا" ____ عمران کو
واقعی جوانا پر پہلی بار غصہ آ گیا تھا۔
" یس ماسٹر" ____ جوانا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ
ایک سائیڈ پر ہٹا۔ اور دوسرے لمحے وہ سر کے بل فرش پر الٹا کھڑا
ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے نجانے وہ
اپنے آپ پر کس قدر جبر کر کے عمران کے حکم کی تعمیل کر رہا ہو۔ اسی
لمحے جوزف دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ اور پھر وہ دروازے میں ہی
ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی نظریں جوانا پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے
پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔
" گگ ____ گگ ____ کیا ہوا باس۔ جوانا کو کیا ہوا" ____ جوزف
کے لہجے میں بھی بے پناہ حیرت تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے اس نے
کبھی جوانا کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا۔
" وقت ضائع کرنے کی سزا بھگت رہا ہے۔ ادھر آؤ اور بانٹو کو
اٹھا کر صوفے پر ڈالو۔ میں اب خود اس کے حلق سے جواب اگلواؤں" ____
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جوزف تیزی سے آگے بڑھا۔

اور پھر اس نے جھک کر بانٹو کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اُسے ایک جھٹکے
سے اٹھایا۔ اور اُسی طرح اٹھائے اُسے اس صوفے پر جا کر ڈال دیا۔
ابھی سیدھا پڑا ہوا تھا۔

"بب ـــ بب ـــ باس۔ جوانا کو معاف کر دو۔ اس کی جگہ مجھے
سزا دے دو۔ میں بھگت لوں گا" ـــ جوزف نے پیچھے ہٹتے ہوئے
منت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ـــ وجہ" ـــ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے
میں پوچھا۔

"باس۔ میں جوانا کو چھوٹا بھائی بنا چکا ہوں" ـــ جوزف نے ایسے
لہجے میں کہا۔ جیسے چھوٹا بھائی بنانا کوئی بہت بڑا کارنامہ ہو۔ اور عمران
اس کے انداز پر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے جوانا۔ سیدھے ہو جاؤ۔ اور سنو۔ اگر میرے ساتھ
رہنا ہے تو اپنے آپ کو ہر لحاظ سے ایڈجسٹ رکھا کرو۔ جب میں
کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے
تو تم اسے رودرک کراس لگا کر بے بس نہ کر سکتے تھے۔ کیا ضرورت تھی
اس سے باقاعدہ لڑنے کی۔ کیا میں نے ٹکٹ لگا رکھا تھا کہ تماشائی
کو زیادہ سے زیادہ تماشہ دیکھنے کو ملے" ـــ عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رودرک کراس ـــ اوہ ماسٹر۔ آئی۔ ایم۔ ویری سوری۔ مجھے
اس کا خیال نہیں آیا تھا۔ آئی۔ ایم۔ ریئلی سوری" ـــ جوانا کے
چہرے پر شرمندگی کے واضح تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ اچھل کر





سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔

"آئندہ محتاط رہا کرو۔ تمہیں میں نے اس لئے بھی ٹاپ کے داؤ
سکھائے ہیں کہ تم ضرورت کے مطابق انہیں استعمال کر سکو" ـــ
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے
بانٹو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنی انگلیاں اس کے نتھنوں میں
ڈالیں اور ایک زوردار جھٹکے سے ہاتھ کو اوپر کی طرف اٹھا دیا۔
دوسرے لمحے بانٹو کو نہ صرف ہوش آ گیا بلکہ اس کی روح فرسا چیخ
سے کمرہ گونج اٹھا۔ بانٹو کے دونوں نتھنے چر گئے تھے۔ اور ان میں سے
نکلنے والے خون کے ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے لوتھڑے بھی نکلنے لگے۔
بانٹو کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اور وہ بُری طرح صوفے پر سر پٹخنے لگا تھا۔
کیونکہ سوائے سر کے اس کے پورے جسم کے اعصاب بُری طرح
مفلوج ہو چکے تھے۔ عمران نے ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور
دوسرے ہاتھ کی انگلی ہک کی طرح موڑ کر اس نے انگلی کا مڑا ہوا حصہ
اس کی پیشانی کے عین درمیان آہستہ سے مارا۔ تو بانٹو کا چہرہ یک لخت
اور بھی زیادہ مسخ ہوتا گیا وہ اسی طرح اکھڑے اکھڑے سانس لینے
لگا جیسے یہ اس کے آخری سانس ہوں۔

"بتاؤ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ـــ عمران نے انگلی کا
ہک اس کی پیشانی سے ذرا اوپر رکھتے ہوئے غرا کر پوچھا۔

"مم ـــ مم ـــ مجھے نہیں معلوم۔ مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوتی
ہے" ـــ بانٹو نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تم بھی ٹرانسمیٹر پر بات کرتے ہو" ـــ عمران نے ہونٹ چباتے

ہوئے پوچھا۔

"وہ ۔۔۔ وہ خود چیف باس بات کرتا ہے۔ مجھے اس کی فریکوئنسی نہیں معلوم"۔۔۔ بانٹو اب تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔

"تم سے اس کا رابطہ کیسے ہوا تھا۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بائمن کے ذریعے۔ گولڈن بار کے بائمن کے ذریعے۔ وہ اس کا خاص آدمی ہے" ۔۔۔ بانٹو نے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں اُسے باس۔ ایکریمیا کا پرانا غنڈہ ہے۔ اب بوڑھا ہو چکا ہے"۔۔۔ پاس کھڑے جوانا نے کہا۔

"تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں۔ اور تمہیں میرے فلیٹ کا فون نمبر کیسے معلوم ہوا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"چچ ۔۔۔ چچ ۔۔۔ چیف باس نے تمہاری فائل بھیجی تھی۔ اس میں تمہارا فوٹو۔ فلیٹ کا نمبر۔ روڈ کا نام اور تمہارے متعلق تفصیل موجود تھی۔ چیف باس نے اسے وی۔ آئی مشن کہا تھا۔ یعنی ویری امپارٹنٹ مشن اور وی۔ آئی مشن میں فوری اور اندھا دھند اقدام کیا جاتا ہے لیکن میں تمہارے متعلق تفصیل پڑھ کر غصہ کھا گیا تھا۔ کیونکہ اس میں تمہارے قصیدے لکھے ہوئے تھے۔ اس لئے مجھ سے حماقت ہوئی۔ اور میں نے تمہیں چار پانچ گھنٹوں کی مہلت دے دی۔ کیونکہ میں اس قصیدے کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا تھا۔ کاش میں چیف باس کے کہنے کے مطابق اسے وی۔ آئی مشن کے طور پر لیتا"۔۔۔ بانٹو نے رک رک کر کہا۔





"تمہارے ساتھ کون آیا ہے"۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر آہستہ سے ہک اس کی پیشانی پر مارتے ہوئے پوچھا۔ اور بانٹو کے حلق سے ایک بار پھر تیز چیخ نکل گئی۔

"جج ۔۔ جج ۔۔۔ جیگورا۔ صرف جیگورا۔ اسے میں نے صرف تمہاری نگرانی کے لئے فلیٹ کے سامنے چھوڑا تھا۔ لیکن تم یہاں پہنچ گئے۔ وہ نجانے کہاں گیا"۔۔۔ بانٹو نے اس بار ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر ایک دھماکے کے ساتھ ہی بانٹو کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ گولی اس کی پیشانی میں گھس گئی تھی۔

"جیگوار کو جانتے ہو"۔۔۔ عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس۔ اس کا رائٹ ہینڈ ہے"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا

"او۔ کے۔ جا کر اُسے تلاش کرو۔ وہ یقیناً اب تک فلیٹ کے سامنے کھڑا پہرہ دے رہا ہو گا۔ میں عقبی دروازے سے نکل آیا تھا۔ اور جا کر اُسے وہیں سڑک پر گولی مار دو۔ یہ تمہارے لئے وی۔ آئی مشن ہے۔ سمجھ گئے"۔۔۔ عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دینا۔ اور سنو۔ ہو سکتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کی غرض سے مجھے ایکریمیا جانا پڑے۔ اور شاید تمہیں بھی ساتھ لے جاؤں۔ اس لئے تم نے یہیں رانا ہاؤس میں رہنا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔ اور عمران سر ہلاتا تیزی

سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ لیکن پھر ٹھٹھک کر رکا اور واپس مڑ آیا۔

"جوزف ـــــ تم فون یہیں اٹھا لاؤ" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر واپس آ کر اس صوفے پر بیٹھ گیا۔ جو پہلے الٹا پڑا تھا۔ اور جوزف نے اُسے سیدھا کر دیا تھا۔ جوزف سر ہلاتا ہوا نکل گیا۔ جب کہ جوانا نے بانٹو کی لاش اٹھائی اور اُسے لئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا ظاہر ہے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔





ٹیکسی تیزی سے ایک موڑ مڑی اور پھر موڑ کاٹ کر وہ سڑک پر ذرا سی آگے بڑھی تھی کہ دائیں طرف کو ہو کر آہستہ آہستہ رک گئی۔

"جناب۔ جارج کالونی کا پہلا چوک آ گیا ہے" ـــــ ڈرائیور نے ساتھ بیٹھے ہوئے ایکریمی میک اپ میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا

"مجھے معلوم ہے" ـــــ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے جوزف اور جوانا بھی عمران کے اترتے ہی باہر آ گئے۔ جوزف نے ایک نوٹ جیب سے نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینک دیا۔

"باقی تمہاری ٹپ ہے" ـــــ جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب" ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹیکسی کو آگے بڑھائے گیا۔

"اس وقت اس بوڑھے بائرن کو گھر ہی ہونا چاہیئے" ـــــ عمران

نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس ماسٹر۔ وہ بارہ بجے سے پہلے گھر سے نہیں نکلتا"۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔

عمران رات کو جوزف اور جوانا کو ساتھ لے کر پاکیشیا سے ناراک آنے والی فلائٹ پر سوار ہو گیا تھا اور صبح سویرے وہ ناراک کے ایئرپورٹ پر اتر گئے تھے۔ اور ایئرپورٹ سے ٹیکسی لے کر وہ سیدھے جارج کالونی پہنچے تھے۔

عمران کا اصل پروگرام تو گریٹ بال پر حملہ کرنے کا تھا اور وہ اسی کے سلسلے میں انتظامات کرنے فلپائن سے پاکیشیا واپس گیا تھا۔ لیکن پھر اس بانٹو سے جب اسے معلوم ہوا کہ بائرن واٹر پاور کے چیف باس کا خاص آدمی ہے۔ تو اس نے ایک اور منصوبہ بنا لیا۔ اسے معلوم تھا کہ گریٹ بال کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید ترین انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اور پھر چیف باس کا بانٹو کو عمران کے فوری قتل کے لئے پاکیشیا بھیجنے سے ظاہر تھا کہ واٹر پاور کو عمران کی کارکردگی کے بارے میں پوری تفصیلات حاصل ہیں۔ اور لازماً اس نے گریٹ بال میں بھی اس کے استقبال کے لئے خصوصی اقدامات کر لئے ہوں گے۔ اس لئے عمران نے فوری طور پر گریٹ بال پر حملہ کرنے کی پلاننگ بدل دی۔ اور فیصلہ کیا کہ پہلے وہ بائرن کو ٹٹول کر دیکھ لے۔ اگر اس کے ذریعے اس چیف باس کا پتہ چل جاتا ہے تو پھر وہ اس چیف باس کو قابو میں کر کے نہ صرف



...ون ناک تنظیم کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کر سکتا ہے بلکہ اس چیف ...کے ذریعے وہ آسانی سے اس گریٹ بال کا بھی خاتمہ کرا سکتا ...۔ اس لئے اس نے براہِ راست گریٹ بال پر حملہ کرنے کی ...نے فوری طور پر بائرن والی ٹپ کو پہلے استعمال کرنے کا فیصلہ کر ...تھا۔ اور اسی فیصلے کے تحت وہ جوزف اور جوانا کو لے کر رات کو ...ناراک کے لئے چل پڑا تھا۔ جوانا چونکہ بائرن سے اچھی طرح واقف ...اس لئے اسی سے اسے معلوم ہوا تھا کہ بائرن کی رہائش گاہ ...رج کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے۔ اور عمران نے بار کی بجائے ...س کی رہائش گاہ پر بائرن سے ملنا زیادہ بہتر سمجھا۔ چنانچہ ایئرپورٹ ...ے اترتے ہی وہ سیدھا کالونی آیا۔ اس نے اپنا میک اپ اس ...ئے کر لیا تھا کہ ہو سکتا ہے واٹر پاور کے آدمیوں میں سے اسے ...وئی پہچانتا ہو۔ اور اس طرح واٹر پاور کے چیف باس کو اس کی ناراک ...یں موجودگی کا علم ہو جاتے۔ عمران اس کے سر تک پہنچنے سے پہلے ...سے چونکانا نہ چاہتا تھا۔

کوٹھی نمبر بارہ ذرا آگے جا کر ہی نظر آ گئی۔ یہ ایک پرانی سی کوٹھی تھی۔ لیکن اس کی عمارت خاصی پختہ اور وسیع تھی۔ پھاٹک بند تھا۔ اور باہر ستون پر بائرن کاپس کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔

"ماسٹر وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ اس لئے میں بات کرتا ہوں" جوانا نے پھاٹک کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کا چھوٹا حصہ کھلا۔ اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر

ملازموں جیسا لباس تھا۔
"بائرن کو کہو ماسٹر کلرز کا جوانا آیا ہے۔ اس سے ملنے"۔۔۔ جوانا
نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں اس ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ ماسٹر کلرز۔ اوہ۔ آئیے جناب آئیے"۔
ملازم نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ کھٹی کھٹی آنکھوں
سے جوانا کو دیکھ رہا تھا اور عمران نے محسوس کیا تھا۔ کہ ماسٹر کلرز کا
نام سنتے ہی اس کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے
اور عمران مسکرا دیا۔ واقعی اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ماسٹر کلرز
کے نام کی دہشت اب بھی مجرم طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد
کے ذہنوں پر چھائی ہوئی تھی۔
اور پھر جوانا۔ عمران اور جوزف اس ملازم کی رہنمائی میں کوٹھی کے
اندر داخل ہو کر برآمدے کی بغل میں موجود ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے
"باس سوئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں انہیں جگا دیتا ہوں جناب
آپ کیا پئیں گے"۔۔۔ ملازم کے لہجے میں ہلکا سا خوف اب بھی
موجود تھا وہ جوانا سے ہی مخاطب تھا۔
"میں تو خون پیتا ہوں۔ بولو مہیا کر سکو گے یا تمہاری گردن میں
دانت گاڑ دوں۔ جاؤ۔ اٹھاؤ اُسے"۔۔۔ جوانا نے خوفناک
انداز میں غراتے ہوئے کہا۔
"جج ۔۔۔ جج"۔۔۔ ملازم اور زیادہ گھبرا گیا۔ اور دوسرے لمحے
اس طرح مڑ کر باہر بھاگا جیسے واقعی جوانا ابھی اس کا خون پینا شروع
ہو جائے گا۔



"واہ۔ اسے کہتے ہیں رعب داب"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔
"اب کیا بتاؤں ماسٹر۔ ماسٹر کلرز کے جوانا کا نام واقعی ایکریمیا
کے لئے دہشت کا نشان تھا"۔۔۔ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"نشان شاید کچھ اور عرصہ قائم رہتا۔ لیکن تم اپنے ہی نام کو کل
کرنے چل پڑے تھے۔ پھر کہاں رہ سکتا تھا نشان"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا اشارہ تنظیم میں ماسٹر کے نام سے تھا۔
کیونکہ جوانا اُسے ماسٹر ہی کہتا تھا۔
"آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں۔ ماسٹر کلرز سے حماقت ہوئی۔
کہ وہ ماسٹر کو ہی کل کرنے چل پڑے"۔۔۔ جوانا نے ہنستے ہوئے
کہا۔ اور عمران بھی ہنس پڑا۔ اور پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر
موجود پردہ ہلا۔ اور ایک دبلا پتلا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر
کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اور چہرے پر کافی جھریاں بھی تھیں۔
لیکن اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک اور چہرے پر جوانوں جیسی
تر و تازگی موجود تھی۔
"ہیلو بائرن"۔۔۔ جوانا نے آنے والے کو دیکھتے ہی صوفے
سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
"اوہ جوانا تم ۔۔۔ اور اس طرح اچانک تم کہاں غائب ہو گئے
تھے"۔۔۔ بائرن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکی سی مسرت
تھی۔
"میں ایک ضروری کام میں مصروف تھا۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ

پاسٹر کلرز تو ختم ہو گئی۔ اس لئے اب میں اکیلا ہی کام کر رہا ہوں۔
میرے ساتھی ہیں جوزف اور مائیکل" ــــ جوانا نے ہنستے ہوئے
جواب دیا۔ اور بائرن نے مسکراتے ہوئے پہلے جوانا سے اور
جوزف اور عمران سے مصافحہ کیا۔

"یعنی نئی ماسٹر کلرز وجود میں آگئی ہے" ــــ بائرن نے عمران
اور جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر بائرن۔ اب اس کا نام ماسٹر کلرز نہیں بلکہ واٹر پاور
رکھ دیا گیا ہے" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں
اور بائرن عمران کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔ وہ غور سے عمران
کو دیکھنے لگا تھا۔

"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو تم۔ یہ کیا نام ہوا" ــــ بائرن نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اصل میں نام ہی غلط تھا۔ میری جوانا سے تین دن تک بحث
ہوتی رہی کہ ماسٹر تو بہت عظیم لوگ ہوتے ہیں۔ انہیں کِل کرنا زیادتی
ہے۔ اصل جھگڑا تو پاور کا ہے۔ اور پاور آج کل پانی سے تیار کی جاتی
ہے۔ کیونکہ پوری دنیا کے ماہرین نے کروڑوں۔ اربوں روپے خرچ
کر کے اور بیس پچیس سال تک مسلسل ریسرچ کرنے کے بعد یہ ماہرانہ
رائے دی ہے کہ پن بجلی سستی پڑتی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ریسرچ
شروع ہونے سے پہلے واقعی سستی پڑتی ہوگی۔ لیکن اب ریسرچ کا
خرچہ شامل ہو جانے کی وجہ سے یقیناً مہنگی ہو گئی ہوگی۔ اور آپ نے
شاید غور نہیں کیا ہوگا دنیا بھر میں مہنگائی کی اصل وجہ یہی ریسرچ ہے

مثلاً ریسرچ شروع ہو جاتی ہے کہ چقندر سے چینی سستی پڑتی ہے یا
گنے سے۔ اور پھر جب ریسرچ ختم ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب
دونوں سے سستی نہیں پڑتی۔ چنانچہ پھر ریسرچ شروع ہو جاتی ہے۔
مختصر یہ کہ اب واٹر پاور ہی اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ اس کی وجہ سے عوام
بے حد پریشان ہیں۔ اگر اس پاور کو کِل کر دیا جائے تو دنیا سے مہنگائی
کا نام ہی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ اب ہم نے نام رکھ لیا ہے۔ واٹر
پاور کلرز" ــــ عمران کی زبان انتہائی تیز رفتاری سے چل پڑی۔ اور
ظاہر ہے جب عمران کی زبان چل پڑے تو پھر اُسے بریکیں لگتے لگتے
بھی پوری ایک تقریر ہو جاتی ہے۔

"آپ تو واقعی عقلمند ہیں۔ اور میں حیران ہوں کہ ایک عقلمند جوانا
کا ساتھی کیسے بن سکتا ہے" ــــ بائرن نے مسکراتے ہوئے
بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس لئے تو آپ کے پاس آئے ہیں۔ کیونکہ جوانا کہتا تھا کہ جب
ایک عقلمند موجود ہو تو توازن کے لئے ایک اس کا الٹ بھی شامل
ہونا چاہیئے اور جوانا کے خیال کے مطابق پورے ایکریمیا میں آپ
عقلمندی کے مقابل سب سے بہتر امیدوار ہو سکتے ہیں" ــــ عمران
نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بائرن کے چہرے پر
غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔ ظاہر
ہے وہ گھاگ آدمی تھا۔ عمران کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ
گیا تھا۔

"مسٹر جوانا ــــ آپ کی آمد کی وجہ" ــــ اس بار بائرن کا لہجہ

انتہائی سپاٹ تھا۔

"وجہ تو مسٹر مائیکل نے بتادی ہے" ۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بتادی ہے ۔۔۔ کون سی وجہ۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ بائرن واقعی جوانا کی بات سن کر حیران ہو گیا تھا۔

"دیکھا۔ توازن عقلمندی کی طرف بڑھتا جارہا ہے۔ اب جوانا کے دماغ میں بھی عقلمندی کے جراثیم اپنی جگہ بنانے لگے ہیں۔ ویسے اب آپ نے خود ہی ثابت کر دیا ہے کہ جوانا کا انتخاب درست تھا آپ واقعی عقلمندی کے الٹ ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہارا صرف جوانا کی وجہ سے لحاظ کر رہا ہوں۔ اور تم مسلسل میری توہین کئے جارہے ہو۔ اور سنو۔ میرا نام بائرن کالپس ہے۔ بائرن کالپس۔ اور جوانا میرے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہے" ۔۔۔ بائرن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور غصے کی وجہ سے ہی وہ آپ سے تم پر اتر آیا تھا۔

"صحیح نام تو کارپس یعنی لاش تھا۔ براؤن کارپس یعنی بھوری لاش کیونکہ تم جسمانی لحاظ سے نہ سہی عقل کے لحاظ سے واقعی لاش سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ تمہیں بتایا تو ہے کہ ہماری تنظیم کا نام واٹر پاور کلرز ہے۔ اور کسی کو کِل کرنے کے لئے اس کا حدود اربعہ جاننا بے حد ضروری ہوتا ہے۔ اور واٹر پاور کا حدود اربعہ تم سے بہتر کون جان سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور





اس بار بائرن یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور بھی نظر آنے لگا تھا۔

"تو تم اس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو۔ لیکن اب تمہاری لاشیں ہی یہاں سے باہر جائیں گی" ۔۔۔ بائرن نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یک لخت بے پناہ سختی سی ابھر آئی تھی۔

"مطلب یہ ہوا کہ ہماری معلومات درست ہیں کہ تم واٹر پاور کے خاص آدمی ہو" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں جو کچھ بھی ہوں اسے چھوڑو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے متعلق ان باتوں کا علم کیسے ہوا" ۔۔۔ بائرن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ جسمانی طور پر انتہائی چوکنا نظر آرہا تھا۔ اس کی نظریں مسلسل سامنے بیٹھے ہوئے ان تینوں پر بیک وقت جمی ہوئی تھیں۔

"بانٹو نے بتایا تھا۔ سپر ٹاپ کے چیف بانٹو نے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بائرن کی آنکھیں حیرت سے مزید پھیلنے لگ گئیں۔

"اب تم نے انٹرویو مکمل کر لیا یا کچھ رہتا ہے۔ اگر رہتا ہے تو وہ بھی پوچھ لو۔ تاکہ اس کے بعد تم میرے سوالوں کے جوابات بھی دے سکو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دراصل کون ہو۔ کیونکہ میں یہ بات کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ ایک پیشہ ور قاتل گروپ کو اتنی بڑی تنظیم کے قتل کے لئے ہائر کیا

گیا ہو۔ تم جیسے لوگ انفرادی قتل تو کر سکتے ہو۔ لیکن تنظیموں کا قتل
تمہارے بس میں نہیں ہے"۔۔۔۔ بائرن نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"تمہاری بات بالکل درست ہے۔ اور ماسٹر کلمز بھی اس لئے
ختم ہو گئی تھی کہ وہ ماسٹر کو قتل کرنے چل پڑی تھی۔ لیکن واٹر پاور
کلمز پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم نہیں ہے۔ بلکہ مجرم تنظیموں کو ختم کرنے
والی تنظیم ہے۔ اور واٹر پاور بہر حال ایک مجرم تنظیم ہے اور کم از کم
تم جیسا گھاگ آدمی اتنی بات تو بہر حال سمجھتا ہی ہو گا کہ جو لوگ واٹر
پاور جیسی تنظیم کے خلاف حرکت میں آئے ہوئے ہوں وہ تم جیسے
بوڑھوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے رہے"۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فقرہ ختم ہونے کے ساتھ ہی وہ
یک لخت صوفے سے اچھلا تو بائرن کے ہاتھ میں موجود ریوالور اڑتا
ہوا ان کے سروں کے اوپر سے ہو کر پیچھے ایک جھٹکے کے سے
جا گرا۔ اور ساتھ ہی بائرن بری طرح چیختا ہوا دھڑام سے اپنے
پیچھے موجود صوفے پر گر گیا۔

"اب تم میرے سوالوں کے جواب دو گے۔ کافی انٹرویو کر لیا
ہے تم نے"۔۔۔۔ عمران نے قلا بازی کھا کر سیدھا کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریوالور چمک
رہا تھا۔ جس کا رخ صوفے پر بیٹھے ہوئے بائرن کی طرف ہی
ہوتا تھا۔

"جوزف اور جوانا ۔۔۔۔ تم باہر جا کر چیک کرو جتنے بھی افراد موجود



ہوں۔ سب کا خاتمہ کر دو اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نیچے رکھ دو۔
میں مسٹر بائرن سے انٹرویو کرتے وقت کسی قسم کی مداخلت پسند
نہیں کروں گا"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور
جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے دروازے سے باہر کو لپکے۔
اسی لمحے بائرن نے بالکل اسی انداز میں اچھل کر عمران کے ہاتھ پر
ضرب لگانے کی کوشش کی جس طرح عمران نے جمپ لگایا تھا لیکن
عمران کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور اچھل کر اوپر کو اٹھتا ہوا بائرن
سینے پر ضرب کھا کر ایک بار پھر دھم سے صوفے پر جا گرا۔ اس
کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی۔

"شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دیتے جاؤ بائرن۔ ورنہ
تمہاری یہ بوڑھی ہڈیاں تشدد برداشت نہ کر سکیں گی"۔۔۔۔ عمران
نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"۔۔۔۔ بائرن نے
ہونٹ چباتے ہوئے اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔

اور عمران نے یک لخت ریوالور واپس جیب میں رکھا اور
دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بائرن کے گلے پر پہنچ گیا۔ پھر اس سے
پہلے کہ بائرن کوئی رد عمل ظاہر کرتا عمران نے بائرن کو گردن سے
پکڑ کر یک لخت فضا میں اس طرح اچھال دیا جیسے کسی گیند کو چھت
کی طرف اچھالا جاتا ہے۔ بائرن نے ہوا میں اچھلتے ہی تیزی سے
اپنے جسم کو پلٹا کر صوفوں سے دور جا کھڑے ہونے کی کوشش کی

لیکن اس کا جسم پلٹتے ہی عمران کا ہاتھ اٹھا اور بائرن بُری طرح چیختا ہوا
گولی کی طرح اوپر چھت سے جا ٹکرایا۔ اور پھر چیختا ہوا ایک دھماکے
سے صوفوں کے درمیان قالین پر آگرا۔ چونکہ وہ فضا میں پلٹ گیا
تھا۔ اس لئے وہ چھت سے منہ کے بل ٹکرایا تھا اور واپس قالین پر
پشت کے بل آگرا تھا۔ اور عمران نے اس کی گردن پر اپنا بوٹ
رکھ کر اپنے جسم کو ذرا سا گھما دیا اور لاشعوری طور پر عمران کی پنڈلیوں
کو ضرب لگانے کے لئے بائرن کی گھومتی ہوئی ٹانگیں آکٹوپس کی
ٹانگوں کی طرح لہرائیں اور پھر یک لخت سیدھی ہو کر بے جان ہو گئیں۔
بائرن کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکلنے لگیں۔ عمران کی ٹانگ پکڑنے
کے لئے اس کے اٹھتے ہوئے دونوں بازو بھی ٹانگوں تک پہنچنے
سے پہلے ہی بے جان ہو کر نیچے گر گئے۔ بائرن کی حالت ایک لمحے
میں اس قدر تباہ ہو گئی تھی جیسے کئی گھنٹوں سے اس پر انتہائی
وحشیانہ تشدد کیا جا رہا ہو۔

"میرے سوالوں کا جواب دو بائرن۔ ورنہ میں تمہیں ایک لمحے
میں کاپس سے کارپس بنا دوں گا" ۔۔۔ عمران نے غراہٹ آمیز
لہجے میں کہا اور ساتھ ہی پاؤں کو ذرا سی حرکت دی تو بائرن کی آنکھیں
بند ہونے لگیں اور اس کا سانس رک رک کر آنے لگا۔ عمران نے
پیر کو واپس پیچھے کی طرف کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بائرن کا سیاہ
پڑتا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگا۔ اور بند ہوتی ہوئی آنکھیں
دوبارہ پھیلنے لگیں۔ اب اس کی آنکھوں سے شدید خوف اور دہشت
کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔



"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بتاتا ہوں۔ پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی دو" ۔۔۔
بائرن کے حلق سے کراہتی ہوئی مگر بھنچی بھنچی سی آواز نکلی۔
"پانی وغیرہ بعد میں ملے گا۔ بتاؤ واٹر پاور کا چیف باس کون ہے"
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے چیف باس کا علم نہیں ہے۔ مم ۔۔۔ مم
میں تو واٹر پاور کے ایکریمین انچارج جان بینزے کو جانتا ہوں۔
وہ میرا دوست ہے" ۔۔۔ بائرن نے بھنچے بھنچے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"کہاں رہتا ہے وہ" ۔۔۔ عمران نے پیر کو معمولی سی حرکت
دیتے ہوئے کہا۔ اور بائرن کا چہرہ ایک بار پھر تیزی سے مسخ
ہونے لگا۔ عمران پیر کو واپس پہلی پوزیشن میں لے آیا۔
"وہ ۔۔۔ وہ کاسموس کلب کا مالک ہے" ۔۔۔ بائرن نے
اُسی طرح بھنچے بھنچے لہجے میں جواب دیا۔
"تم جانتے ہو اُسے جوانا" ۔۔۔ عمران اس بار جوانا سے مخاطب
ہو کر بولا جو واپس آ کر دروازے میں ہی رک گیا تھا جب کہ جوزف
ابھی باہر ہی تھا۔
"نہیں ماسٹر۔ میں تو یہ دونوں نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں" ۔۔۔
جوانا نے جواب دیا۔
"ہونہہ ۔۔۔ کہاں ہے یہ کلب بولو" ۔۔۔ عمران ایک بار پھر
بائرن کی طرف متوجہ ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے چونک کر
اپنا پیر ہٹا لیا۔ بائرن کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی

تھیں اور اس کے حلق سے ایسی خرخراہٹ نکل رہی تھی جیسے مرتے ہوئے آدمی کے حلق سے آخری آواز نکلتی ہے۔ شاید جوانا کی طرف مڑتے ہوئے اس کا پیر لاشعوری طور پر زیادہ مڑ گیا تھا۔ اور ظاہر ہے بائرن کی شہ رگ مکمل طور پر کچلی جا چکی تھی۔ دوسرے لمحے بائرن نے آخری ہچکی لی اور ساکت ہو گیا۔

"یہ تو واقعی بائرن کا پس سے براؤن کا ریس بن گیا ہے۔ باہر کتنے آدمی تھے"۔۔۔ عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے بائرن نے اتنی جلدی مر کر اُسے خاصا مایوس کیا ہو۔

"دو ملازم تھے۔ میں نے دونوں کی گردنیں توڑ دی ہیں"۔۔۔ جوانا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ جوزف باہر برآمدے میں موجود تھا۔ عمران نے اُسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور چند لمحوں بعد وہ تینوں چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر سڑک پر آ گئے۔ چوک پر پہنچتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"کاسموس کلب"۔۔۔ عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ٹیکسی نارائک کے نئے آباد علاقے کی مین روڈ پر نو تعمیر شدہ ایک چار منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمارت پر کاسموس کلب کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ یہاں بھی جوزف نے ہی میٹر دیکھ کر ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر وہ تینوں عمارت کے اندرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ کلب کا ہال خاصا وسیع تھا۔ ہال کو انتہائی جدید انداز میں سجایا گیا تھا اور وہاں موجود افراد کا تعلق خاصے امیر طبقے سے نظر آ رہا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر پر ایک خوب صورت ایکریمی لڑکی کھڑی تھی۔

"ہمیں جان بنیزرے سے ملنا ہے۔ ہمارا تعلق ہائی وے اتھارٹی سے ہے"۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر کے قریب جا کر قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ باس تو ولنگٹن گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو دو روز بعد واپس آئیں گے آپ چیف منیجر رالف صاحب سے مل لیں۔ وہ اوپر اپنے دفتر میں موجود ہیں۔ میں آپ کی آمد کی اطلاع کر دوں جناب"۔۔۔ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہمیں صرف تمہارے باس سے ہی ملنا تھا۔ ولنگٹن میں ان کا فون نمبر جہاں فوری طور پر ان سے بات ہو سکے۔ ایمرجنسی معاملہ ہے۔ دیر ہونے کی صورت میں مسٹر جان بنیزرے کا لمبا نقصان ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ شاید چیف منیجر کو معلوم ہو ویسے وہ عام طور پر پیراڈائز ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں"۔۔۔ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کافی ہے۔ ہم معلوم کر لیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جوزف اور جوانا خاموشی سے اس کے پیچھے چلتے ہوئے باہر آ گئے۔

"کیا اب ولنگٹن جانا ہو گا"۔۔۔ جوانا نے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ اور ہم نے یہاں رہ کر پنگ پانگ تو نہیں کھیلنی" عمران نے سخت سے لہجے میں جواب دیا اور جوانا ہونٹ دبا کر خاموش ہو گیا۔

"ٹیکسی پکڑو اور فوراً طیارے ہائر کرنے والی کسی ایجنسی پر چلو" عمران نے ہوٹل سے باہر آکر جوانا سے کہا۔

اور جوانا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی اُسے دور سے ایک خالی ٹیکسی آتی دکھائی دی۔ اس پر موجود فار ہائر کا بلب جل رہا تھا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر اُسے رکنے کا اشارہ کیا۔ اور ٹیکسی ان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"چیپ چارٹرڈ ایجنسی چلو" ـــــ جوانا نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔ عمران اور جوزف کے بیٹھتے ہی اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"وہ لڑکی چیف منیجر کو بتلائے گی اور چیف منیجر لازماً ولنگٹن فون کر دے گا" ـــــ جوانا نے ٹیکسی کے چلتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہائی دے ڈیپارٹمنٹ سے اس کے مذاکرات زیادہ دیر تک جاری رہیں گے" ـــــ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اور جوانا اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔ عمران کے ساتھ رہتے رہتے اب وہ واقعی خاصا عقلمند ہو گیا تھا۔ عمران کے ہائی دے ڈیپارٹمنٹ کے الفاظ سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ زیادہ



سے زیادہ جان بینزے کو یہی بتایا جائے گا کہ ہائی دے ڈیپارٹمنٹ والے اس سے ملنے آئے تھے۔ اور ظاہر ہے اس سے جان بینزے کے کسی طرح چونکنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ کلب کے مالکوں سے تو سرکاری محکموں کے افراد اکثر ملتے ہی رہتے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز آدمی
چونک کر سیدھا ہوا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ اٹھا کر میز پر
رکھا اور پھر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— اس کے لہجے میں ہلکی سی کرختگی تھی۔

"جناب۔ ناراک سے آپ کے لئے کال ہے" ——— دوسری
طرف سے ہوٹل ایکس چینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ" ——— اس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ جیسے
رسالہ پڑھتے ہوئے کال کا آنا اُسے اچھا نہ لگا ہو۔

"ہیلو ——— رالف سپیکنگ" ——— ریسیور سے ایک بھاری
آواز سنائی دی۔

"یس ——— جان بنیرے فرام دس اینڈ۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال
کی ہے" ——— اس آدمی نے جو کاسموس کلب کا مالک جان بنیرے





تھا سخت لہجے میں کہا۔

"باس آپ کو ایک اہم اطلاع دینی تھی۔ ایک گھنٹہ پہلے ایک
ایکریمین اور دو حبشی کلب میں آئے۔ اس ایکریمین نے کاؤنٹر گرل
کو بتایا کہ ان کا تعلق ہائی وے اتھارٹی سے ہے۔ اور وہ آپ سے
ملنا چاہتے ہیں۔ کاؤنٹر گرل نے انہیں بتایا کہ آپ ولنگٹن گئے
ہوئے ہیں۔ اور دو روز بعد واپس آئیں گے۔ اور اس نے میرا نام
لیا کہ وہ مجھ سے مل لیں۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ وہ صرف آپ
سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ولنگٹن میں آپ کا فون نمبر پوچھا۔
جس پر کاؤنٹر گرل نے انہیں بتایا کہ اُسے فون نمبر کا علم نہیں ہے۔
البتہ آپ ولنگٹن میں عام طور پر پیراڈائز میں ٹھہرتے ہیں" ———
رالف نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس میں اہم اطلاع کہاں سے داخل ہو گئی۔ کیا تمہارا دماغ
تو خراب نہیں ہو گیا" ——— جان بنیرے نے کاٹ کھانے والے
لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"سر۔ یہ تو میں پس منظر بتا رہا تھا۔ ان کے جانے کے بعد
کاؤنٹر گرل نے مجھے انٹرکام پر یہ تفصیلات بتائیں تو میں نے
پرواہ نہ کی۔ لیکن باس پھر اچانک دفتر میں فرنیک آ گیا۔ اس نے
بتایا کہ وہ کلب میں داخل ہو رہا تھا کہ اس نے ہوٹل سے ماسٹر کلرز
کے جوانا کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور دیو
قامت حبشی اور ایک ایکریمین نوجوان تھا" ——— رالف ایک بار
پھر شاید سانس لینے کے لئے رک گیا تھا۔

"میرے خیال میں تم نے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی شراب پی لی ہے۔ احمق کے بچے۔ یہ ماسٹر کلرز اور جوانا کون ہیں۔ ان کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔ ہوں گے کوئی۔ ایکریمیا میں اس جیسے ایک ہزار لوگ دھکے کھاتے پھرتے ہیں" ——— جان بینزے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" باس۔ ماسٹر کلرز کسی زمانے میں ایکریمیا کی سب سے مشہور پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم تھی۔ اور جوانا اس کا ممبر تھا۔ اس کے مزید تعارف کی بجائے اتنا بتا دوں کہ بانٹو جیسا قاتل بھی اس زمانے میں جوانا کے مقابل نہ آسکتا تھا۔ بہرحال پھر اچانک ماسٹر کلرز کے ممبرز غائب ہو گئے۔ زیر زمین دنیا میں صرف اس قدر سننے میں آیا کہ یہ تنظیم کسی خاص مشن پر ایشیائی ملک پاکیشیا گئی تھی۔ وہاں اس کے سارے ممبرز سوائے جوانا کے ہلاک ہو گئے۔ اور جوانا نے وہاں ایک آدمی علی عمران کی ملازمت کر لی ہے۔ اور باس علی عمران کے بارے میں مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ کیونکہ میں اس زمانے میں ایکریمیا کی ایک سپیشل ایجنسی کے اس شعبے میں کام کرتا تھا جس میں دنیا کے معروف ترین سیکرٹ ایجنٹس کا ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔ علی عمران پاکیشیا کا سب سے معروف ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ بظاہر احمق۔ مسخرہ اور معصوم سا آدمی ہے۔ مگر درحقیقت انتہائی خوفناک آدمی ہے۔ اس کے متعلق آپ صرف اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایکریمیا کے ٹاپ سپر ایجنٹس اور کئی سرکاری



تنظیمیں جب بھی پاکیشیا کے خلاف کسی مشن کے لئے حرکت میں آئیں اس علی عمران نے ان سب کا خاتمہ کر دیا۔ اس لئے ایکریمیا میں اُسے ریڈ ٹاپ کہا جاتا تھا۔ اور ریڈ ٹاپ اس فرد کا کوڈ نام ہوتا ہے جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھ لیا جائے" ——— رالف نے کہا۔

" اچھا۔ پھر ......" ——— اس بار جان بینزے نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" تو باس چونکہ مجھے معلوم تھا کہ جوانا پاکیشیا میں علی عمران کا ملازم ہو گیا ہے۔ اس لئے جب فرنیکس نے مجھے بتایا کہ اس نے جوانا کو کاسموس کلب سے نکلتے دیکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک ایکریمین اور ایک حبشی تھا تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق کاؤنٹر گرل نے مجھے اطلاع دی ہے۔ عمران کا فوٹو۔ اس کا حلیہ۔ چونکہ میں اس کی فائل میں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے کاؤنٹر گرل سے جب اس ایکریمین نوجوان کا قد و قامت پوچھا تو وہ بالکل عمران جیسا تھا۔ چنانچہ میں فوراً اس نتیجے پر پہنچا کہ اس نوجوان کے ساتھ وہ ایکریمین دراصل عمران ہی ہو گا جس نے یقیناً شناخت سے بچنے کے لئے ایکریمین میک اپ کر رکھا ہو گا۔ کیونکہ وہ میک اپ کے معاملے میں انتہائی ماہر سمجھا جاتا ہے۔ عمران جیسے آدمی کا آپ کے متعلق معلوم کرنا مجھے تشویش میں مبتلا کر گیا۔ چنانچہ میں نے فوراً اس کی تلاش شروع کرا دی۔ اور پھر مجھے رپورٹ مل گئی کہ وہ تینوں کلب کے سامنے سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سیدھے

جیب چارٹرڈ ایجنسی گئے ہیں ۔ اور وہاں سے انہوں نے ایک چھوٹا لیکن انتہائی تیز رفتار طیارہ ولنگٹن کے لئے ہائر کیا ہے اور میرے آدمی کے وہاں پہنچنے سے پندرہ منٹ پہلے طیارہ پرواز کر چکا تھا اس لئے میں نے رپورٹ ملتے ہی آپ کو کال کرنے کا فیصلہ کیا ۔ دالف نے کہا ۔

" اوہ ۔ اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو پھر واقعی کوئی مسئلہ ہو سکتا ہے ۔ لیکن پاکیشیا کے کسی سیکرٹ ایجنٹ سے میرا کیا تعلق ہو سکتا ہے ۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی " ۔۔۔ جان بینزرے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" باس ۔ یہ علی عمران یہودیوں کا بہت بڑا دشمن ہے ۔ اور آپ نہ صرف یہودی ہیں بلکہ ایکریمیا میں ان کی سب سے بڑی تنظیم کے چیف بھی ہیں ۔ ہو سکتا ہے اسے کہیں سے سن گن مل گئی ہو " ۔۔۔ دالف نے کہا اور اس بار جان بینزرے واقعی بری طرح اچھل پڑا ۔

" اوہ اوہ ۔ یہ تم نے واقعی چونکا دینے والی بات کی ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں اب اس سے نمٹ لوں گا ۔ تھینک یو " ۔۔۔ جان بینزرے نے جلدی سے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ اس نے کلائی کی گھڑی دیکھی نارک اور ولنگٹن کے درمیان تیز رفتار طیارہ بھی دو گھنٹوں سے پہلے نہ پہنچ سکتا تھا ۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹے بعد ولنگٹن پہنچیں گے اور اتنا وقت اس کے لئے کافی تھا ۔ وہ جلدی سے اٹھا اور کمرے میں موجود وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے اس میں موجود بیگ میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ باہر



نکال لیا ۔ یہ ڈبہ بظاہر سگریٹ کیس تھا ۔ لیکن جان بینزرے جانتا تھا ۔ کہ یہ مخصوص ساخت کا ایسا ٹرانسمیٹر ہے جس سے وائٹ پاور کے ہیڈ کوارٹر بات کی جا سکتی ہے ۔ یہ ڈبے صرف وائٹ پاور کے اہم ترین نمائندوں کو ہی دیئے گئے تھے ۔ کیونکہ صرف وہی ہیڈ کوارٹر کال کر سکتے تھے ۔ اس نے ڈبہ اٹھایا اور تیزی سے سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم میں آ گیا ۔ واش بیسن کی ٹونٹی کھول کر اس نے ڈبہ اس کے قریب رکھا ۔ گو اس ٹرانسمیٹر سے ہونے والی کال کو کسی طرح بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا ۔ لیکن پھر بھی وہ محتاط رہنا چاہتا تھا ۔ اور پھر اس نے ڈبے کا ڈھکن کھولا ۔ ڈبہ اندر سے انتہائی اعلیٰ برانڈ کے سگریٹوں سے بھرا ہوا تھا ۔ اس نے تیزی سے سارے سگریٹ نکال کر جیب میں ڈالے اور پھر خالی ڈبے کے اندر اس کی تہہ کو اپنی انگلی سے دو بار مخصوص انداز میں ٹھونکا ۔ دوسرے لمحے ڈبے میں سے ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز نکلنے لگی ۔ موسیقی آہستہ آہستہ تیز ہوتی گئی ۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ بند ہو گئی ۔ جان نے دوبارہ اس کی تہہ کو انگلی سے ٹھونکا تو ایک بار پھر موسیقی کی آواز نکلنے لگی ۔ جو پہلے کی طرح چند لمحوں بعد خاموش ہو گئی ۔ تیسری بار ڈبے کی تہہ کو انگلی سے ٹھونکنے کے بعد اس میں سے موسیقی کی بجائے ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں برآمد ہونے لگیں ۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ جان بینزرے کالنگ چیف باس اوور " ۔۔۔ جان بینزرے نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا ۔

" یس ۔۔۔ چیف باس اٹنڈنگ اوور " ۔۔۔ دوسری طرف

سے ایک بھاری آواز سنائی دی ۔

" باس ۔ کیا آپ کو پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہیں اوور" ـــــ جان بنیز نے کہا ۔

" کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو ۔ تم نے عمران کے بارے میں کیوں پوچھا ہے اوور" ـــــ چیف باس کا لہجہ ایسا تھا کہ جان بنیز بری طرح چونک پڑا ۔ چیف باس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کے متعلق رالف سے بھی کچھ زیادہ ہی واقف تھا ۔

" سر ۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ عمران ناراک میں دیکھا گیا ہے اوور" ـــ جان بنیز نے کہا ۔

" ناراک میں دیکھا گیا ہے ۔ کہاں ۔ کب ۔ پوری تفصیل بتاؤ ۔ اور تم اُسے کیسے جانتے ہو جب کہ تمہارے ریکارڈ کے مطابق تم اس سے پہلے کبھی نہیں ٹکرائے اور ویسے بھی تمہارا اس فیلڈ سے پہلے کبھی تعلق نہیں رہا اوور" ـــ چیف باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس بار جان بنیز کو رالف سے ملنے والی تفصیل بتانی پڑی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ ریلی ویری بیڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ عمران تمہاری راہ پر چل نکلا ہے ۔ اور اب میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ تم تک کیسے پہنچ گیا ہے ۔ یقیناً اس نے بانٹو سے معلومات حاصل کی ہوں گی اوور" ـــ چیف باس کے لہجے میں بے پناہ پریشانی تھی ۔

" بانٹو سے ـــ میں سمجھا نہیں باس اوور" ـــ جان بنیز نے کہ





لہجے میں حقیقی حیرت تھی ۔

" اوہ ۔ تم نہیں جانتے ۔ یہ عمران دنیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے ۔ ہم نے گو اسے روکنے کی بے حد کوشش کی لیکن یہ ہمارے اہم ترین پروجیکٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس پر میں نے بانٹو کو اس کے قتل کے لئے وی ۔ آئی مشن پر پاکیشیا بھیجا ۔ اور ابھی تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی ۔ لیکن اب تمہاری اطلاع کے بعد یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ بانٹو اسے قتل کرنے کی بجائے الٹا اس کے ہتھے چڑھ گیا ہے ۔ اور اس نے اس سے معلومات حاصل کی ہوں گی ۔ اور بانٹو کا واٹر پاور سے رابطہ تمہارے ذریعے ہوا تھا ۔ اس لئے لازماً اس نے اسے عمران کو تمہارے متعلق بتا دیا اور عمران تم تک پہنچنے کے لئے چل پڑا اوور" ـــ چیف باس نے کہا ۔

" باس ۔ بانٹو میرے متعلق کچھ نہیں جانتا ۔ میں نے اپنے دوست بائرن کاپس کے کہنے پر آپ سے ذکر کیا تھا ۔ اور پھر آپ کی اجازت سے میں نے بائرن کاپس سے بات کی اور اُسے خاص طور پر منع کر دیا تھا ۔ کہ وہ بانٹو کے سامنے میرا اس معاملے میں ذکر نہ کرے ۔ یہی وجہ ہے کہ بانٹو کو کبھی معلوم نہیں ہو سکا کہ میرا بھی کوئی تعلق واٹر پاور سے ہے اوور" ـــ جان بنیز نے کہا ۔

" تو پھر اس نے اس بائرن کے متعلق بتایا ہو گا اور بائرن کاپس نے تمہارے متعلق ۔ اور یہ تو اچھا ہوا کہ رالف کی وجہ سے تمہیں

اس کی اطلاع مل گئی۔ اور اس سے بھی زیادہ بہتر یہ کام ہوا کہ تم
مجھے کال کر لیا۔ کیونکہ بہرحال تم ان چند افراد میں شامل ہو جو گریٹ
کی سپیشل میٹنگز میں شامل ہوتے رہتے ہو۔ اگر عمران تم تک پہنچ
تو پھر اُسے گریٹ بال اور وہاں سے مجھ تک پہنچنے میں دنیا کی کوئی
طاقت نہ روک سکتی۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے وہ گریٹ بال کے محفوظ
راستے سے بہرحال باخبر ہو جاتا اوور" ___ چیف باس نے
لہجے میں کہا۔

" باس ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اس عمران اور اس کے
ساتھیوں کو ایئرپورٹ پر ہی گولیوں سے اڑا دوں گا اوور" ___
جان بلینزرے نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کر سکتے ہو۔ تم ڈنیل کے سب افراد کو
تو گولیوں سے اڑا سکتے ہو۔ اور ہو سکتا ہے عمران کو بھی تم ختم کر دو
لیکن تم گریٹ بال کے محفوظ راستے سے باخبر ہو۔ گو میں نے اس
راستے کو بند کرا دیا ہے۔ لیکن پھر بھی میں اس سلسلے میں کسی قسم کا
رسک لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس لئے اب آخری چارہ کار
یہی رہ گیا ہے کہ میں اس کا راستہ مکمل طور پر روک دوں اوور"
چیف باس نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جان بلینزرے کوئی جواب
دیتا اچانک اس ڈبے میں یک لخت تیز روشنی کا جھماکا سا ہوا۔ اور
جان بلینزرے بری طرح چیختا ہوا دھڑام سے غسل خانے کے فرش
پر جا گرا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم میں
آگ لگ گئی ہو۔ یہ احساس بھی صرف چند لمحوں تک قائم رہا۔ اور اس



کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی کی چادر پھیلتی چلی گئی۔

" ہمیں جان بینزرے صاحب سے ملنا ہے" ___ عمران
نے ہوٹل پیراڈائز کے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ جوزف
اور جوانا کے ساتھ ابھی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ولنگٹن پہنچا
تھا۔ اور ایئرپورٹ سے وہ سیدھا ہوٹل پیراڈائز ہی آیا تھا۔

" یس سر ___ میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں۔ آپ کا نام "
کاؤنٹر مین نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

" ہم ان کے دوست ہیں اور انہیں سرپرائز دینا چاہتے ہیں۔
اس لئے آپ اطلاع نہ دیں بلکہ ان کا روم نمبر بتا دیں" ___ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سر ___ چھٹی منزل کمرہ نمبر پچیس" ___ کاؤنٹر
مین نے جواب دیا۔ اور دوسرے افراد سے مخاطب ہو گیا۔ عمران

مڑا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی لفٹ نے انہیں
منزل پر اتار دیا۔ کمرہ نمبر پچیس کا دروازہ بند تھا۔ اور دروازے
باہر جان بینزے کے نام کا کارڈ ایک خانے میں لگا ہوا تھا۔
نے مطمئن انداز میں ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔ لیکن
کچھ دیر انتظار کے باوجود جب اندر سے کوئی رد عمل ظاہر نہ
تو عمران نے دروازے کو دبایا دروازہ اندر سے لاک نہ تھا اس لئے
چلا گیا۔ اور عمران اندر داخل ہوا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک
پڑا۔ کیونکہ کمرہ خالی تھا۔ البتہ کرسیوں کے درمیان میز پر ایک
رسالہ کھلا الٹا رکھا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی اندر آ گئے تھے۔
عمران کی نظریں باتھ روم کے دروازے پر جم گئیں۔ وہ تیزی سے
اس دروازے کی طرف بڑھا اندر سے پانی گرنے کی آواز سنائی دے
رہی تھی۔ اور عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ پانی
کی آواز کا مطلب تھا کہ جان بینزے باتھ روم میں موجود ہے۔

"ہمیں اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے
کہا اور جوزف اور جوانا نے سر ہلا دیئے۔ اور وہ وہیں دروازے
کے پاس ہی کھڑے ہو گئے۔

"باس۔ پانی مسلسل چل رہا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"۔۔۔
جوانا نے اچانک کہا تو عمران چونک پڑا۔ واقعی یہ عجیب سی بات
تھی۔ وہ ایک لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر آگے بڑھا۔ اور اس نے
باتھ روم کے دروازے پر دستک دی۔ لیکن دستک دینے
کی وجہ سے دروازہ ذرا سا اندر کو کھل گیا۔ پانی اسی طرح بہہ رہا

تھا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور پھر دروازے کو ذرا سا اور دبایا۔
لیکن اس کے باوجود جب اندر سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو اس
نے دروازہ پورا کھول دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔
کیونکہ سامنے غسل خانے کے فرش پر ایک انسانی لاش پڑی ہوئی
تھی۔ لیکن لاش کی حالت ایسی تھی کہ وہ کوئلے کی طرح سیاہ پڑ چکی تھی۔
جیسے کسی نے اسے زندہ ہی آگ میں جلا دیا ہو۔

"اوہ۔ یہ کس کی لاش ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ دباتے
ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ پانی کی ٹونٹی کھلی ہوئی
تھی۔ اور لاش کے ساتھ ہی ایک سگریٹ کیس بھی پڑا تھا۔ لیکن وہ
بھی اسی طرح سیاہ ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر خوفناک آگ بند کر
دی گئی ہو۔ لاش کا چہرہ اور جسم کے کھلے حصے سیاہ تھے۔ لیکن
اس کے لباس پر جلنے کا ذرا برابر بھی نشان نہ تھا۔ عمران نے ٹونٹی بند
کی اور پھر جھک کر لاش کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لاش
کے جسم پر مکمل لباس تھا جیسے وہ باہر جانے کے لئے لباس بدل
چکا ہو۔ یا باہر کہیں سے آیا ہو۔ اور اسے لباس بدلنے کی مہلت
ہی نہ ملی ہو۔ تلاشی کے دوران اسے کوٹ کی جیب میں اعلیٰ برانڈ
کے کھلے سگریٹ۔ ایک پرس۔ کی رنگ اور کرنسی نوٹوں کے علاوہ
چھوٹی سی ٹیلی فون ڈائری ہی ملی۔ اس نے باقی چیزیں تو واپس جیبوں میں
ڈال دیں اور ڈائری اٹھا کر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ لیکن ڈائری میں
سوائے عام سے کاروباری اداروں کے ناموں اور ان کے فون نمبرز
کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ البتہ ڈائری پر جان بینزے کا نام لکھا ہوا تھا۔

اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لاش جان بینزے کی ہی تھی۔ عمران نے ڈائری اپنی جیب میں ڈالی اور پھر باتھ روم سے باہر آ گیا۔ اب وہ کمرے میں موجود بڑی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس میں جان بینزے کے لباس ٹنگے ہوئے تھے۔ لیکن نچلے خانے میں ایک خوب صورت اور قیمتی بیگ موجود تھا جس کی زپ کھلی ہوئی تھی۔ عمران نے بیگ اٹھایا اور اسے میز پر الٹ دیا۔ بیگ میں عام استعمال کی مختلف چیزیں تھیں۔ کرنسی نوٹوں کی چند گڈیاں بھی تہہ میں موجود تھیں۔ لیکن ان کے علاوہ کوئی خاص چیز نہ تھی۔ عمران نے بیگ کے خفیہ خانے تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ بیگ کی تہہ کی دائیں سائیڈ میں ایک خفیہ خانہ تلاش کر لینے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اس خانے میں سے نیلے رنگ کی جلد کی ایک لمبی لیکن پتلی سی ڈائری نکلی۔ اور عمران اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ یہ جان بینزے کی ذاتی ڈائری تھی۔ جس میں اس نے کچھ خاص واقعات کے علاوہ بہت سی عورتوں کے نام اور ان کے متعلق اپنی آراء وغیرہ لکھی ہوئی تھیں لیکن پھر ایک صفحہ کھولتے ہی عمران چونک پڑا۔ اس صفحے پر گریٹ بال کے الفاظ موجود تھے۔ جس کے نیچے ایک نقشہ سا بنا ہوا تھا۔ اس نقشے کے نیچے چند لائنوں میں اس کی تفصیلات درج تھیں۔ اور آگے ایک نام لکھا ہوا تھا ڈاگ بل۔ عمران چند لمحے غور سے ان الفاظ کو دیکھتا رہا۔ اور پھر اس نے ڈائری کے اور ورق چیک کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن اس کے علاوہ اور کہیں اس کے کام کے کوئی الفاظ موجود نہ تھے۔ عمران نے ڈائری جیب میں ڈالی اور پھر واپس

دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ بھئی۔ ہمارے آنے سے پہلے ہی جان بینزے کے پاس ملک الموت پہنچ گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف اور جوانا سے کہا جو خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

"لیکن یہ مرا کیسے ماسٹر۔ اس کی لاش دیکھ کر تو ایسے لگتا ہے جیسے اسے کسی نے آگ میں جلا دیا ہو لیکن اس کا لباس سلامت ہے"۔ جوانا نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یہ کارنامہ مخصوص ریز کا ہے۔ وہ ڈبہ یقیناً کوئی خاص ٹرانسمیٹر ہو گا۔ جس کے اندر یہ ریز پہلے سے بند تھیں۔ اور پھر شاید کوئی کال کرتے وقت وہ ریز آن ہو گئیں۔ بہرحال ہمارا مقصد حل ہو گیا ہے" عمران نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"کیا ہیڈ کوارٹر کا پتہ لگ گیا ہے۔ کہاں ہے وہ"۔۔۔۔ جوانا نے لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر کا تو نہیں البتہ گریٹ بال کے ایک محفوظ راستے کا علم ہو گیا ہے۔ تم کسی ڈاگ بل کو جانتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کھلے لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس وقت لفٹ میں صرف وہ تینوں تھے۔ اس لئے وہ کھل کر باتیں کر رہے تھے۔ جوانا نے انکار میں سر ہلا دیا۔ لفٹ سے نکل کر وہ تینوں اطمینان سے چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر آ گئے۔ کاؤنٹر پر چونکہ خاصا رش تھا۔ اس لئے کاؤنٹر مین انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھ ہی نہ سکا۔

باہر نکل کر عمران پیدل ہی فٹ پاتھ پر چل پڑا۔ اور پھر ایک سڑک پر

گھومنے کے بعد وہ ایک ایسے بازار میں پہنچ گیا جہاں سپر مارکیٹیں تھیں۔

"اب ہم نے فوری طور پر میک اپ کرنا ہے۔ کیونکہ جیسے ہی جان بینزے کی لاش دستیاب ہوگی کاؤنٹر مین نے ہمارے حلیے پولیس کو بتا دینے ہیں۔ اور پھر پولیس نے ہمیں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دینا۔ اور ابھی ہم نے اس ڈاگ بل کو بھی تلاش کرنا ہے۔ نجانے وہ کہاں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر باس۔ جان کارلو کے پاس چلتے ہیں۔ وہ میرا بہترین دوست ہے۔ وہاں سے ہمیں ہر قسم کا تعاون مل سکتا ہے اور وہ یقیناً اس ڈاگ بل کو بھی جانتا ہوگا"۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"اس سے بھی مل لیں گے۔ کچھ نہ کچھ تو بدل ہی لیں۔ تم علیحدہ علیحدہ ہو کر باہر ہی رک جاؤ۔ میں اندر جا کر اپنے اور تمہارے لئے لباس بھی لے آتا ہوں اور ریڈی میڈ میک اپ کا سامان بھی۔ پھر ہم مارکیٹ کے ٹوائلٹس میں جا کر لباس بھی تبدیل کر لیں گے اور ریڈی میڈ میک اپ بھی۔ اس طرح کم از کم ہم اطمینان سے تمہارے دوست تک پہنچ سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر خود تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سپر مارکیٹ کے گیٹ میں داخل ہو گیا۔ جوزف اور جوانا علیحدہ ہو کر دکانوں کے شوکیسوں کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے خریداری کے لئے کوئی نئی چیز تلاش کر رہے ہوں۔

"یہ لو پیکٹ۔ اور اندر چلے جاؤ"۔۔۔۔ اچانک جوانا کے قریب سے عمران کی آواز سنائی دی اور جوانا نے چونک کر اسے دیکھا



حالانکہ وہ اسے مارکیٹ کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ لیکن اس وقت اس کے ذہن میں ذرا بھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ آنے والا عمران ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن اب اس کی آواز سن کر اسے معلوم ہوا کہ پہلے سے یکسر مختلف آدمی عمران ہی ہے۔ عمران نے نہ صرف پہلے سے بالکل مختلف لباس پہنا ہوا تھا بلکہ اس کے چہرے اور بالوں کا رنگ تک بدل چکا تھا۔ اس کی آنکھوں پر ہلکے سرخ رنگ کے چوڑے شیشوں والی عینک تھی۔ اس نے ہاتھ میں دو شاپنگ بیگ پکڑے ہوئے تھے۔

"اوہ۔ آپ"۔۔۔۔ جوانا نے چونک کر کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ایک بیگ اسے پکڑا دیا۔

"اس میں ریڈی میڈ میک اپ بھی ہے۔ اور واپسی میں اپنا موجودہ لباس اسی بیگ میں ڈال کر ویسٹ ڈرم میں پھینک دینا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جوانا اس کے ہاتھ سے بیگ پکڑ کر سر ہلاتا ہوا اس طرف کو چل پڑا جدھر ٹوائلٹس کی ایک لمبی سی قطار موجود تھی اور عمران اب جوزف کی طرف بڑھ گیا جو مارکیٹ کی دوسری طرف شوکیسوں کے معائنے میں ابھی تک مصروف تھا۔ اس نے جوزف کو وہی ہدایات دے کر دوسرا شاپنگ بیگ دیا اور جوزف بھی جوانا کی طرح ٹوائلٹس کی طرف بڑھ گیا۔ عمران انہیں بھیجنے کے بعد خود ایک طرف بنے ہوئے پبلک فون بوتھس کی قطار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہ بوتھ منتخب کیا جس سے غیر ملکی کال کی جا سکتی تھی۔ اور پھر اس نے فون پر لگے ہوئے ڈایاگرام کو غور سے دیکھتے ہوئے اس میں سے

پاکیشیا کا نام چیک کیا۔ اس پر پاکیشیا کے لئے کال کی رقم بھی تحریر
تھی۔ یہاں ایکریمیا میں چونکہ ٹیلی فون کے سرکاری ادارے کے ساتھ
ساتھ پرائیویٹ کمپنیاں بھی کام کرتی تھیں۔ اس لئے مقابلے کے تحت
ہر کمپنی کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ کم سے کم ریٹس رکھ کر زیادہ سے
زیادہ گاہک بنا سکے۔ یہی وجہ تھی کہ ہر کمپنی کے ریٹس دوسرے سے
مختلف ہوتے تھے۔ عمران نے ریٹس دیکھ کر دو چھوٹے نوٹ جیب
سے نکال کر انسٹرومنٹ میں بنے ہوئے مخصوص خانے میں ڈالے
اور پھر ڈایاگرام پر پاکیشیا کے سامنے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔
دوسرے لمحے انسٹرومنٹ کے اوپر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس
کا مطلب تھا کہ پاکیشیا سے سٹیلائٹ کے ذریعے فوری رابطہ قائم
ہو چکا ہے۔ یہ ایسا سسٹم تھا جو مکمل طور پر خودکار تھا۔ اُسے کوئی کوڈ
نمبر وغیرہ ڈائل نہ کرنے تھے۔ اس بلب کے جلنے کے بعد اس نے
صرف اپنے مطلوبہ نمبر ملانے تھے جیسے وہ پاکیشیا میں ہی بیٹھ کر
کال کر رہا ہو۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے دانش منزل
کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی
دی۔

"طاہر، میں عمران بول رہا ہوں ولنگٹن سے۔ تم نے گریٹ بال
کے سلسلے میں انتظامات مکمل کر لئے۔ مجھے اس کے لئے ایک
محفوظ راستے کا علم ہو گیا ہے۔ صرف مزید تفصیلات کی تلاش میں
ہوں۔ وہ تفصیلات ملتے ہی میں واپس آجاؤں گا" ـــــ عمران




نے کہا۔

"انتظامات تو مکمل ہو چکے ہیں۔ کیا اس مخصوص راستے کے لئے کوئی
نئے انتظامات کرنے ہوں گے" ـــــ بلیک زیرو نے چونک کر جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ بہرحال بنیادی انتظامات تو وہی رہیں گے۔ ٹیم کو بھی
تیار رکھنا۔ اب میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا" ـــــ عمران نے
کہا اور رسیور رکھ کر وہ بوتھ سے باہر آگیا۔

تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ ریڈی
میڈ میک اپ کی وجہ سے ان کے حلیوں میں اتنی تبدیلی بہرحال پیدا
ہو گئی تھی کہ پہلی نظر میں وہ پہچانے نہ جا سکتے تھے۔ لباس بھی تبدیل
ہو چکے تھے۔

"اب جان کارلو کے پاس چلنا ہے" ـــــ جوانا نے کہا۔

"فی الحال ہم اس کے پاس نہیں جا رہے۔ پہلے اولڈ پارک سے
ملنا بے حد ضروری ہے۔ وہ گریٹ بال کے علاقے میں طویل عرصے
تک رہا ہے۔ اگر وہ زندہ ہوا تو اس سے اس خصوصی راستے کے
بارے میں انتہائی بیش قیمت معلومات مل سکتی ہیں" ـــــ عمران نے
کہا۔ اور ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا اور جوزف بھی اس کے
پیچھے چل دیئے۔

سرخ رنگ کی سپورٹس کار واشنگٹن کی فراخ سڑک پر اس قدر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی جیسے وہ عام سڑک پر چلنے کی بجائے کسی ورلڈ موٹر ریس میں شریک ہو۔ کار کی چھت اور دونوں سائیڈوں پر سنہرے رنگ میں ایک لومڑی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ لیکن ایکریمیا میں یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ یہاں کے منچلے اپنی کاروں پر ایسی تصویریں بنواتے تھے جو انہیں پسند آتی تھیں اور یہ تو صرف لومڑی کی تصویر تھی جب کہ ایکریمیا میں تو ایسی کاریں بھی کھلے عام سڑکوں پر دوڑتی پھرتی تھیں جن پر ایسے ایسے مناظر پینٹ ہوتے تھے کہ انہیں دیکھ کر بے شرم سے بے شرم آدمی کی نگاہیں بھی ایک بار تو شرم سے جھک جاتی تھیں۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک خوب صورت ایکریمی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے سر پر مخروطی سی مخمل کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اس





ٹوپی کا رنگ سرخ تھا۔ اور اس پر سنہرے رنگ کی آڑھی ترچھی لہریں بنی ہوئی تھیں۔ اس کے شاہ بلوط رنگ کے بال ٹوپی کے نیچے سے کندھوں تک لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے جسم پر کفنی سرخ رنگ کا انتہائی چست لباس تھا جس پر جگہ جگہ سنہرے رنگ کی لومڑی کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی کہ یک لخت ڈیش بورڈ کی طرف سے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اور اس آواز کو سنتے ہی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی بُری طرح چونک پڑی۔ لڑکی نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر اس نے اُسے سائیڈ پر لے جانے کا مخصوص اشارہ چلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کار کو سائیڈ پر آہستہ آہستہ کرنے لگی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ دائیں طرف واقع سارے روڈ ٹریکس کو کراس کرتی ہوئی سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی ایک مخصوص جگہ پر اُسے روک دیا ——— گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ اور کار روک کر لڑکی نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود فون رسیور نکال کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو ——— گیری کالنگ بیولا" ——— ایک تیز آواز سنائی دی۔ اور لڑکی یہ آواز سنتے ہی چونک پڑی۔

"اوہ گیری۔ تم کہاں سے بول رہے ہو" ——— لڑکی جس کا نام بیولا تھا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نارک میں ہوں ڈیئر۔ اور میں نے تمہارے لئے ایک شاندار کام ڈھونڈھ نکالا ہے" ——— گیری کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی

دی۔

"شاندار کام۔ اچھا ——— کس قدر شاندار ہے۔ ذرا تفصیل تو بتاؤ" لڑکی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"مذاق نہیں کر رہا۔ واقعی شاندار ہے۔ پچاس لاکھ ڈالر اور وہ بھی نقد۔ کھو سے شاندار" ——— گیری کی آواز سنائی دی۔

"پچاس لاکھ ڈالر ——— اوہ۔ یہ کوئی نیا مذاق ہے" ——— لڑکی نے حیرت سے سیٹی بجاتے ہوئے کہا۔

"بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ پچاس لاکھ ڈالر کا سن کر تم آدھے ایکریمیا کو قتل کرنے پر تیار ہو جاؤ گی۔ اس لئے میں نے کام پکڑ بھی لیا ہے۔ اور یہ رقم تمہارے اکاؤنٹ میں جمع بھی ہو چکی ہے" گیری نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— میرے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر جمع ہو چکے ہیں۔ ویری گڈ۔ اب تو واقعی میں آدھے ایکریمیا کو بھی قتل کر سکتی ہوں اب جلدی سے کام بھی بتا دو" ——— لڑکی کے لہجے میں بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"صرف ایک آدمی کو قتل کرنا ہے" ——— گیری شاید تھوڑی تھوڑی تفصیل بتا کر لطف لے رہا تھا۔

"ایک آدمی کو قتل کرنا ہے۔ اور معاوضہ پچاس لاکھ ڈالر۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو۔ یا پھر ایکریمیا کے صدر کو تو قتل نہیں کرنا" ——— لڑکی پہلے سے بھی زیادہ حیران ہو کر بولی۔

"میں نشے میں نہیں ہوں ڈیئر۔ اور تمہارے بغیر تو میں ساری دنیا



کی شراب بھی پی جاؤں تب بھی نشہ نہیں ہوتا۔ اور ایکریمیا کے صدر کو بھی قتل نہیں کرنا۔ ایک عام سے آدمی کو قتل کرنا ہے۔ اور یہ کام بھی ولنگٹن میں ہونا ہے" ——— گیری نے جواب دیا۔

"پھر یقیناً تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے گیری۔ ایک عام آدمی کو قتل کرنے کا معاوضہ پچاس لاکھ ڈالر کوئی دے سکتا ہے" ——— لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو وہ عام سا آدمی ہے۔ ایک پاکیشیائی ہے۔ لیکن اس کے متعلق جو تفصیلات ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اُسے قتل کرنا ایکریمیا کے صدر کے قتل سے زیادہ مشکل ہو گا۔ اور آج تک پوری دنیا کے بڑے سے بڑے پیشہ ور قاتل اُسے قتل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور ایک اور بات بھی بتا دوں۔ یہ کام میں نے اس لئے بھی لے لیا ہے کہ تم اکثر کہتی رہتی تھیں کہ تم کبھی نہ کبھی اپنی ماں مادام بریتھا کے قتل کا انتقام لو گی۔ تو یہ آدمی تمہاری ماں کا قاتل ہے" ——— گیری نے کہا۔ اور ہیولا اس بُری طرح اچھل پڑی جیسے سیٹ کے سپرنگوں میں الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا مطلب علی عمران سے ہے" ——— ہیولا نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہی علی عمران جسے قتل کرنے کے لئے تمہاری ماں مادام بریتھا ماسٹر کلرز کو لے کر پاکیشیا گئی تھی۔ اور پھر ہلاک کر دی گئی۔ اور نہ صرف ہلاک کر دی گئی بلکہ پوری تنظیم ہی ختم ہو گئی۔ اور بریتھا کا ساتھی جوانا وہ حبشی جوانا اسی علی عمران کا ملازم بھی ہو گیا۔ اور یہ بھی بتا دوں

کہ یہ جوانا اس وقت بھی علی عمران کے ساتھ ولنگٹن آیا ہوا ہے۔ گیری نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— کیا تم واقعی سچ کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ اس کے قتل کے لئے تو اگر مجھے ایک ڈالر بھی نہ دیا جاتا تب بھی میں یہ کام ضرور کرتی۔ ماں کے قاتل سے انتقام کے لئے ہی تو میں نے یہ پیشہ اختیار کیا ہے۔ ورنہ جب میری ماں قتل ہوئی تھی اس وقت میں یونیورسٹی کی ایک عام سی طالبہ تھی۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میری ماں کا تعلق کسی پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم سے ہے۔ لیکن جب میں نے ماں کے مرنے کے بعد اس کے ذاتی کاغذات چیک کئے تب مجھے اس ساری تفصیلات کا علم ہوا۔ میری ماں باقاعدہ ڈائری لکھنے کی عادی تھی۔ اور اس نے پاکیشیا جانے سے پہلے اس عمران والے مشن کی پوری تفصیلات لکھی تھیں۔ اس سے مجھے اس عمران کے متعلق معلوم ہوا تھا۔ اور میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی ماں کے قاتل کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گی۔ لیکن پھر میں نے مختلف ذرائع سے جب اس عمران کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے احساس ہوا کہ اسے قتل کرنے کے لئے مجھے طویل ٹریننگ اور پختگی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ میں نے ٹریننگ لینی شروع کر دی۔ اس کے بعد تم سے ملاقات ہوئی اور پھر تمہاری وجہ سے میں عملی میدان میں آ گئی۔ اور تم حالانکہ ایکریمیا کے معروف قاتل تھے۔ لیکن چونکہ میرے سینے میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اس لئے تم نے دیکھا کہ آج گولڈن فاکس کا نام ایکریمیا کی زیر زمین



دنیا میں دہشت بن چکا ہے۔ اور اب میں سمجھتی ہوں کہ مجھ میں اتنی پختگی آ چکی ہے کہ اب میں اس عمران کو آسانی سے قتل کر سکتی ہوں۔ وہ ڈیئر گیری۔ آج تم نے درحقیقت مجھے ایک بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ کہاں ہے یہ عمران اور وہ جوانا جس نے میری ماں کے قتل کے بعد اس کا انتقام لینے کی بجائے اس کے قاتل کی ملازمت اختیار کر لی۔ میں اس کا بھی خاتمہ کر دوں گی"——— ہیولا نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ میں نے سنا ہے وہ عمران خوب صورت بھی ہے اور باتیں بھی ایسی کرتا ہے کہ لڑکیاں اس پر پروانوں کی طرح نچھاور ہونے لگ جاتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ پچاس لاکھ ڈالر کے بدلے میں اپنی خوب صورت ترین بیوی سے ہی ہاتھ دھو بیٹھوں"——— گیری نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں لڑکی نہیں عورت ہوں اور دوسری بات یہ کہ عمران لاکھ خوب صورت ہو بہر حال گیری سے زیادہ وجیہہ نہیں ہو سکتا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جس کی موت پر مجھے پچاس لاکھ ڈالر بھی مل رہے ہوں۔ اور میرا انتقام بھی پورا ہو رہا ہو۔ اس کے بعد تو تمہاری تشویش قطعی بے جا ہے"——— ہیولا نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ ہے میں نے پچاس لاکھ ڈالر پیشگی کیوں حاصل کئے۔ اور فوراً تمہارے اکاؤنٹ میں کیوں جمع کرائے۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے تم پورے اسرائیل کے یہودیوں کو ملا کر بھی دولت کے

معاملے میں ان سے بڑی یہودن ہو۔ اس لئے عمران چاہے پرستان
کا شہزادہ ہی کیوں نہ ہو۔ تمہیں اس کی نسبت پچاس لاکھ ڈالروں میں
زیادہ کشش محسوس ہو گی"۔۔۔۔۔ گیری نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم مجھے اس طرح یہودن کہہ رہے ہو جیسے تم خود یہودی
نہ ہو۔ مجھے اب بھی یقین ہے کہ تم نے پچاس لاکھ ڈالروں میں سے
اپنا حصہ ضرور کاٹ لیا ہو گا۔ بہرحال مجھے اس مشن کی تفصیل بتاؤ۔
گولڈن فاکس کو کس نے ہائر کیا ہے۔ اور اس قتل کے لئے میرے
پاس کتنا وقت موجود ہے۔ اور وہ قاتل عمران اس وقت کہاں موجود
ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ اب میرے لئے ایک ایک لمحہ قیامت
کا لمحہ بن چکا ہے"۔۔۔۔۔ بیولا نے فقرے کے آخر میں بے حد
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک بہت بڑی یہودی تنظیم ہے واٹر پاور۔ اس نے ہمیں
ہائر کیا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ تمہارے متعلق ان کے
پاس رپورٹیں موجود تھیں اس لئے تمہارا انتخاب کیا گیا۔ پھر ایک
ذریعے سے مجھ سے رابطہ قائم ہوا۔ اور جب مجھے تفصیلات کا
علم ہوا تو میں رضامند ہو گیا۔ میں نے عمران کی اہمیت کے پیش نظر
پچاس لاکھ ڈالر مانگے اور وہ بھی پیشگی۔ میرا خیال تھا کہ آخر یہودی
تنظیم ہے پچاس لاکھ مانگوں گا تو پانچ لاکھ مل ہی جائیں گے۔ لیکن
میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب وہ فوراً ہی پچاس لاکھ میں رضامند
ہو گئے۔ اور انہوں نے کیش پے منٹ بھی کر دی۔ یہ سارا معاملہ
اب سے ایک گھنٹہ پہلے شروع ہوا اور اس دوران مکمل بھی ہو



گیا۔ اب جہاں تک عمران کی یہاں ولنگٹن میں موجودگی کا تعلق ہے
تو مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ جوانا اور ایک اور حبشی کے ساتھ دو گھنٹے
پہلے ولنگٹن پہنچا ہے۔ وہ یہاں واٹر پاور کے ایک اور رکن کے پیچھے آیا
تھا۔ لیکن واٹر پاور کے چیف باس کو اطلاع مل گئی اور اس نے عمران
کے اس آدمی تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنے اہم رکن کو ہلاک کر دیا۔
اس کے بعد اس نے ہم سے رابطہ قائم کیا۔ اس لئے بس اتنا معلوم
ہے کہ عمران اور اس کے حبشی ساتھی ولنگٹن میں موجود ہیں۔ واٹر پاور
کا وہ آدمی ہیرا ڈائز میں رہ رہا تھا۔ اور وہیں اسے ہلاک کیا گیا۔ اس
لئے یقیناً عمران اور اس کے ساتھی وہیں آئے ہوں گے۔ ان کے
متعلق معلومات وہاں سے مل سکتی ہیں۔ ویسے مجھے بتایا گیا ہے کہ
عمران ایکریمین میک اپ میں ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ میک اپ
بدل بھی سکتا ہے۔ اس لئے اس کو تلاش کرنا ہمارا اپنا کام ہے۔
باقی رہا وقت تو وقت طے نہیں ہوا۔ بہرحال اسے قتل کرنا ہے۔
اور اس کا کٹا ہوا سر ہم نے واٹر پاور تک پہنچانا ہے۔ اگر تم کہو تو
میں ولنگٹن آجاؤں۔ تاکہ مل کر اسے تلاش کریں"۔۔۔۔۔ گیری نے
بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں آجاؤ۔ میں بہرحال اسے تلاش کرنا شروع کر دیتی ہوں اور
سنو تم میری عادت جانتے ہو۔ اس لئے مشن کے دوران میں جو
کچھ بھی کروں تم نے قطعی مداخلت نہیں کرنی"۔۔۔۔۔ بیولا نے
سخت لہجے میں کہا۔

"مجھ سے زیادہ تمہارے اصول اور کون جانتا ہو گا۔ اس لئے

تم فکر نہ کرو۔ تم چاہے عمران کی باہنوں میں باہنیں ڈال کر رقص کرتی
رہو۔ میں مداخلت نہیں کروں گا۔ اچھا اب اجازت۔ اب وہیں
دلنگٹن میں ہی ملاقات ہو گی"۔۔۔۔ گیری نے کہا۔ اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بیولا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور واپس رکھ دیا۔

"میں تمہیں ہر صورت میں تلاش کروں گی عمران۔ میں نے تم سے
بہت پرانا حساب چکانا ہے"۔۔۔۔ بیولا نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار چلائی اور اُسے سڑک پر لے
آ کر اگلے چوک سے اس نے موڑ کاٹا اور دائیں طرف جانے والی سڑک
پر بڑھ گئی۔ اب وہ جلد از جلد پیراڈائز پہنچنا چاہتی تھی۔ لیکن پھر اچانک
اُسے ایک خیال آیا تو اس نے کار ایک بار پھر سائیڈ پر کر کے روک
دی۔ سر سے ٹوپی اتار کر اس نے پچھلی سیٹ پر رکھ دی اور سائیڈ سیٹ
کو اس طرح اوپر اٹھایا جیسے ڈھکن کھلتا ہے۔ نیچے سیٹ جتنا ہی خانہ
تھا۔ اس میں سے اس نے ایک بیگ نکالا اور پھر سیٹ بند کر کے
اس نے بیگ کھولا اور بیگ کے اندر جینز اور سنہرے رنگ کی
ایک خوب صورت لیڈیز شرٹ موجود تھی۔ اس نے مڑ کر کار کے
ڈیش بورڈ کے ساتھ لگے ہوئے بٹنوں کے پینل میں سے ایک بٹن
دبایا تو کار کے سارے شیشوں پر سیاہ رنگ کی چادر سی چڑھ گئی۔
اب باہر سے اُسے کسی طرح بھی نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس نے پہنا
ہوا لباس اتارا اور پھر بیگ میں سے نکلا ہوا لباس پہننے میں مصروف
ہو گئی۔ لباس پہننے کے بعد اس نے بیگ کے اندر موجود مخصوص اسلحہ



اس لباس کی خفیہ جیبوں میں ایڈجسٹ کیا۔ اور اتارا ہوا لباس اور پچھلی
سیٹ پر پڑی ہوئی ٹوپی اٹھا کر اسے تہہ کر کے اسی بیگ میں بند کر
دیا۔ بیگ کو واپس سیٹ کے نیچے بنے ہوئے خانے میں رکھ کر
اس نے سیٹ بند کی اور پھر بٹن دبا کر شیشوں پر آجانے والی سیاہ
چادر ہٹائی اور کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار پیراڈائز ہوٹل کی وسیع و عریض پارکنگ
میں روک چکی تھی۔ کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہال کی طرف
بڑھ گئی۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھی۔
اور پھر کاؤنٹر پر موجود لڑکی کو دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی ابھر
آئی۔ کیونکہ کاؤنٹر پر موجود لڑکی شیف اس کی خاصی گہری دوست تھی۔

"اوہ بیولا۔۔۔ تم اور یہاں۔ خیریت"۔۔۔۔ کاؤنٹر گرل شیف
نے حیرت بھرے انداز میں بیولا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں۔۔۔ میرا یہاں آنا منع ہے۔ ایک پیگ ریڈ ہارس
کا تو دو"۔۔۔ بیولا نے کاؤنٹر پر کہنیاں ٹکاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ارے نہیں۔ تم خود ہی تو کہتی ہو کہ ان بڑے ہوٹلوں سے تمہیں
وحشت ہوتی ہے۔ جہاں ہر شخص تکلفات میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے۔
اس لئے کہہ رہی تھی"۔۔۔ شیف نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر
وہ بیولا کے لئے جام تیار کرنے لگی۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میں کرائم رپورٹر ہوں اور مجھے کرائم کی
خوشبو میلوں دور سے آجاتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں
کوئی قتل ہو گیا ہے"۔۔۔ بیولا نے جام اٹھا کر چسکی لیتے ہوئے کہا

"ہاں۔ تمہیں درست معلوم ہوا ہے۔ ناراک میں کاسموس کلب کا مالک جان بینزرے کا قتل ہوا ہے۔ تفصیلات تمہیں پولیس ہیڈ کوارٹر سے مل سکتی ہیں" ـــــ شیف نے جواب دیا۔

"بس۔ تمہارے ہوتے اب مجھے پولیس ہیڈ کوارٹر جانا پڑے گا" ـــــ بیولا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور شیف کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ بات نہیں۔ میری ڈیوٹی ابھی شروع ہوئی ہے مجھ سے پہلے فریڈ یہاں موجود تھا اس کی ڈیوٹی کے دوران یہ سب کچھ ہوا۔ اس لئے مجھے واقعی تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ صرف اتنا علم ہے جتنا میں نے تمہیں بتا دیا" ـــــ شیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پولیس نے آخر میں بیانات وغیرہ لئے ہوں گے کچھ قاتلوں کا پتہ چلا" ـــــ بیولا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فریڈ نے بتایا ہے کہ آخری بار تین افراد جان بینزرے سے ملنے آئے تھے۔ ان میں سے ایک ایکریمین اور دو لمبے تڑنگے حبشی تھے وہ اُسے واپس جاتے دکھائی نہیں دیئے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے" ـــــ شیف نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ بہت شکریہ۔ باقی تفصیلات میں پولیس سے حاصل کر لوں گی۔ جام کے پیسے دوں" ـــــ بیولا نے جام سے آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا

"ارے نہیں بیولا۔ یہ میری طرف سے ہو گیا ہے۔ اس وقت



ڈیوٹی پر ہوں ورنہ بیٹھ کر گپ شپ لگاتے" ـــــ شیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر بس جام کے لئے شکریہ" ـــــ بیولا نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس گیٹ کی طرف مڑ گئی۔ شیف سے اُسے یہ بات کنفرم ہو گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئے ضرور تھے اور ظاہر ہے یہی جان بینزرے ہی دانٹر پاور کا خاص آدمی ہو گا۔ اور وہ پہلے ہی قتل ہو چکا ہو گا۔ اس لئے وہ چھپ کر واپس نکل گئے ہوں گے۔ تب ہی کاؤنٹرمین فریڈ کا یہ بیان تھا کہ اس نے انہیں واپس جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بہرحال اب اس نے اس عمران کو تلاش کرنا تھا۔ لیکن ولنگٹن ایک بین الاقوامی شہر تھا یہاں کی آبادی بھی بے پناہ تھی اس لئے بغیر کسی خاص کلیو کے وہ انسانوں کے اس جنگل میں سے عمران کو کیسے تلاش کرتی۔ جب کہ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ عمران میک اپ کا بھی ماہر ہے۔ یہاں بھی وہ ایکریمی میک اپ میں آیا تھا۔ اور ہو سکتا ہے یہاں سے نکلنے کے بعد اس نے اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ بدل لیا ہو۔ یہی سوچتی ہوئی ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں پہنچی اور پھر اُسے اچانک خیال آیا کہ اگر یہ لوگ ایئرپورٹ سے سیدھے یہاں ہوٹل آئے ہیں تو لازمی ٹیکسی پہ آئے ہوں گے۔ اور پھر ظاہر ہے یہاں سے نکلنے کے بعد بھی انہوں نے ٹیکسی ہی حاصل کی ہو گی۔ اس لئے ٹیکسی ہیڈ کوارٹر سے دو حبشیوں اور ایک ایکریمی کا گروپ بتا کر معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ یہی سوچتی ہوئی وہ کار میں بیٹھی اور پھر چند لمحوں بعد اس

کی کار مختلف سڑکوں پر ہوتی ہوئی ٹیکسی ہیڈ کوارٹر کی وسیع عمارت میں داخل ہوگئی۔ ولنگٹن میں ٹیکسی کاروں کا ایک مربوط نظام تھا۔ ہر ٹیکسی ہیڈ کوارٹر سے چلتی تھی۔ اور فارغ ہونے کے بعد وہیں آتی تھی اور فون کے ذریعے ان کا رابطہ بھی ہیڈ کوارٹر سے رہتا تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر سے بھی ان سے فون پر بات چیت کی جاسکتی تھی۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ اگر عمران وغیرہ واقعی کسی ٹیکسی پر گئے ہیں تو وہ ان کو ٹریس کر سکتی ہے۔ کار ایک طرف روک کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہیڈ کوارٹر کے چیف سپروائزر کے ڈیسک پر پہنچ گئی۔

"مجھے ایک پریشانی ہے۔ کیا آپ میرے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں" بیولا نے سپروائزر کے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔

"ٹیکسی کے سلسلہ میں کوئی پریشانی ہے" ____ ادھیڑ عمر سپروائزر نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ اب میں اپنی خاندانی پریشانیاں تو آپ کے پاس نہیں لے آسکتی تھی" ____ بیولا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور چیف سپروائزر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کے ساتھ تعاون کے لئے تو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں فرمائیے" ____ سپروائزر نے بیولا کو ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے تین دوستوں کو تلاش کرنا چاہتی ہوں وہ ہوٹل پیراڈائز یا اس کے آس پاس کے علاقے سے ٹیکسی میں سوار ہو کر کہیں گئے ہیں۔ میرا ان سے ملنا انتہائی ضروری ہے۔ ان میں سے ایک ایکریمین





اور دو حبشی ہیں" ____ بیولا نے کہا۔

"ان کے حلیے وغیرہ بتا دیں تو آسانی رہے گی" ____ سپروائزر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"حلیے تو ان سے ملنے کے بعد ہی بتا سکتی ہوں۔ ایک کاروباری مسئلہ تھا۔ میں نے ان سے ہوٹل پیراڈائز میں وقت مقرر کر رکھا تھا۔ اور شناخت کے لئے ٹیبل ریزرو تھی۔ لیکن وہاں کوئی قتل ہوگیا۔ اس لئے وہ لوگ بغیر کچھ بتائے چلے گئے۔ کام انتہائی ضروری ہے۔ میرے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ بہر حال وہ ایک ایکریمین اور دو حبشی ہیں" بیولا نے کہا۔ اور سپروائزر نے سر ہلا دیا۔ اس کے بعد اس نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر" ____ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"سیکٹر فور کے تمام ٹیکسی ڈرائیوروں کو جنرل کال دو کہ اگر ان میں سے کسی نے ہوٹل پیراڈائز یا اس کے آس پاس کے علاقے سے ایک ایکریمین اور دو حبشیوں کو پک کیا ہو تو وہ براہ راست مجھ سے بات کرے" ____ سپروائزر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور سپروائزر نے رسیور رکھ دیا۔

"اگر یہ لوگ ٹیکسی میں سوار ہوئے ہیں تو ابھی پتہ چل جائے گا" ____ سپروائزر نے کہا اور بیولا نے سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً چار منٹ بعد ہی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سپروائزر نے

ریسیور اٹھالیا۔ ہیولا کے چہرے پر بھی اشتیاق امڈ آیا۔

"یس چیف سپروائزر ہیڈ کوارٹر" ——— سپروائزر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نائنٹی تھری جیکب بلسن بول رہا ہوں۔ جنرل کال مجھے ملی ہے۔ میں نے ہوٹل پیراڈائز کے قریب ڈیسلے روڈ کے ٹیکسی اسٹینڈ سے ایک ایکریمین اور دو لمبے تڑنگے حبشیوں کو پک کیا ہے۔ اور انہیں میں نے اولڈ بیلی روڈ پر پارک ولا کے گیٹ پر ڈراپ کیا ہے" ——— ٹیکسی ڈرائیور جیکب بلسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اولڈ بیلی روڈ پارک ولا۔ کتنی دیر ہوئی ہے وہاں ڈراپ کئے" سپروائزر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ بیس منٹ ہوئے ہوں گے جناب" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور سپروائزر نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"وہ میرے خیال میں وہیں ہوں گے مس۔ اگر وہ وہاں سے روانہ ہو جاتے تو لازماً دوسری کال بھی آجاتی" ——— سپروائزر نے کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو۔ اب میں انہیں مل لوں گی۔ آپ کے تعاون کا بے حد شکریہ" ——— ہیولا نے تشکرانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر سپروائزر سے مصافحہ کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دفتر کی عمارت سے باہر آگئی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی مسرت جھلک رہی تھی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اولڈ بیلی روڈ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ





اولڈ بیلی روڈ پر پہنچی۔ تو اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ اس روڈ پر پرانی رہائشی عمارات موجود تھیں۔ وہ ان عمارات میں سے پارک ولا تلاش کرتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پارک ولا کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ ایک پرانی اور بوسیدہ سی عمارت تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے گذشتہ صدی میں اسے تعمیر کیا گیا ہو۔ اور پھر اس کی کبھی مرمت نہ کی گئی ہو۔ ویسے عمارت کا ڈیزائن اور اس کی وسعت بتا رہی تھی کہ جب یہ تعمیر ہوتی ہو گی تو یہ واقعی ولنگٹن کی خوب صورت عمارتوں میں شامل ہو گی۔ ہیولا نے کار کے لئے پارکنگ تلاش کرنی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے پارکنگ کے لئے مخصوص جگہ تلاش کر لی۔ کار وہاں پارک کر کے وہ نیچے اتری۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتی پارک ولا کے پھاٹک پر پہنچ گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اندر موجود ہیں یا نہیں۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر وہ اندر ہوئے تو وہ ان سے ملے گی اور پھر یہ بہانہ بنائے گی کہ وہ کسی اور کو تلاش کر رہی تھی اور اگر وہ نہ ہوئے تو پھر معلوم کرے گی کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ چند لمحوں بعد بڑے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر ملازم باہر آگیا۔ اس کے جسم پر بحری ملاحوں جیسی یونیفارم تھی۔ لیکن یہ یونیفارم بے حد پرانی اور میلی ہو رہی تھی۔

"میرے تین دوست یہاں آئے ہیں۔ ایک ایکریمی اور دو حبشی" ہیولا نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ مس۔ وہ تو ابھی چند منٹ ہوئے واپس چلے گئے ہیں۔ وہ

آنریبل ایڈمرل پارک سے شرف ملاقات حاصل کرنے آئے تھے
اور ملاقات کے بعد واپس چلے گئے ہیں" ___ ملازم نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔
"اچھا۔ پھر کیا میں آنریبل پارک صاحب سے مل سکتی ہوں" ___
بیولا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"مس پلیز پورا نام لیجئے۔ آنریبل ایڈمرل پارک" ___ ملازم نے
اس طرح خوفزدہ لہجے میں پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے
خطرہ ہو کہ اگر اس نے پورا نام نہ لیا تو ابھی اسے پیچھے سے گولی مار دی
جائے گی۔
"اوہ۔ تو وہ اب بھی ایڈمرل ہیں" ___ بیولا نے حیران ہو کر کہا
"جی نہیں۔ انہیں ریٹائر ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں لیکن وہ اپنے
آپ کو ریٹائر نہیں سمجھتے۔ آپ کا کارڈ" ___ ملازم نے اس بار
آہستہ سے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بیولا بھی مسکرا کر سر
ہلانے لگی۔ پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ملازم کے
ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس کارڈ پر اسے ایکریمیا کے سب سے بڑے اخبار
ایکریمیا ٹائمز کا چیف کرائم رپورٹر ظاہر کیا گیا تھا۔ اور ویسے در حقیقت تھا بھی
ایسے ہی۔ اس نے چونکہ یونیورسٹی سے صحافت پر باقاعدہ ماسٹر ڈگری
حاصل کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ ایکریمین ٹائمز میں بطور کرائم رپورٹر
ہی ملازم ہوئی تھی اور اب چیف کرائم رپورٹر تھی۔ پیشہ ور قتل کا کام
تو وہ سائیڈ بزنس کے طور پر کرتی تھی۔ گیری بھی ایکریمین ٹائمز میں
ہی ملازم تھا۔ وہ وہاں ایڈورٹائزمنٹ شعبے سے متعلق تھا۔ اس کی



سے ملاقات اخبار میں ہی ہوئی تھی۔ پھر جب انکشاف ہوا کہ
دونوں ایک ہی سائیڈ بزنس کرتے ہیں تو پھر ان دونوں نے شادی
کر لی تھی لیکن ابھی وہ بچوں وغیرہ کے بکھیڑے سے پاک تھے۔
ملازم کارڈ لے کر اندر چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس آیا
اس نے بیولا کو اندر آنے کے لئے کہا۔ عمارت جو باہر سے اس
قدر خستہ اور بوسیدہ لگ رہی تھی۔ اندر سے انتہائی شاندار تھی۔
بیولا کو ایک شاندار ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا اور چند لمحوں بعد
جب ایک بے حد بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا تو بیولا اٹھ کھڑی ہوئی
کیونکہ اسے دیکھتے ہی وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سنکی بوڑھا ہی ایڈمرل
پارک ہے۔ پارک نے ایڈمرل کی پوری یونیفارم باقاعدہ پہنی ہوئی تھی۔
"ایڈمرل پارک" ___ بوڑھے نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھول
کر بیولا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ بالکل قدیم ملاحوں کی
طرح کڑکدار تھا۔ لیکن ظاہر ہے بڑھاپے کی وجہ سے آواز میں کڑک
کی بجائے لرزش زیادہ نمایاں تھی۔
"آنریبل ایڈمرل پارک۔ میرا نام بیولا کرسٹائن ہے۔ اور میں
ایکریمین ٹائمز کی چیف کرائم رپورٹر ہوں" ___ بیولا نے پوری تفصیل
سے اپنا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ اس سنکی بوڑھے کو خوش
کرنے کے لئے اسے خاص طور پر آنریبل ہی کہا تھا۔
"تو تمہارا خیال ہے کہ ایکریمین نیوی کا ایڈمرل پارک ان پڑھ
ہے۔ کارڈ نہیں پڑھ سکتا کیوں" ___ بوڑھے کے لہجے میں غصہ
تھا۔ وہ واقعی خاصا سنکی تھا۔

"جی میرا یہ مطلب نہ تھا۔ آنریبل ایڈمرل یارک"۔۔۔۔ بیولا واقعی بوکھلا گئی تھی۔

"تم نے مجھے دو بار آنریبل کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کرائم رپورٹر ہونے کے باوجود بد اخلاق نہیں ہو۔ اس لئے تم بیٹھ سکتی ہو۔ ورنہ کرائم رپورٹر نام کی مخلوق سے مجھے بے حد نفرت ہے میرے نقطہ نظر سے یہ زندہ افراد کے گورکن ہوتے ہیں۔ ہر وقت مجرموں اور جرائم کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں"۔۔۔۔ بوڑھے سنکی نے کہا۔ اور بیولا کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس بوڑھے نے اُسے گورکن بنا دیا تھا۔ اس کا جی تو چاہ رہا تھا کہ بوڑھے کی گردن ایک لمحے میں توڑ دے لیکن پھر وہ ضبط کر کے بیٹھ گئی۔

"شکریہ۔ آنریبل ایڈمرل یارک"۔۔۔۔ بیولا نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ یارک ہاؤس میں کون سا مجرم داخل ہوا ہے یا یہاں کون سا جرم ہوا ہے جس کی رپورٹ حاصل کرنے تم آئی ہو"۔۔۔ بوڑھے سنکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں اپنے دوستوں سے ملنے آئی ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آنریبل ایڈمرل یارک سے شرف ملاقات حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری آمد سے پہلے چلے گئے ہیں"۔۔۔۔ بیولا نے کہا۔

"تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ کیا میں انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیتا تاکہ تمہاری آمد سے پہلے وہ یہاں سے جا نہ سکتے"۔۔۔۔



بوڑھے نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب یہ نہ تھا۔ آنریبل ایڈمرل یارک۔ میں چاہتی ہوں کہ ان سے ملاقات ہو جائے۔ لیکن وہ کہاں گئے ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہے"۔۔۔۔ بیولا نے بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ایڈمرل یارک ان کا پرائیویٹ سیکرٹری ہے۔ کہ ان کی آمد و رفت کا حساب رکھے گا"۔۔۔۔ بوڑھے کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ آپ کو تکلیف ہوئی۔ بہرحال مجھے کم از کم یہ فخر تو حاصل ہو گیا کہ میں نے ایکریمین نیوی کے آنریبل ایڈمرل یارک سے شرف ملاقات حاصل کر لیا"۔۔۔۔ بیولا نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو۔ تم واقعی اچھی لڑکی ہو۔ تمہاری مدد کی جا سکتی ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں لیکن اگر تم جان کارلو کو جانتی ہو تو وہ اس کے پاس گئے ہیں۔ میں نے باہر جاتے ہوئے ان کی بات سنی تھی کہ اب جان کارلو کے پاس چلتے ہیں"۔۔۔۔ بوڑھے نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید وہ بیولا کے طنزیہ فقرے کو تعریفی فقرہ سمجھ کر خوش ہو گیا تھا۔

"جان کارلو۔۔۔۔ میں تو نہیں جانتی"۔۔۔۔ بیولا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ حالانکہ وہ ایک جان کارلو کو اچھی طرح جانتی تھی۔

"پھر جاکر اُسے تلاش کرو۔ اب ایڈمرل پارک کا تو یہ کام نہیں کہ وہ جان کارلو کو تلاش کرنے کے لئے سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتا پھرے" بوڑھا ایک بار پھر اکھڑ گیا۔

"شکریہ۔ میں خود ہی انہیں تلاش کر لوں گی" ___ بیولا نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ اب وہ مزید اس بوڑھے کے ساتھ سر نہ کھپانا چاہتی تھی۔ بہرحال اُسے ایک ٹپ مل گئی تھی۔ وہ ایک جان کارلو کو اچھی طرح جانتی تھی۔ جس کا کارلو نامی بار حبشیوں کے انتہائی گنجان علاقے ہانگ سٹی میں تھا۔ اور چونکہ عمران کے ساتھ دو حبشی بھی تھے اس لئے اُسے یقین تھا کہ یہ لوگ اُسی جان کارلو کے پاس ہی گئے ہوں گے۔

پارک ولا سے نکل کر وہ سیدھی اپنی کار میں پہنچی اور پھر چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھ چکی تھی۔ لیکن کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھنے کی بجائے اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ٹیلی فون بیس ہک سے نکالا اور اس کی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے بٹن پینل میں سے چند بٹن پریس کئے اور رسیور کانوں سے لگا لیا۔

"یس ___ کارلو بار" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جان کارلو سے بات کراؤ۔ میں ایکریمین ٹائمز کی چیف کرائم رپورٹر بیولا کرسٹائن بول رہی ہوں" ___ بیولا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس مس۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ___ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور بیولا مسکرا دی۔ کیونکہ





اُسے معلوم تھا کہ ایکریمیا میں صحافی اور خاص طور پر ایکریمین ٹائمز جیسے معروف ترین اخبار کے چیف کرائم رپورٹر کا لوگوں پر کتنا رعب پڑتا ہے۔ ویسے بھی ایکریمیا میں صحافیوں سے اعلیٰ ترین آفیسرز بھی خوفزدہ رہتے تھے۔ اور ان جرائم پیشہ لوگوں کی تو جان نکل جاتی تھی۔

"ہیلو ___ جان کارلو سپیکنگ" ___ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں ایکریمین ٹائمز کی چیف کرائم رپورٹر بیولا کرسٹائن بول رہی ہوں۔ ایک کرائم سٹوری کے سلسلے میں مجھے فوری طور پر تم سے چند باتیں کرنی ہیں۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ لیکن کام ارجنٹ ہے۔ کیونکہ شام کے ایڈیشن کی کاپی پریس میں جانے ہی والی ہے۔ میرے پاس بہت تھوڑا وقت ہے" ___ بیولا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"مس۔ میرے بہت عزیز مہمان آئے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کل تک اسے پینڈنگ نہیں کر سکتیں۔ ویسے اگر بہت جلدی ہے تو آپ فون پر ہی پوچھ لیں" ___ جان کارلو نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تمہارے مہمانوں کو کھا تو نہیں جانا۔ میں یہ باتیں تمہارے سامنے ٹیپ کرنا چاہتی ہوں اور صحافتی قانون کے مطابق فون پر نہیں ہو سکتیں۔ میں صرف چند منٹ لوں گی" ___ بیولا نے کہا۔

"او۔ کے۔ آجایئے۔ میں کاؤنٹر پر کہہ دیتا ہوں" ___ جان کارلو نے جواب دیا اور بیولا نے تھینک یو کہہ کر ایک بٹن دبا کر کال آف

کی اور پھر ریسیور کو ہک میں لگا کر اس نے کار سٹارٹ کی اور اُسے آگے بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ جان کارلو کے اس فقرے نے کہ اس کے مہمان آئے ہوئے ہیں اس کے دل میں مسرت کی لہر سی دوڑا دی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا اندازہ سو فی صد درست نکلا تھا۔ یہ مہمان لازماً عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ اور اُسے سب سے زیادہ مسرت اس بات سے ہو رہی تھی کہ اس نے انسانوں کے اس جنگل میں اتنی جلدی عمران کو تلاش کر لیا تھا۔ ویسے عام طور پر بھی وہ اسی طرح کام کرنے کی عادی تھی۔ فوری اور تیز رفتاری سے کام۔ یہی وجہ تھی کہ پیشہ ور قاتلوں میں کارکردگی کے لحاظ سے اس کا کوڈ نام گولڈن فاکس سر فہرست تھا۔ اور اب بھی وہ یہی فیصلہ کر چکی تھی۔ کہ اگر جان کارلو کے دفتر میں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات ہو گئی تو وہ موقع دیکھتے ہی ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دے گی۔ اس طرح اس کا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور پچاس لاکھ ڈالروں پر بھی اس کا حق بن جائے گا۔ اس کی جیب میں ایک چھوٹا لیکن انتہائی طاقتور مشین پسٹل موجود تھا۔ اس پر سائیلنسر بھی لگا ہوا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ وہاں سے نکل جانے میں بھی آسانی سے کامیاب ہو جائے گی۔



"یہ کرائم رپورٹر سنجا نے کہاں سے ٹپک پڑی۔ آج تک تو کبھی نہیں آئی" ——— میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے دبلے پتلے جان کارلو نے ریسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"چلو آ رہی ہے ناں۔ آ رہا ہوتا تب تو تم پریشان بھی ہوتے" ——— سائیڈ پر بیٹھے ہوئے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جان کارلو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ اب ہمیں اجازت۔ تم اس کرائم رپورٹر سے کرائم ملاقات کرو۔ ہم نے ابھی اس ڈاگ بل کو تلاش کرنا ہے" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ ابھی تو میں نے آپ سے باتیں بھی نہیں کیں۔ جوانا سے ملاقات طویل عرصے بعد ہوئی ہے" ——— جان کارلو نے کہا۔

"نہیں کارلو - پھر ملاقات ہو گی - ابھی بہت سے کام ہیں - رہائش مہیا
کرنے کا شکریہ" ——— جوانا نے کہا - اور پھر وہ اس سے مصافحہ کر کے
دفتر سے باہر نکل گئے - جان کارلو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
میز پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔
"یس باس" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"ایکریمین ٹائمز کی کرائم رپورٹر ملاقات کے لئے آ رہی ہے - اُسے
اوپر دفتر میں بھیج دینا" ——— جان کارلو نے کہا اور بغیر دوسری طرف
بات سنے اس نے رسیور رکھ دیا - پھر اس نے ریوالونگ کرسی کو دائیں
ہاتھ پر گھمایا اور پیچھے موجود الماری کے پٹ کھول کر اس نے اس کے اندر
سے شراب کی ایک بوتل نکالی اور پٹ بند کر کے اُس نے کرسی سیدھی کی اور
شراب کی بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے بوتل منہ سے لگا کر لمبے لمبے گھونٹ
لینے شروع کر دیئے - ابھی اس نے آدھی بوتل ہی ختم کی ہو گی کہ دروازہ
کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت ایکریمی لڑکی اندر داخل ہوئی اس نے
سرخ رنگ کی چست شرٹ اور جینز کی پتلون پہن رکھی تھی پیروں میں
فل بوٹ تھے - اس کے شاہ بلوط رنگ کے انتہائی خوب صورت انداز
میں تراشے ہوئے بال اس کے کاندھوں تک لٹک رہے تھے - وہ اس
قدر خوبصورت تھی کہ جان کارلو کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل اس کے
منہ اور میز کے درمیان جیسے ساکت ہو گئی۔
"تمہارا نام جان کارلو ہے" ——— لڑکی نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔
"اوہ ہاں مس - میرا نام ہی جان کارلو ہے مگر آپ" ——— جان کارلو



نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"میں کرائم رپورٹر ہوں - ہیولا کرسٹائن - یہ میرا کارڈ ہے" ———
لڑکی نے پتلون کی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی میز پر پھینکتے
ہوئے کہا۔
"اوہ ہاں - اب میں آپ کی آواز پہچان گیا ہوں - تشریف رکھیں
میں تو سمجھا تھا کہ کوئی سوکھی سڑی سی عورت ہو گی - لیکن آپ تو مجھے
مس یونیورسل لگتی ہیں" ——— جان کارلو نے اپنے پیلے پیلے دانت
نکالتے ہوئے کہا - اس کی آنکھوں میں ہیولا کو دیکھ کر ایسی چمک آ گئی
تھی جیسے بھوکے بھیڑیئے کو طویل مدت کے بعد کوئی شکار نظر آیا ہو۔
جان کارلو اپنے حلقے میں عورت خور مشہور تھا - اس لئے ظاہر ہے کہ ہیولا
کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک آنی ہی تھی۔
"تعریف کا شکریہ - وہ تمہارے مہمان چلے گئے" ——— ہیولا نے
میز کے سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"ہاں - ابھی گئے ہیں" ——— جان کارلو کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ واقعی
ہیولا کے حسن پر بُری طرح ریشہ خطمی ہو رہا ہو - اس کی نظریں ہیولا پر اس
طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔
"کہاں گئے ہیں" ——— ہیولا نے پوچھا - اور جان کارلو پہلی بار چونکا۔
اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"مگر آپ تو مجھ سے انٹرویو کرنے آئی ہیں - آپ کو میرے مہمانوں
سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے" ——— جان کارلو نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"اگر کسی کو تم سے دلچسپی پیدا ہو جائے۔ تو پھر اُسے تمہارے دوستوں
سے بھی دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے۔ گو تم خوب صورت نہیں ہو۔ لیکن میں
جانتی ہوں کہ تم بہرحال بہترین مرد ثابت ہو سکتے ہو۔ تمہارے چہرے
کی بناوٹ ہی بتا رہی ہے کہ کوئی بھی عورت تم سے کبھی ناخوش نہیں
رہ سکتی۔ اور مجھے تم جیسے مرد کی ہی تلاش تھی۔ لیکن میری ایک عادت
ہے کہ میں جس سے گہری دوستی لگاتی ہوں اس کے دوستوں کو ضرور
چیک کرتی ہوں۔ کیونکہ بہرحال میں ایک باعزت پیشے سے متعلق
ہوں"۔۔۔ بیولا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جان کارلو کے چہرے
پر زلزلے کے سے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ
اس قدر خوب صورت عورت اُسے اس طرح کی دوستی کی آفر کرے
گی۔ اس کے دل میں حقیقتاً لڈو پھوٹنے لگے۔

"اوہ اوہ۔ مس بیولا۔ یہ میرے مہمان بہت بڑے آدمی ہیں۔ مسٹر
علی عمران۔ جوانا اور جوزف۔ میں کیا بتاؤں۔ بہرحال وہ اتنے بڑے
آدمی ہیں کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ میرا خیال ہے۔ اگر آپ
مناسب سمجھیں تو یہ انٹرویو ریٹائرنگ روم میں نہ ہو جائے۔ یہاں
تو ڈسٹربنس رہے گی"۔۔۔ جان کارلو نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ انٹرویو کو ہر قسم کی ڈسٹربنس
سے پاک ہونا چاہیئے۔ لیکن اب مجھے تمہارے ان بڑے لوگوں سے
بھی ملنے کا شوق ہو گیا ہے۔ کہاں رہتے ہیں یہ"۔۔۔ بیولا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو پاکیشیا سے آئے ہیں۔ میں نے انہیں جانسن کالونی میں



اپنی کوٹھی کی چابیاں دی ہیں۔ میں آپ کو ان سے ملوانے لے چلوں گا۔
وہ بھی آپ سے مل کر بے حد خوش ہوں گے۔ آیئے ادھر میرا ریٹائرنگ
روم ہے"۔۔۔ جان کارلو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ بیولا
کی آفر نے واقعی اس کے ذہن سے ہر قسم کے شک وشبہ اور
اندیشہ کھرچ کر پھینک دیا تھا۔

"جانسن کالونی۔۔۔ ارے وہیں تو میری رہائش ہے۔ کون
سی کوٹھی ہے تمہاری"۔۔۔ بیولا نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے
کہا۔

"وہ وہ۔ اے بلاک۔ پچیس نمبر کوٹھی ہے۔ آپ کی کون سی ہے"
جان کارلو نے اور بھی زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میری کوٹھی تو جانسن کالونی کے قبرستان کے ساتھ ہے۔ اور یہ
قبرستان بھی میرا ہی بسایا ہوا ہے۔ اب میرے خیال میں تم کو بھی
وہیں پہنچ جانا چاہیئے"۔۔۔ بیولا نے زہریلے لہجے میں کہا۔ اور
پھر اس سے پہلے کہ جان کارلو کچھ سمجھتا۔ بیولا نے جیب سے سائیلنسر
لگا مشین پسٹل نکالا اور ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی
جان کارلو چیخ مارتا ہوا دھڑام سے نیچے گرا اور مچھلی کی طرح پھڑکنے
لگا۔

"ہوں۔۔۔ تم سے دوستی کر دوں گی۔ تم جیسے چھچھوندر سے"۔۔۔
بیولا نے انتہائی نفرت اور حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر
مشین پسٹل واپس جیب میں ڈال کر وہ جان کارلو کو دیکھنے لگی۔ جان کارلو
ابھی تک پھڑک رہا تھا۔ لیکن اب اس کی حرکات سست پڑتی جا رہی

تھیں۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ اُسی لمحے بیولا کو عقبی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ تیزی سے مڑی۔

" کمال ہے۔ یہاں کرائم رپورٹروں کا انتخاب شاید مقابلہ حسن کے ذریعے کیا جاتا ہے " ۔۔۔ دروازے میں سے داخل ہونے والے ایکریمی نوجوان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اس کے پیچھے دو لمبے تڑنگے حبشی بھی کھڑے اُسے نظر آئے۔ اور بیولا نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ آنے والا اس کی ماں کا قاتل عمران ہے۔ لیکن اب وہ فوری طور پر اس پر فائر نہ کھول سکتی تھی ورنہ یہ حبشی اُسے زندہ نہ چھوڑتے۔

" اس نے مجھ سے دست درازی کی کوشش کی تھی " ۔۔۔ بیولا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اُسی لمحے آنے والے کی نظریں میز کے عقب میں فرش پر ساکت پڑے ہوئے جان کارلو کے جسم پر پڑ گئیں۔ وہ دونوں حبشی بھی اب اندر آ چکے تھے۔

" تو تم نے اسے مار ڈالا " ۔۔۔ آنے والے نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ اب غور سے بیولا کو دیکھ رہا تھا۔

" کسے ۔۔۔ کسے ماسٹر " ۔۔۔ ایک دیو قامت حبشی نے یکلخت چونک کر کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھا۔

" ہاں۔ یہ تو جان کارلو لگتا ہے۔ اس نے مارا ہے " ۔۔۔ اس لمبے تڑنگے حبشی نے یک لخت اچھلتے ہوئے کہا۔

" خبردار۔ تم تینوں ہاتھ اٹھا دو " ۔۔۔ یک لخت بیولا نے اچھل کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل





...ب سے باہر نکالا۔ اور مگر اُسی لمحے دھماکہ ہوا۔ اور بیولا بے اختیار ...کر اپنا ہاتھ جھٹکنے لگی۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور ...را تھا۔ یہ گولی دوسرے حبشی نے چلائی تھی۔ جو عمران کی سائیڈ ...ڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھاری ریوالور نظر آ رہا تھا۔

" جوزف اور جوانا۔ تم دونوں کوئی حرکت نہ کرو گے " ۔۔۔ اچانک ایکریمین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور دانت پیس کر ...گے کی طرف قدم بڑھاتا ہوا وہ دیو ہیکل حبشی یک لخت رک گیا۔

" ماسٹر۔ اس عورت نے میرے بہترین دوست کو مار ڈالا ہے " ...حبشی نے غراتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے " ۔۔۔ اس نوجوان نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ اور وہ حبشی ہونٹ بھینچے خاموش ہو گیا۔

" میں درست کہہ رہی ہوں۔ میں اس سے انٹرویو کرنے آئی تو اس نے مجھ سے دست درازی کی کوشش شروع کر دی۔ یہ مجھے گھسیٹ کر عقبی کمرے میں لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے ڈیفنس میں اسے گولی ماری ہے اور مجھے اس کا قانونی حق حاصل ہے۔ میں ایک معزز عورت ہوں۔ ایکریمین ٹائمز کی چیف کرائم رپورٹر ہوں۔ تم میرا شناختی کارڈ دیکھ سکتے ہو " ۔۔۔ بیولا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے " ۔۔۔ اس نوجوان نے اُسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" بیولا کرسٹائن " ۔۔۔ بیولا نے جواب دیا۔

" لیکن کیا سارے کرائم رپورٹر چہرے پر زیرو ماسک چڑھا کر انٹرویو لینے آتے ہیں" ـــــ اس نوجوان نے جو یقیناً علی عمران تھا، انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" یہ ہماری ڈیوٹی کا حصہ ہے۔ ہمیں اس کی اجازت ہوتی ہے تاکہ ہم اطمینان سے خبریں نکال سکیں۔ ورنہ یہ لوگ ہمیں پہچاننے کے بعد کچھ نہیں بتاتے" ـــــ بیولا نے فوراً ہی جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اس عمران کی تیز نگاہی کی قائل ہو گئی تھی۔ ورنہ زیرو ماسک لگانے کی اس نے بڑی ماہرانہ تربیت حاصل کی ہوئی تھی اور آج تک کوئی بھی صرف دیکھ کر زیرو ماسک کی موجودگی کو چیک نہ کر سکا تھا۔

" گڈ۔ ویسے یہ جان کارلو شکل سے ہی بڑا عیاش لگ رہا تھا۔ تم نے اچھا کیا کہ اسے گولی مار دی۔ مجھے خود ایسے افراد سے نفرت ہے جو ان معاملات میں وحشی بن جاتے ہیں" ـــــ یک لخت عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر" ـــــ اس دیو ہیکل حبشی نے احتجاج کرنے کے انداز میں کہا۔

" جوانا۔ جان کارلو تمہارا دوست ضرور تھا۔ لیکن اس قسم کے وحشیوں کا یہی انجام ہونا چاہیئے۔ مس بیولا نے درست اقدام کیا ہے۔ آیئے مس بیولا۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو حفاظت سے یہاں سے باہر لے چلیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور بیولا بے اختیار مسکرا دی۔



" شکریہ" ـــــ بیولا نے کہا۔ اور پھر وہ عمران کے ساتھ چلتی ہوئی کمرے سے باہر آ گئی۔ عمران کے اشارے پر پہلے ہی دوسرے حبشی جس نے اس پر فائر کیا تھا۔ اس کا مشین پسٹل اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔

" آپ کار پر آئی ہیں" ـــــ عمران نے بار سے باہر آتے ہوئے کہا۔

" ہاں یہ سپورٹس کار میری ہے" ـــــ بیولا نے ایک طرف کھڑی ہوئی اپنی سپورٹس کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے پھر آپ ہمیں بھی پچیس جانسن کالونی پر ڈراپ کر دیجیئے گا۔ یہاں تو ٹیکسی ملنی بھی ایک مسئلہ ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ضرور جناب۔ آیئے" ـــــ بیولا نے کہا اور جلدی سے چابی نکال کر کار کے ڈور کھول دیئے۔ اور خود وہ سٹیرنگ پر بیٹھ گئی۔ جب کہ عمران سائیڈ سیٹ پر اور دونوں حبشی پچھلی سیٹ پر ٹیڑھے میڑھے ہو کر سمٹ گئے۔ سپورٹس کار ان کی جسامت کے لحاظ سے خاصی مختصر ثابت ہوئی تھی۔

" آپ جان کارلو سے کس موضوع پر انٹرویو کرنے گئی تھیں" عمران نے پوچھا۔

" منشیات کے ایک ریکٹ کے متعلق میرے پاس کچھ اطلاعات تھیں اور مجھے بتایا گیا تھا کہ جان کارلو اس کے متعلق کافی کچھ جانتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے پہلے فون کیا تو اس نے بتایا کہ میرے

مہمان آتے ہوئے ہیں۔ لیکن میں چاہتی تھی کہ شام کے ایڈیشن میں یہ سٹوری آجاتے۔ چنانچہ میں نے اصرار کیا تو اس نے مجھے بلا لیا۔ جب میں اس کے دفتر پہنچی تو اس کے مہمان جا چکے تھے اور وہ اکیلا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس کی باچھوں سے رال بہنے لگی اور اس کی آنکھوں میں ایسی چمک ابھر آئی جیسے بھیڑیا اپنے شکار کو دیکھ لیتا ہے۔ اس نے مجھ پر دست درازی کی کوشش کی اور پھر مجھے گھسیٹتا ہوا پچھلے کمرے میں لے جانے لگا۔ اس پر میں نے مشین پسٹل سے اس پر گولی چلا دی۔ اور پھر آپ لوگ آ گئے" ــــــ ہیولا نے جان بوجھ کر ایسے انداز میں بات کی جیسے وہ بے حد مظلوم ہو۔

"ٹھیک ہے تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے کہ تم جیسی بہادر لڑکیاں یہاں ایکریمیا میں بھی رہتی ہیں" ــــــ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــــ کیا تم ایکریمی نہیں ہو" ــــــ ہیولا نے جان بوجھ کر چونکتے ہوئے غور سے عمران کو دیکھ کر کہا۔

"فی الحال تو ایکریمی ہی ہوں۔ ویسے میں سوچ رہا تھا کہ روسیاہ کی شہریت حاصل کرنے کی درخواست دے دوں۔ کیونکہ روسیاہی لڑکیاں ایکریمیا کی نسبت کہیں زیادہ غیرت مند ہوتی ہیں لیکن اب تم سے ملنے کے بعد میرا ارادہ ڈانواں ڈول ہو رہا ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں شادی شدہ ہوں۔ میرے شوہر کا نام گیری ہے۔ اور وہ ایکریمین ٹائمز کے شعبہ ایڈورٹائزمنٹ سے متعلق ہے" ــــــ



ہیولا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو اس طرح تمہارا ابھی ایڈورٹائزنگ کے شعبے سے کوئی نہ کوئی تعلق پیدا ہو گیا۔ ٹوتھ پیسٹ کے اشتہار نہ سہی۔ ٹوتھ پاؤڈر کے اشتہار میں تو تم آسانی سے جلوہ گر ہو سکتی ہو" ــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹوتھ پیسٹ اور ٹوتھ پاؤڈر کے اشتہاروں میں کیا فرق ہوتا ہے" ہیولا نے حیران ہو کر پوچھا۔ اُسے واقعی عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"وہی جو خشک اور تر میں ہوتا ہے۔ ٹوتھ پیسٹ تر ہوتا ہے اس لئے اس میں غیر شادی شدہ لڑکیاں ماڈل بنتی ہیں لیکن پاؤڈر خشک ہوتا ہے اس لئے اس میں شادی شدہ عورتوں یعنی بیویوں کو ماڈل بنایا جاتا ہے۔ شادی کے بعد ان کے چہروں پر خواہ مخواہ کی خشکی میرا مطلب ہے سختی اور کرختگی آجاتی ہے" ــــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ہیولا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم بے حد دلچسپ باتیں کرتے ہو" ــــــ ہیولا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ سوچ رہی تھی کہ کسی بھی بہانے ان کے ساتھ جانسن کالونی کی کوٹھی کے اندر جائے گی اور اس کے بعد انہیں ہر قیمت پر شوٹ کر کے ہی باہر نکلے گی اس کے پاس ایسا اسلحہ موجود تھا جس سے وہ ان لوگوں کا خاتمہ کر سکتی تھی۔ لیکن یہ اسلحہ دھماکہ پیدا کرتا تھا اس لئے اس نے اسے وہاں بار اور اب سڑک پر استعمال کرنے کا پروگرام نہ بنایا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ خود بھی تو پکڑی

جا سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار جانسن کالونی میں داخل ہوئی۔ اور پھر اسے جلد ہی پچیس نمبر کوٹھی نظر آ گئی۔ تو اس نے کار اس کے پھاٹک کے سامنے جا کر روک دی۔

"لفٹ کا شکریہ۔ اگر تم کچھ پینا چاہو تو پانی سے لے کر خون جگر تک حاضر ہے۔ لیکن اس کے لئے تمہیں کوٹھی کے اندر جانا پڑے گا۔ لیکن فکر نہ کرو۔ میں دست درازی کی بجائے عمر درازی کی دعا ہی کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بیولا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہت خوب۔ واقعی دلچسپ آدمی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ بیٹھ کر پینے میں"۔۔۔ بیولا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کیونکہ وہ تو خود یہی چاہتی تھی۔

"اعتماد کا شکریہ"۔۔۔ عمران نے کہا اور نیچے اتر کر وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا جس پر ایک جدید طرز کا مقناطیسی تالا لگا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے جیب سے چابی نکالی جو کہ ایک پتلی سی پٹی کی صورت میں تھی۔ اس نے جیسے ہی یہ پٹی تالے کی سائیڈ پر لگائی کھٹاک کی آواز کے ساتھ تالا کھل گیا۔ اور عمران نے تالا ہاتھ میں لے کر پھاٹک کھولا اور پھر اسے دھکیل کر اتنا چوڑا کر دیا کہ بیولا کی سپورٹس کار اس میں سے آسانی سے گزر سکتی تھی۔ بیولا کار لے کر اندر آ گئی۔ کوٹھی کی عمارت خاصی وسیع تھی۔ سائیڈ پر ایک بڑا سا پورچ تھا۔ بیولا نے کار وہاں جا کر روکی اور پھر نیچے اتر آئی۔ دونوں حبشی بھی



سیٹ سے اتر آئے۔ وہ دونوں ہی اپنی گردن کو مسل رہے تھے۔ شاید ٹیڑھے میڑھے ہو کر بیٹھنے کی وجہ سے ان کی گردنوں کے عضلات درد کرنے لگے تھے۔

"آئیے۔ بیولا کرسٹائن"۔۔۔ اتنی دیر میں عمران نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے ایک درمیانی راہداری سے ہو کر ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔ یہاں صوفے وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔

"یہ کوٹھی ہم نے ابھی کرائے پر حاصل کی ہے۔ اور ہم بھی پہلی بار آپ کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔ اب آپ فرمائیں کہ آپ کیا پسند کریں گی۔ ویسے میرا ایک مشورہ ہے کہ ابھی ہمیں خود علم نہیں ہے کہ یہاں پینے کے لئے کیا کیا موجود ہے۔ اس لئے اگر آپ فی الحال خون جگر پینے پر رضامند ہو جائیں تو یہ آپ کی نوازش ہو گی"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خون جگر۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ بیولا کو اس کی سنجیدگی نے حیران کر دیا تھا۔

"خون جگر کا مطلب ہوتا ہے جگر کا خون۔ اور اگر تم خون پینے کی عادی نہ ہو تو پھر ایک اور چیز بھی ہے پینے کی۔ یعنی غصہ۔ خون پینے والے کو تو خون آشام کہتے ہیں جو برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن غصہ پینے والے کو بہادر کہتے ہیں"۔۔۔ عمران کی زبان انتہائی تیزی سے چل رہی تھی۔

اور بیولا نے اکتائے ہوئے انداز میں ہونٹ بھینچے ہی تھے

کہ یک لخت اُسے سامنے کھڑے عمران کا بازو حرکت میں آ
دکھائی دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے ا
کے دماغ کے اندر اچانک ایٹم بم کا دھماکہ ہوا ہو اور اس
کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یک لخت اس طرح تاریکی چھا گ
جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے۔



کمرے میں ہلکی سی مترنم موسیقی کی آواز ابھرتے ہی آرام
ی پر نیم دراز کرخت چہرے والا آدمی چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ
اکر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور
ا لیا۔

"یس ۔۔۔ چیف باس" ۔۔۔ کرخت چہرے والے نے اپنے
رے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"باس اسرائیل کے محترم صدر آپ سے فوری طور پر بات
نا چاہتے ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔

"کراؤ بات" ۔۔۔ کرخت چہرے والے نے جواب دیا اور
لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری مگر باوقار آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ پریذیڈنٹ اسرائیل فرام دس اینڈ" ۔۔۔ بولنے والے

کے لہجے میں ہلکی سی تشویش کے آثار نمایاں تھے ۔

"یس سر۔ میں چیف آف واٹر پاور بول رہا ہوں" ـــــ چیف باس کا لہجہ اس بار قدرے نرم تھا۔

"چیف مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران گریٹ بال کے خلاف حرکت میں آچکا ہے۔ کیا یہ اطلاع درست ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ کو کس نے اطلاع دی ہے" ـــــ چیف باس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایکریمیا میں ہمارے ایجنٹ بھی موجود ہیں ۔ انہوں نے اطلاع دی ہے کہ کسی گولڈن فاکس نامی پیشہ ور قاتل گروپ کو آپ نے پچاس لاکھ ڈالر کی رقم کے عوض علی عمران کے قتل کا مشن سونپا ہے۔ اور عمران بھی اس وقت ایکریمیا میں ہے اور اس کی وجہ سے آپ کو ایکریمیا میں اپنے کسی خاص آدمی کو بھی ختم کرنا پڑا ہے جو گریٹ بال کے بارے میں تفصیلات جانتا تھا" ـــــ اسرائیلی صدر نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"آپ کو ملنے والی اطلاعات درست ہیں جناب ۔ ویسے وہ اب تک قتل ہو چکا ہو گا ۔ کیونکہ گولڈن فاکس انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتی ہے ۔ اور آج تک اس کا شکار کبھی زندہ نہیں بچا" ـــــ چیف باس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ علی عمران سے پوری طرح واقف ہیں ۔ کیا آپ اسے عام سا سیکرٹ ایجنٹ سمجھتے ہیں" ـــــ صدر کے لہجے میں



بے پناہ تشویش تھی ۔

"ایسی بات نہیں جناب ۔ میں نے اس کی پوری ہسٹری معلوم کی ہے ۔ اور یہ بھی درست ہے کہ گریٹ بال کے خلاف وہ حرکت میں آچکا ہے ۔ لیکن آپ کو گولڈن فاکس کی کارکردگی کا علم نہیں ہے۔ اس لئے آپ کے لہجے میں تشویش ہے ۔ پوری دنیا کے قاتل اپنے مشن میں ناکام ہو سکتے ہیں ۔ لیکن گولڈن فاکس ناکام نہیں ہو سکتی" چیف باس نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا ۔

"لیکن اُسے گریٹ بال کا علم کیسے ہوا ۔ میرے خیال میں تو یہ انتہائی خفیہ پراجیکٹ تھا ۔ اور اگر دنیا بھر کے مسلم ممالک اور اس میں رہنے والے مسلمانوں کو اس کے اصل مشن کی ہوا بھی لگ گئی تو پوری دنیا کے مسلمان پاگلوں کی طرح یہودیوں پر چڑھ دوڑیں گے ۔ اور عمران کو اس کا علم ہونے کا مطلب ہے کہ اب یہ پراجیکٹ خفیہ نہیں رہا ۔ اور اگر عمران قتل نہ ہو جائے جس کا مجھے ایک فیصد بھی یقین نہیں ہے ۔ تو پھر کوئی دوسرا مسلمان آگے آجائے گا پھر تیسرا" صدر اسرائیل کے لہجے میں ہلکی سی تلخی نمایاں تھی ۔

"عمران کو صرف اتنا علم ہے کہ واٹر پاور ایک یہودی تنظیم کا نام ہے ۔ اس سے زیادہ اُسے بھی علم نہیں ۔ گریٹ بال کا بھی وہ صرف نام ہی جانتا ہے ۔ اُسے اس کی تفصیلات کا علم نہیں اور نہ ہی ہمارے ہیڈ کوارٹر کا ۔ اور نہ ہی وہ کبھی اس کے متعلق جان سکتا ہے ۔ اس لئے پریشانی کی کوئی بات نہیں جناب" ـــــ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"آپ اس شیطان کے بارے میں جانتے نہیں ہیں۔ جب کہ اسرائیل اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس نے ہمیں اس قدر نقصانات پہنچائے ہیں کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہماری ٹاپ ایجنسیاں پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے بھاگتی رہی ہیں لیکن وہ ہر بار نہ صرف صحیح سلامت نکل جاتا ہے بلکہ ہمیں اتنا بڑا نقصان پہنچا جاتا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اور یہ بھی سن لیں کہ آپ کے پراجیکٹ گریٹ بال پر اٹھنے والے اخراجات کا نصف صرف اسرائیلی یہودی اور اسرائیلی حکومت اس لئے ادا کر رہی ہے کہ دراصل ہم اس پاکیشیا اور اس علی عمران سے ہمیشہ کے لئے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ ہم نے آپ کے پراجیکٹ کی خاطر اسرائیل کے تمام وسائل جھونک دیئے ہیں اور اپنے ترقیاتی کام تک بند کر دیئے ہیں۔ لیکن اگر کل یہ عمران گریٹ بال پراجیکٹ کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پراجیکٹ سے مسلمانوں کی تباہی ہونی تو ایک طرف رہی پوری دنیا کے یہودیوں کی تباہی لازمی امر بن کر رہ جائے گی۔ اور آپ اطمینان سے کسی پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم کے ذمے عمران کا قتل لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر عمران اس طرح ان پیشہ ور قاتلوں کے ہاتھوں مر سکتا تو شاید اب تک کروڑوں بار مر چکا ہوتا"۔۔۔ اسرائیل کے صدر نے انتہائی جذباتی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی تنظیم کو آپ سے بہتر طور پر سمجھتا ہوں جناب۔ اور چونکہ آپ اسرائیل کے صدر ہیں اس لئے میں آپ کا احترام بھی کرتا



ورنہ ایسی باتیں میرے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہیں۔ آپ قطعاً فکر رہیں۔ گریٹ بال کو ایک عمران تو کیا ایک کروڑ عمران بھی مل کر نہیں کر سکتے"۔۔۔ چیف کا لہجہ اس بار بے حد ناخوشگوار تھا۔

"آپ ناراض نہ ہوں چیف۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے گریٹ بال کا حفاظتی سسٹم ایسا بنایا ہے کہ اس تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہے۔ لیکن یہ عمران یقیناً مافوق الفطرت طاقتیں رکھتا ہے یہ ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ اور یہ صرف کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ ہر بار عملی طور پر ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ بہرحال میرا مقصد آپ کو چوکنا کرنا تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ گڈ بائی"۔۔۔ دوسری طرف سے اسرائیل کے صدر نے بھی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور چیف باس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔۔۔ اسرائیل جیسی عظیم مملکت کا صدر ہو اور اس طرح ایک آدمی سے ڈرتا ہو جیسے بچے جن بھوتوں سے ڈرتے ہیں"۔ چیف باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں تھے اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا میں ڈاگ بل سے بات کراؤ"۔۔۔ چیف باس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور رسیور دوبارہ پٹخ دیا۔ اسرائیلی

صدر سے ہونے والی گفتگو کی وجہ سے اس کا موڈ بری طرح آف ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی موسیقی دوبارہ گونجی تو چیف نے رسیور اٹھا لیا۔

"ڈاگ بل لائن پہ ہے باس" ——— سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ڈاگ بل چیف سپیکنگ" ——— چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اس گولڈن فاکس کی کارکردگی کے بارے میں" ——— چیف باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اتنی جلدی تو رپورٹ ممکن نہیں ہے۔ بہرحال اس کے ذمہ مشن لگ گیا ہے۔ اور وہ حرکت میں آ چکی ہے۔ میرا خیال ہے اس کے لئے اصل پرابلم عمران کی تلاش ہو گا جیسے ہی عمران کو اس نے تلاش کر لیا۔ پھر عمران کو قتل کرنے میں اُس نے کوئی دیر نہیں لگانی۔ بہرحال جیسے ہی اس کی طرف سے رپورٹ ملی۔ میں آپ کو کال کر دوں گا" ——— ڈاگ بل نے جواب دیا۔

"تم انہیں ایک اور شرط بتا دو کہ ہمیں عمران کی لاش یا کم از کم اس کا سر چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی اور کو قتل کر کے کہہ دے کہ مشن مکمل ہو چکا ہے" ——— چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔





"اوہ۔ یہ بات تو پہلے نہیں ہوئی۔ بہرحال میں ابھی اس کے ایجنٹ سے بات کر لیتا ہوں۔ لیکن باس یہ سر کہاں بھیجنا ہو گا" ——— ڈاگ بل نے کہا۔

"تم اسے ڈوپچے تک پہنچا دینا۔ وہاں سے میں اسے منگوا لوں گا۔ میں اسے خود چیک کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ضروری ہے" ——— چیف باس نے کہا۔

"لیکن باس ڈوپچے تک سر کیسے پہنچے گا۔ آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ وہ محفوظ راستہ آپ نے بند کر رکھا ہے" ——— ڈاگ بل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تم مجھے مشن کی کامیابی کی اطلاع کرو گے تو راستہ بھی ہنگامی طور پر کھولا جا سکتا ہے۔ اور سنو۔ میں نے تمہاری یقین دہانی پر یہ اہم ترین مشن اس گولڈن فاکس کو دیا ہے لیکن اگر مشن مکمل نہ ہوا تو پھر تم بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اور اگر یہ مشن مکمل ہو گیا تو پھر تمہیں اس کا اتنا بڑا انعام دیا جائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں تمہاری بیوی کو بھی قبول کر لوں گا۔ اور تمہاری پہلے والی سب مراعات بحال کر دوں گا" ——— چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ گولڈن فاکس کی کارکردگی میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ مشن لازماً مکمل ہو گا" ——— ڈاگ بل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہاری رپورٹ کا ہر وقت منتظر رہوں گا" ——— چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

ب ——— باس ۔ یہ عورت ہے ۔ آپ جوانا سے کہہ دیں" ———
ن نے ہچکچاتے ہوئے کہا ۔
مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں ہچکچا رہے ہو ۔ تمہیں عورتوں سے نفرت
ے ۔ اسی لئے میں نے تمہیں کہا ہے ۔ کیونکہ تم صرف تلاشی ہی لو گے چلو
جھو اب تک میں جوانا کو سمجھا دوں ۔ یہ اپنے دوست کی موت پر
بی تک غصے میں ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
ر جوانا کی طرف مڑ گیا ۔
"جوانا ۔ تمہارا دوست صرف ہماری وجہ سے مارا گیا ہے دست
رازی والی بات اس لئے غلط ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو لازماً ہیولا کے
کپڑے پھٹے ہوتے یا پھٹے نہ ہوتے تو کم از کم کھینچا تانی کے آثار ضرور
موجود ہوتے اور پھر جان کارلو کی لاش اور ہیولا کے درمیان اس
قدر فاصلہ موجود تھا کہ دست درازی اور گھسیٹ کر لے جانے والی
کہانی یکسر غلط تھی ۔ اور اس نے جس طرح زیرو ماسک لگایا ہوا تھا اس
کا مطلب ہے کہ یہ عام عورت یا صرف صحافی نہیں ہو سکتی کیونکہ زیرو
ماسک کو جس انداز میں اس نے لگایا ہوا ہے ۔ ایسا صرف اس فن کے
انتہائی ماہر ہی لگا سکتے ہیں ۔ میں نے خود یہ فن نہ سیکھا ہوا ہوتا تو میں
بھی اسے نہ پہچان سکتا ۔ اس پر مجھے شک ہوا اور پھر یہ جتنی آسانی
سے ہمارے ساتھ آنے پر اور پھر اس کوٹھی کے اندر آنے پر تیار ہو
گئی ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ہماری تلاش میں وہاں گئی تھی ۔ اور
میں نے اس کی کنپٹی پر اچانک مکہ جڑ کر اسے بے ہوش بھی اسی لئے
کیا ہے تاکہ ایک تو اس کی تلاشی لے لوں ۔ اور دوسرا میرے ذہن



"ماسٹر آپ اسے ساتھ کیوں لے آئے ہیں اس کو وہیں
گولی مار کر پھینک آنا تھا ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ غلط بیانی کر رہی ہے ۔
جان کارلو عیاش ضرور ہے لیکن اب اتنا بھی نہیں کہ دفتر میں آنے
والی ہر عورت پر پاگلوں کی طرح جھپٹ پڑے" ——— جوانا نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا ۔
"مجھے معلوم ہے کہ اس کی ساری کہانی غلط ہے" ——— عمران نے
فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی ہیولا کرسٹائن کو اٹھا کر صوفے پر ڈالتے ہوئے
کہا ۔
"اوہ ۔ تو پھر" ——— جوانا نے چونک کر کہا ۔
"جوزف ۔ تم پہلے اس کی مکمل تلاشی لو ۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے
پاس ابھی اسلحہ موجود ہو گا ۔ اور میں نے مکمل تلاشی کہا ہے" ——— عمران
نے ایک طرف کھڑے جوزف سے کہا ۔

میں ایک اور خیال موجود ہے۔ وہ بھی دور کر دوں" ——— عمران نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ماسٹر۔ اب میرا اطمینان ہو گیا ہے۔ ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ اگر آپ کو اس عورت کی کہانی پر یقین آ گیا تو آپ میرے دوستوں کے بارے میں کیا سوچیں گے" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آدمی دوستوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ اور تم نے خود اپنے دوستوں کو عیاش تسلیم کیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف اور بیولا کی طرف مڑ گیا۔

"یہ چیزیں نکلی ہیں باس۔ اور کچھ نہیں ہے" ——— جوزف نے کرسی کے سامنے رکھی ہوئی چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح پیچھے ہٹ گیا جیسے اب تک وہ کسی انتہائی مکروہ چیز کو ہاتھ لگاتا رہا ہو۔

"اوہ ——— خاصا جدید قسم کا اسلحہ ہے" ——— عمران نے آگے بڑھ کر ان چیزوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس میں چھوٹے چھوٹے اور مختلف رنگوں کے کئی کیپسول ایک پنسل نما میزائل۔ تین سنہرے رنگ کی پتیاں اور دو ڈبیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی ایک پتلا لیکن لمبے سائز کا باکس بھی تھا۔ جس کے اوپر ایک بٹن اور اس کے ساتھ ایک بلب بھی لگا ہوا تھا۔ اور اس کے دونوں اطراف پر باریک باریک سوراخ بھی نظر آ رہے تھے۔ عمران نے چونک کر اسے اٹھایا۔ اور غور سے دیکھنے لگا۔





"یہ تو کوئی جدید قسم کا ٹرانسمیٹر لگتا ہے" ——— عمران نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک ڈبے کا بلب جل اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی سوراخوں سے صرصر کی ایسی آوازیں نکلیں جیسے نئے جوتے میں سے چلتے ہوئے آواز نکلتی ہے۔ یہ آواز چند لمحوں تک سنائی دی پھر خاموشی چھا گئی۔ لیکن چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب اسی طرح جلتا رہا۔ عمران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر ویسی ہی صرصر کی آواز نکلی۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بلب کے ساتھ موجود واحد بٹن دبا دیا۔ اور اس بٹن کے دبتے ہی سرخ بلب جھماکے سے سبز رنگ کا ہو گیا۔ اور ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈیئر بیولا۔ میں گیری بول رہا ہوں۔ میں ولنگٹن پہنچ گیا ہوں تم کہاں ہو" ——— بولنے والے کے لہجے میں ایسی بے تکلفی تھی کہ عمران مسکرا دیا۔ بیولا اسے پہلے ہی بتا چکی تھی کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس کے شوہر کا نام گیری ہے۔ اور اب اس نے اپنا نام بھی گیری ہی لیا تھا۔ اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی بیولا کا شوہر ہے۔

"میں مصروف ہوں ڈیئر" ——— عمران کے حلق سے بیولا جیسی آواز نکلی۔ لہجہ بالکل ایسا تھا جیسے کہ بیولا اپنے شوہر سے بول سکتی ہے۔ چونکہ گیری بغیر اوور کہے خاموش ہو گیا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ٹرانسمیٹر ان ٹرانسمیٹروں کی ٹائپ سے تعلق رکھتا ہے جس میں بار بار بٹن دبا کر دوسرے کو بولنے کا موقع دینے کا

جھنجھٹ نہیں ہوتا بلکہ اس طرح باتیں ہوتی ہیں جیسے ٹیلی فون پر بات ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ڈائل وغیرہ موجود ہی نہ تھا اس لئے لازماً یہ فکسڈ ٹرانسمیٹر تھا۔

"مشن کا کیا ہوا ڈیئر۔ وہ عمران ٹریس ہوا یا نہیں"۔۔۔ گیری نے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"میں نے اس کا اڈہ ٹریس کر لیا ہے۔ جانسن کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس میں اس کا اڈہ ہے۔ لیکن وہ اندر موجود نہیں ہے۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ میں اس کے اندر چھپی ہوئی ہوں تاکہ جیسے ہی وہ آئے میں اپنا مشن پورا کر لوں"۔۔۔ عمران نے ہیولا کی آواز میں جواب دیا۔

"گڈ۔ مجھے یقین تھا کہ تم اسے بہرحال ٹریس کر لوگی۔ سنو میں نے ڈاگ بل کے ذریعے واٹر بادر سے یہ مشن حاصل کیا تھا۔ ڈاگ بل نے ابھی سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے کال کیا ہے۔ اس نے ایک اور شرط بھی لگا دی ہے۔ کہ ہم عمران کو قتل کر کے اس کا سر کاٹ کر لازماً اسے دیں۔ جب میں نے اس شرط پر احتجاج کیا کہ پہلے معاہدہ میں یہ شرط شامل نہ تھی تو اس نے بتایا کہ واٹر بادر کا چیف باس اس پر مُصر ہے۔ کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ کہیں ہم عمران کی بجائے کسی اور کو قتل کر کے اسے مشن کی رپورٹ نہ دے دیں۔ وہ ہمیں اس شرط کے بدلے میں ایک لاکھ ڈالر مزید ادا کرنے پر بھی راضی ہے"۔۔۔ گیری نے کہا۔

"کیا وہ ڈاگ بل اس عمران کو پہچانتا ہے"۔۔۔ عمران نے چونک



کر پوچھا۔ ڈاگ بل کا نام سنتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"میں نے یہی بات اس سے پوچھی تھی۔ اس نے کہا کہ وہ تو اسے جانتا تک نہیں۔ وہ اس کا سر ثبوت کے طور پر چیف باس کو بھیجے گا۔ وہاں اس کی چیکنگ کی جائے گی"۔۔۔ گیری نے جواب دیا۔

"لیکن یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا۔ کہ میں کسی لاش کا سر کاٹتی پھروں اور پھر اسے کار میں لادے پھروں"۔۔۔ عمران نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم جیسی نفیس عورت کے لئے یہ کام مشکل ہے۔ لیکن ایک لاکھ ڈالر بھی تو نہیں چھوڑے جا سکتے۔ اس لئے اگر تم کہو تو میں وہاں آ جاؤں۔ میں خود کاٹ لوں گا۔ اور پھر اس آدمی کو دے کر اس سے رقم حاصل کر لوں گا"۔۔۔ گیری نے کہا۔

"اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو" عمران نے پوچھا۔

"میں تو اپنی رہائش گاہ میں ہوں۔ بہرحال میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کے اندر پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ گیری نے کہا۔

"او۔ کے۔ ابھی میرا خیال ہے ان کے آنے میں آدھے گھنٹے کا وقفہ ہے۔ تم فوراً آ جاؤ اور سنو پھاٹک بند ہے۔ اس لئے تم عقبی طرف سے آ جاؤ۔ جب تم عقبی طرف سے کود دو گے تو میں اس وقت سامنے آؤں گی۔ ویسے کوٹھی خالی ہے۔ اس لئے خطرے والی کوئی بات نہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"او۔ کے۔ میں آ رہا ہوں۔ گڈ بائی"۔۔۔ دوسری طرف سے

کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جھماکے سے بلب بجھ گیا۔ اور پریس کیا ہوا
بٹن کھٹکے کے ساتھ واپس باہر کو نکل آیا۔

" گڈ۔ اچھی چیز ہے۔ جوزف اور جوانا۔ تم عقبی طرف پہنچ کر چھپ
جاؤ اور سنو۔ میں اسے فی الحال صحیح سلامت یہاں دیکھنا چاہتا ہوں
ویسے اسے بے ہوش کر دینا۔ تاکہ اطمینان سے اس کی بھی تلاشی لی جا
سکے۔ پھر ان میاں بیوی کو اکٹھا ہی ہوش میں لایا جائے گا"۔۔۔
عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں سر
ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے۔

عمران نے فرش پر پڑی ہوئی چیزوں کو اٹھایا اور پھر ایک طرف
پڑے ہوئے ریک میں رکھ کر وہ واپس مڑا۔ اور اس نے صوفے
پر بے ہوش پڑی ہوئی ہیولا کی نبض چیک کرنی شروع کر دی۔ چند
لمحے بعد اس نے اس کی کلائی چھوڑ دی۔ اور پھر اطمینان سے سامنے
رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ گیری کی کال نے کافی مسئلہ واضح کر
دیا تھا۔ لیکن اب وہ ایک پوائنٹ پر غور کر رہا تھا۔ پھر واقعی دس
پندرہ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اُسے دور سے ہلکا سا دھماکہ
سنائی دیا اور وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ گو اُسے معلوم تھا کہ جوزف
اور جوانا آسانی سے اس گیری پر قابو پا لیں گے۔ لیکن پھر بھی وہ احتیاطاً
اٹھ کر تیزی سے کمرے کے دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا لیکن
چند لمحوں بعد جب راہداری میں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی
تو وہ اوٹ سے باہر آ گیا۔ کیونکہ اس نے قدموں کی آواز سے ہی پہچان
لیا تھا کہ آنے والے جوزف اور جوانا ہیں اور ان دونوں کے قدموں





کی آوازوں سے واضح تھا کہ گیری لازماً بے ہوش ہو کر ان میں سے
کسی کے کندھے پر لدا ہوا ہو گا اور پھر جوانا اندر داخل ہوا۔ اس کے
کاندھے پر ایک نوجوان لدا ہوا تھا۔ جوانا نے اُسے ہیولا کے ساتھ
والے صوفے پر پٹخ دیا۔

" اب اس کی تلاشی تم لے لو۔ جوزف کو ہر بار کیا تکلیف دینی ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جوانا ہنس پڑا۔ جوزف کا البتہ منہ
بن گیا تھا۔

جوانا نے چند لمحوں میں ہی گیری کی تلاشی مکمل کر لی۔ لیکن اس کی
جیبوں سے ایک مشین پسٹل ایک چھوٹی سی ڈائری۔ ایک ویسا ہی
ٹرانسمیٹر جیسا کہ پہلے ہیولا کے پاس تھا اور ایک انتہائی تیز دھار خنجر
نکلا اور خنجر دیکھ کر عمران مسکرا دیا۔ ظاہر ہے گیری یہ خنجر اس کی گردن
کاٹنے کے لئے اپنے ہمراہ لایا ہو گا۔

" یہ سب کچھ سوائے ڈائری کے وہاں ریک پر رکھ دو۔ اور ڈائری
مجھے دے دو۔ جوزف تم کہیں سے رسی ڈھونڈھو اور ان دونوں کو
اس طرح باندھ دو کہ یہ حرکت نہ کر سکیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر
جوانا کے ہاتھ سے ڈائری لے کر اس نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔
جب کہ اس دوران جوزف کہیں سے رسی ڈھونڈھ لایا۔ اور اس نے
صوفوں پر بے ہوش پڑے ہوئے گیری اور ہیولا دونوں کے ہاتھ ان
کی پشت پر باندھ دیئے اور پھر اس نے ان دونوں کے پیر بھی رسی
سے باندھ دیئے۔ عمران ڈائری دیکھتا رہا۔ اس میں مختلف افراد
کے پتے۔ فون نمبر اور ذاتی قسم کی یادداشتیں موجود تھیں۔ اور ایک

صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس پر پچاس لاکھ ڈالرز کے ساتھ ہی
ایک فون نمبر تھا۔ جس کے سامنے ڈاگ بل کے الفاظ درج تھے۔
اور ڈاگ بل کے آگے بریکٹ میں ایک حرف "جی" لکھا ہوا تھا۔ اور
نیچے ڈبلیو۔ پی کے حروف بھی درج تھے۔ اور عمران ڈبلیو۔ پی کے
حروف سے ساری بات سمجھ گیا کہ والٹر پادر نے ڈاگ بل کے ذریعے
جس کا فون نمبر آگے لکھا ہوا تھا۔ اس کے قتل کا سودا اس گیری
ہیولا سے کیا ہے۔ لیکن عمران کو سمجھ نہ آرہی تھی کہ آخر والٹر پادر
نے کیا سوچ کر ان احمقوں سے عمران کے لئے سودے بازی کی
ہے۔ بہرحال ڈاگ بل کی تلاش تو اسے تھی ہی۔ اور کم از کم اس کا فون نمبر
تو مل گیا۔ باقی تفصیلات اس گیری سے بھی مل سکتی تھیں۔ عمران نے
ڈائری جیب میں ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس لڑکی کو ہوش میں لے آؤ"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں
جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ اس فون نمبر کو چیک کرنا چاہتا تھا۔
جو ڈائری میں لکھا ہوا تھا۔ ایک کمرے میں فون موجود تھا۔ عمران نے
رسیور اٹھایا تو رسیور میں ٹون سنائی دی۔ اور عمران نے تیزی
سے وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جو اس نے ڈائری میں
لکھے ہوئے دیکھے تھے۔

"ڈاگ گیم کلب"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز
سنائی دی۔

"سوری ۔۔۔ رانگ نمبر"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ



دیا۔ وہ نام سے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ گیم کلب اسی ڈاگ بل کا ہوگا۔
ریسیور رکھ کر وہ واپس پلٹا تو اس کی آنکھیں اچانک ایک خیال کے
تحت چمک اٹھیں اور ساتھ ہی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ
رینگنے لگی۔ وہ واپس اس کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں ہیولا اور گیری
موجود تھے۔ ہیولا ہوش میں آچکی تھی۔ لیکن اس کے دونوں گال سرخ
ہو رہے تھے۔ اس سے ظاہر تھا کہ اسے تھپڑ مار کر ہوش میں لایا گیا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ گیری یہاں کیسے آگیا۔ اور ہمیں باندھ کیوں
رکھا ہے"۔۔۔ ہیولا نے عمران کو دیکھتے ہی پھٹے پھٹے لہجے میں کہا۔
اور اس کی آنکھوں میں شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"میں نے سوچا۔ دونوں میاں بیوی سے اکٹھا ہی انٹرویو کر لوں۔
اکثر اخبارات میں ایسے انٹرویو چھپتے رہتے ہیں۔ چاہے عام حالات
میں ان میاں بیوی کے درمیان جوتم پیزار چلتی رہتی ہو۔ اور روزانہ
نئی کراکری لانی پڑتی ہو۔ لیکن انٹرویو دیتے وقت دونوں کے چہروں
پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ اور فقرے یہی ہوتے ہیں کہ جناب ہمارا گھرانہ
تو مثالی گھرانہ ہے۔ ہم تو ایک دوسرے سے مکمل تعاون کرتے ہیں۔
اور پھر میاں بتاتا ہے کہ مجھے بیوی کی کون سی عادت پسند ہے اور
عام طور پر یہ عادت کفایت شعاری ہوتی ہے۔ فیملی انٹرویو لینے والے
کو بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیگم صاحبہ کی کفایت شعاری کا دائرہ صرف شوہر
کی حد تک ہی محدود رہتا ہے اس بے چارے کو وہی سوٹ بیس پچیس
سال تک پہننا پڑتا ہے جو اس نے شادی کے موقع پر پہنا ہوتا ہے۔

سگریٹ اور چائے فضول خرچی میں شمار کی جاتی ہے۔ کسی دوست کو اگر
وہ ایک کپ چائے پلا دے تو اس کی کفایت شعار بیگم کے نزدیک
پورے مہینے کا بجٹ زلزلوں کی زد میں آجاتا ہے۔ جب کہ وہ کفایت
شعار بیگم اپنی سہیلیوں کو گھر میں بلا کر ڈنر۔ لنچ اور پارٹیاں کر کے اپنی
کفایت شعاری کا عملی مظاہرہ کرتی رہتی ہیں۔ اور جب بیگم صاحبہ سے
پوچھا جاتا ہے کہ اُسے شوہر کی کون سی عادت پسند ہے تو ایک ہی
گھڑا گھڑایا جواب ہوتا ہے کہ جناب میرے شوہر مجھ سے بے حد
تعاون کرتے ہیں۔ مطلب ہوتا ہے کہ برتن دھوتے ہیں۔ بیگم سمیت
بچوں کو ناشتہ تیار کر کے دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ "۔۔۔۔ عمران کی
زبان پوری رفتار سے چل رہی تھی۔ اور بیولا آنکھیں پھاڑے حیرت
سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے بتایا نہیں کہ گیری یہاں کیسے آگیا۔ اور تم نے ہمیں باندھ کیوں
رکھا ہے "۔۔۔۔ بیولا نے اس بار غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"میں نے۔۔۔۔ میں نے کب بلایا ہے۔ یہ تو تمہاری کال پر میری
گردن کاٹنے کے لئے یہاں پہنچا ہے۔ پوچھ لو اس سے "۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور بیولا عمران کی بات سن کر اور زیادہ
چونک اٹھی۔

"یہ۔۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کب کال کیا ہے اسے "۔۔۔
بیولا کے حلق سے رک رک کر فقرہ نکلا۔

"سنو بیولا۔ تم نے واٹر پاور سے میری موت کا سودا پچاس لاکھ





ڈالر میں۔ کیا تمہیں یہ رقم ڈاک بل کے ذریعے ملی۔ یہ سب کچھ مجھے معلوم
ہے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر واٹر پاور جیسی بڑی
تنظیم نے اتنی بھاری رقم تم جیسے احمقوں کو کیوں دی ہے "۔۔۔۔
عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھ سے دراصل حماقت ہوگئی ہے۔ پچاس لاکھ ڈالر کی رقم سے
ہی مجھے سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ تم کس قدر سخت ٹارگٹ ہو۔ میں نے
تمہیں عام آدمی کی طرح ٹریٹ کیا "۔۔۔۔ بیولا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔

"میرے ذہن میں تمہیں دیکھتے ہی ایک خیال آیا تھا۔ لیکن پھر میں
بھول گیا۔ اور اب پھر تمہارے بات کرنے کے انداز سے مجھے یہ خیال
دوبارہ آیا ہے۔ کیا تمہاری ماں کا نام برتھا ہے "۔۔۔۔ عمران نے
اس طرح چونک کر پوچھا جیسے واقعی اُسے یہ خیال ابھی آیا ہو۔

"کون برتھا "۔۔۔۔ بیولا نے چونک کر پوچھا اور عمران بے اختیار
مسکرا دیا۔

"ماسٹر کلرز والی برتھا۔ جوانا۔ کیا تمہیں برتھا یاد ہے۔ یہ اس کی
بیٹی ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے مڑ کر جوانا سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"اوہ اوہ ماسٹر۔۔۔۔ یہ لڑکی مادام برتھا کی بیٹی۔ نہیں ماسٹر "۔۔۔
جوانا نے اس بُری طرح اچھلتے ہوئے کہا جیسے اس کے سر پر حیرتوں
کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں۔ وہ اب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے صوفے
پر بیٹھی ہوئی بیولا کو دیکھ رہا تھا۔

"اس نے زیرو ماسک لگا رکھا ہے۔ اس لئے تم نے اسے پہچانا نہیں ہے۔ لیکن میں تصور میں اسے زیرو ماسک کے بغیر دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہوبہو اپنی ماں کی تصویر ہے۔ اس کے بات کرنے کا انداز بھی ویسا ہی ہے بس صرف یہ کہ وہ موٹی۔ بھدی اور بظاہر عقل سے پیدل عورت نظر آتی تھی۔ جب کہ یہ خوب صورت۔ چست اور تیز طرار نظر آتی ہے۔ لیکن اس کی ماں جو کچھ بظاہر نظر آتی تھی درحقیقت ایسی نہ تھی۔ وہ دراصل انتہائی ذہین۔ پھرتیلی اور ٹھنڈے دماغ کی عورت تھی۔ لیکن یہ جذباتی اور احمق لڑکی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے دونوں ہاتھ ہیولا کے چہرے کی طرف بڑھائے اور اس کے بعد اس کے دونوں ہاتھوں نے بڑے مخصوص انداز میں حرکت کرنی شروع کر دی۔ وہ ہیولا کے چہرے اور سائیڈوں پر جگہ جگہ سے چٹکیاں بھر رہا تھا جب کہ جوزف اور جوانا حیرت سے عمران کو ایسا کرتے دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر شدید حیرت تھی کیونکہ عمران نے کبھی اس سے بھی زیادہ خوب صورت عورتوں کے چہروں کو انگلی تک نہ لگائی تھی۔ لیکن اب وہ اس کے چہرے پر باقاعدہ چٹکیاں بھر رہا تھا۔ ہیولا کے حلق سے ہلکی ہلکی سسکاریاں سی نکل رہی تھیں اور چند لمحوں بعد جب عمران کے ہاتھ علیحدہ ہوتے تو اس کے ہاتھ میں باریک سی جھلی لٹکی ہوئی تھی جو جگہ جگہ سے مجسم کے لحاظ سے مختلف تھی۔

"اب دیکھو۔ میں نے زیرو ماسک اتار دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے وہ جھلی ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ یہ واقعی مادام برتھا کی بیٹی ہے۔ اب مجھے یاد آ گیا



ہے کہ اس کی بیٹی کسی سکول یا کالج میں پڑھتی تھی۔ اور مادام برتھا اس سے ملنے جاتی تھی۔ لیکن اس نے کبھی اس سے ہمیں نہ ملوایا تھا۔ اور نہ وہ اسے اپنے بلیو مون کلب میں آنے دیتی تھی"۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"ہاں میں برتھا کی بیٹی ہوں۔ اسی برتھا کی جو ماسٹر کلرز کی چیف تھی۔ اور تم اس کے ماتحت تھے۔ تم بزدل ہو۔ کمینے ہو۔ کہ تم نے میری ماں کے قاتل کی ملازمت کر لی ہے۔ میں نے اپنی ماں کے قاتل سے انتقام لینے کے لئے سخت ترین ٹریننگ لی۔ میں نے اپنی ماں کے قاتل سے انتقام لینے کے لئے قتل کرنے کا پیشہ اپنایا۔ تاکہ جب میرا دل سخت ہو جائے۔ تو میں اپنی ماں کے قاتل سے بھرپور انتقام لے سکوں۔ میں اس کی بوٹی بوٹی اور ریشہ ریشہ علیحدہ کر سکوں۔ میں آج تک اس آگ میں جلتی چلی آئی۔ اور یہی انتقام کی آگ تھی جس نے مجھے انسان سے درندہ بنا دیا تھا۔ اور گولڈن فاکس کا نام ایکریمیا میں دہشت بن گیا۔ کیونکہ میں صرف قتل ہی نہ کرتی تھی۔ بلکہ اپنے شکار کو اس قدر اذیت دے کر مارتی تھی۔ کہ اس کی لاش عبرت کا نمونہ بن جاتی تھی۔ لیکن افسوس اب جب کہ میرے انتقام کا وقت آیا تو میں اپنی حماقت کی وجہ سے بے بس ہو چکی ہوں"۔۔۔۔ ہیولا نے بری طرح بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ سن لو ہیولا کہ میں نے تمہاری ماں کو قتل نہیں کیا۔ اسے اس کے ساتھی البرٹ نے کوبرا ام کو دور سے آپریٹ کر کے قتل کیا تھا۔ اسے بھی اور ماسٹر کلرز کے دوسرے ممبر راشکل کو بھی۔

اور دوسری بات یہ کہ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اس کا پورا پورا موقع دوں گا۔ لیکن ابھی نہیں۔ ابھی میرے سامنے ایک عظیم مقصد موجود ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسا مقصد" ــــ بیولا نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے ڈاگ بل کی تلاش تھی۔ اور تمہارا شوہر ڈاگ بل کو جانتا ہے اس طرح تمہارے شوہر نے میرا یہ مسئلہ تو حل کر دیا ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہوگا کہ تم بیوہ ہو جاؤ گی" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ گیری کی موت سے تمہیں کیا حاصل ہوگا" ــــ بیولا نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"گیری جانتا ہے کہ اس ڈاگ بل نے اُسے ہدایت کی ہے کہ واٹر پاور کے چیف کو میرا سر چاہیئے۔ تاکہ وہ پوری طرح تسلی کر سکے کہ گولڈن فاکس نے واقعی عمران کو قتل کیا ہے۔ اور چونکہ ڈاگ بل مجھ سے واقف نہیں ہے اس لئے وہ تو مجھے شناخت نہیں کر سکتا۔ اس سے نتیجہ یہی نکلا کہ میرے سر کو یہ شرف حاصل ہوگا۔ کہ وہ واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کی سیر کر سکے۔ اور لازماً میرے سر کو ہیڈ کوارٹر تک لے جانے کے لئے ہیڈ کوارٹر کے گرد حفاظتی انتظامات ختم کرنے ہوں گے یا پھر کوئی محفوظ راستہ ہوگا۔ اس طرح میرا کام بن جائے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم پاگل ہو۔ تمہارا کٹا ہوا سر اگر وہاں پہنچ بھی گیا تو تمہیں کیا فائدہ ہوگا" ــــ بیولا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔





"میرے اور گیری کے چہرے کی ساخت ہی ملتی جلتی نہیں ہے بلکہ سر کی بناوٹ بھی ایک جیسی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ میرا سر کنوارہ ہے جب کہ یہ شادی شدہ ہے۔ لیکن ہیڈ کوارٹر نے صرف سر اور چہرے کا بیرونی حصہ دیکھنا ہے اندر مغز تو چیک نہیں کرنا۔ کہ مغز سے خالی سر پہنچے گا تو وہ چونک پڑیں گے۔ کیونکہ شادی کے بعد صرف سر ہی سر رہ جاتا ہے۔ مغز تو بیوی بچے چاٹ جاتے ہیں۔ باقی اس مماثلت کو میں ہو بہو خود بنا لوں گا" ــــ عمران نے کہا۔

"گگ ــ گگ ــ کیا مطلب۔ کیا تم گیری کو........" ــ بیولا نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوف اور دہشت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تمہاری بے ہوشی کے بعد تمہارے اس خصوصی ٹرانسمیٹر پر تمہارے شوہر نے کال کی تھی جو ظاہر ہے تمہاری بے ہوشی کی وجہ سے مجبوراً مجھے اٹنڈ کرنا پڑی۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ ڈاگ بل نے میرا سر لانے کی شرط لگائی ہے۔ اب ظاہر ہے بیولا جیسی نفیس لڑکی تو کسی لاش کا سر کاٹنے سے رہی۔ چنانچہ جناب گیری بہادر صاحب خود میرا سر کاٹنے کے لئے تیار ہو گئے اور تیز دھار خنجر جیب میں ڈالے اکڑتے ہوئے یہاں پہنچ گئے کہ کہاں ہے وہ لاش جس کا سر کاٹنا ہے۔ لیکن اُسے معلوم نہیں کہ یہاں اس سے بھی زیادہ ماہر سر کاٹنے والے موجود ہیں۔ جوزف تو اس فن میں اس قدر ماہر ہے کہ پورے افریقہ کے وحشی اسے اپنے دشمنوں کے سر کاٹنے کے لئے باقاعدہ دعوت دے کر بلاتے تھے۔ مجال ہے

کہ گردن کی گولائی میں کہیں سے اِنچ کے ہزارویں حصے کا بھی فرق پڑ جاتے بالکل اسی طرح اس کے ہاتھوں انسانی گردن کٹتی ہے جیسے تار سے صابن کٹتا ہے۔ کیوں جوزف" ـــــ عمران نے مڑ کر جوزف سے کہا۔

"باس۔ یہ تو بڑی چھوٹی سی گردن ہے۔ میں نے تو گینڈوں کی گردنیں اس طرح کاٹی ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے"۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔ ایسا مت کرو۔ اس کی گردن مت کاٹو۔ میں رقم واپس کر دوں گی" ـــــ ہیولا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے۔ تم اگر اس قدر ہی کمزور دل ہو۔ تو پیشہ ور قاتلہ کیسے بن گئیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ میں تمہیں ایک آفر کرتی ہوں۔ اگر تم مانو تو" ـــــ ہیولا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پہلے بیوہ تو ہو جاؤ۔ پھر تمہاری ہر بات مانی جائے گی ہمارے ہاں بیوہ سے سب کو خواہ مخواہ کی ہمدردی ہو جاتی ہے اور جب بیوہ تم جیسی نوجوان اور خوب صورت ہو تو سمجھو کہ سب بے دام غلام بن جاتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

"جوزف۔ ادھر ریک میں وہ تیز دھار خنجر پڑا ہے۔ وہ اٹھاؤ۔ اور اپنے فن کا مظاہرہ شروع کر دو۔ ہری اپ۔ باتیں بہت ہو گئیں۔ اب کام بھی ہونا چاہیئے" ـــــ عمران نے یک لخت سرد





لہجے میں جوزف سے کہا۔ اور جوزف سر ہلاتا ہوا ریک کی طرف بڑھ گیا۔

"میری بات سنو۔ میں تمہارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہیں واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچانے کی ذمہ داری لیتی ہوں۔ تم گیری کو قتل مت کرو" ـــــ ہیولا نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر بھی دہشت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ۔ اس قدر محبت تو شاید لیلیٰ کو بھی مجنوں سے نہ تھی اس نے بھی مجنوں کا امتحان لینے کے لئے اس کا خون طلب کر لیا تھا۔ بہرحال جدید لیلیٰ صاحبہ پہلے تم وضاحت کرو کہ تم مجھے کس طرح واٹر پاور پہنچا سکتی ہو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس ڈاگ بل کے حلق سے سب کچھ اگلوا لوں گی۔ وہ یقیناً واٹر پاور کا خاص آدمی ہو گا۔ اُسی سے راستہ بھی معلوم ہو جائے گا" ہیولا نے جلدی جلدی کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کے لئے تمہیں تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام تو میں خود بھی کر سکتا ہوں۔ لیکن واٹر پاور جس ٹائپ کی تنظیم ثابت ہو رہی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میں ڈاگ بل یا بل ڈاگ کو خود بھی اس کے بارے میں تفصیلات کا علم نہ ہو گا۔ اس لئے تو میں یہ سر والا فارمولا استعمال کر رہا ہوں۔ سر کے پیچھے پیچھے عمران کا جسم بھی وہاں پہنچ جائے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ میں گیری سے کہہ کر اس ڈاگ بل کو یہاں بلوا لیتی ہوں۔

تم خود اس سے اگلوالو۔ اگر وہ کوئی راستہ جانتا ہو تو ہمیں چھوڑ دو،" بیولا نے کہا۔

" نہیں تو چھوڑا جا سکتا ہے۔ لیکن گیری کو نہیں۔ تم تو بہرحال جوانا کی بھانجی بھی کہلائی جا سکتی ہو۔ لیکن گیری تو خنجر اٹھائے قصائی کی طرح سر کاٹنے آیا تھا۔ اُسے تو سزا ملنی ہی چاہیئے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جو تمہاری مرضی آئے کرو۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم اعلیٰ کردار کے مالک ہو۔ لیکن اگر تم ایک بندھے ہوئے آدمی کی گردن کٹوا سکتے ہو تو پھر دنیا میں تم سے بڑا کمینہ کوئی اور نہیں ہو سکتا" بیولا نے انتہائی جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران ہنس پڑا۔

" اگر تم اسی بات پر ناراض ہو رہی ہو کہ بندھے ہوئے اور بیہوش گیری کی گردن کیوں کاٹی جا رہی ہے تو میں اُسے ہوش میں لا کر کھلوا دیتا ہوں۔ وہ جوزف اور جوانا سے باقاعدہ مقابلہ کر لے۔ اگر وہ لاش میں تبدیل ہو گیا تو اس کا سر کاٹا جائے گا ورنہ نہیں۔ بولو ٹھیک ہے" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اُسے لڑائی بھڑائی کا فن نہیں آتا۔ وہ صرف صحافی ہے"۔۔۔ بیولا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تو پھر مجھے وہ راستہ تفصیل سے بتا دے۔ جس سے انتہائی محفوظ طریقے سے اس اہم پراجیکٹ تک پہنچا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ لہجے میں کہا اور بیولا اس کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑی۔



" کیا مطلب۔۔۔ کیا گیری کو اس راستے کا علم ہے"۔۔۔ بیولا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ کیونکہ گیری خود ڈاگ بل ہے۔ اس کے دو نام ہیں۔ گیری بطور تمہارے شوہر اور صحافی اور ڈاگ بل بطور واٹر پاور کے رکن کے اور اس لحاظ سے ڈاگ گیم کلب اس کا اڈہ ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بیولا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی چلی گئیں۔

" یہ ۔۔۔ یہ تم کیسے کہہ رہے ہو۔ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے" بیولا نے کہا۔

" اسے تمہارے شوہر کے طور پر علم تھا کہ تم اپنی ماں کے انتقام کے لئے بے چین ہو۔ اور بطور پیشہ ور قاتل تمہاری شہرت بھی یقیناً موجود ہو گی۔ اس لئے اس نے واٹر پاور کے چیف کو سمجھانے کیا کہا ہو گا کہ اس نے یہ مشن تمہارے سپرد کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ اس طرح گیری واٹر پاور سے پچاس لاکھ ڈالر وصول کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُسے یقین تھا کہ تم مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔ اس لئے پچاس لاکھ ڈالر تم لوگوں کی زندگی بھی بدل سکتے ہیں اور آئندہ واٹر پاور سے بھی بے پناہ مفادات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مجھے کیسے معلوم ہوا کہ گیری ہی ڈاگ بل ہے تو وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ اسی نے خود اپنی ڈائری میں ڈاگ بل کے نام کے آگے بریکٹ میں ایک حرف جی لکھا ہوا ہے۔ پہلے میں اس جی سے کوئی اور مطلب سمجھا تھا۔ لیکن اب تمہارے اس فقرے کے بعد کہ وہ صرف صحافی ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ جی سے مطلب گیری

ہی ہے۔ کیونکہ وہ جس انداز میں خنجر اٹھائے میری گردن کاٹنے کے لئے
یہاں آیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف صحافی نہیں ہے کیونکہ
صحافی جیسا معزز اور محترم پیشہ اپنانے والا آدمی اس طرح کے کام
نہیں کر سکتا۔ ایسا کام صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں جو جرائم پیشہ ہوں
عمران نے جواب دیا۔

" نہیں۔ وہ میرا شوہر ہے۔ میں اُسے اچھی طرح جانتی ہوں۔ اگر
ڈاگ بل ہوتا تو مجھے لازماً علم ہو جاتا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ بھی میری
طرح کا صحافی ہے ـــــ وہ بھی ایک پیشہ ور قاتل ہے۔ ہم دونوں
نے صحافت کو صرف ایک ڈھال کے طور پر اپنایا ہوا ہے۔ اس لئے
تو صحافی برادری میں ہم دونوں ہی ناکام صحافی سمجھے جاتے ہیں" ـــــ
بیولا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

" اگر میں تمہارے شوہر کے منہ سے منوا دوں کہ وہی ڈاگ بل
ہے تو پھر تمہارا ردعمل کیا ہو گا" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے جوانا کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔

"جوانا۔ اسے ہوش میں لاؤ۔ اور اس کے حلق سے اصل راز باہر
نکالو" ـــــ عمران نے جوانا کے آگے بڑھنے پر انتہائی تیز لہجے
میں کہا۔

" ٹھہرو۔ صرف اسے ہوش میں لاؤ۔ میں خود اس سے پوچھ لیتی
ہوں یہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولے گا" ـــــ بیولا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر بغیر تشدد کے یہ تسلیم کر لیتا ہے تو مجھے کیا
اعتراض ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ جوانا سے مخاطب



ہوا۔ اسے ہوش میں لے آؤ جوانا۔ لیکن تشدد سے نہیں۔ کیونکہ اس کی
بیوی ساتھ بیٹھی ہوئی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
جوانا بھی مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے
ہوئے گیری کا منہ اور ناک بیک وقت ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔
چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ تو جوانا پیچھے ہٹ گیا۔
تھوڑی دیر بعد گیری کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ وہ حیرت
سے پہلے تو ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر ساتھ بیٹھی ہوئی بیولا کو دیکھ کر اچھلنے
ہی لگا تھا کہ بندھے ہونے کی وجہ سے اچھل نہ سکا۔

" یہ ـــــ یہ کیا ہے۔ مجھے باندھ دیا گیا ہے۔ بیولا یہ کیا ہے۔
یہ کون ہیں" ـــــ گیری نے حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

" میرا نام علی عمران ہے۔ جس کی گردن کاٹنے کے لئے جناب
تشریف لاتے تھے۔ اور یہ میرے ساتھی جوزف اور جوانا ہیں" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" گیری۔ صورت حال بے حد مخدوش ہو گئی ہے۔ یہ علی عمران
اور اس کے ساتھی بے حد کایاں لوگ ہیں۔ میں تو انہیں عام سا
آدمی سمجھی تھی۔ لیکن یہ لوگ میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ چالاک
اور عیار ہیں۔ انہوں نے یہاں آتے ہی مجھے اچانک بے ہوش
کر دیا تھا" ـــــ بیولا نے اسپینی زبان میں گیری سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور اس دوران وہ بار بار سامنے بیٹھے عمران کو بھی دیکھتی
رہی۔ لیکن عمران کا چہرہ جوزف اور جوانا کی طرح سپاٹ تھا جیسے

وہ جوانا اور جوزف کی طرح اسپینی زبان کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو۔

"مم —— مم —— مگر میں نے تمہیں کال کیا تھا۔ تو تم نے مجھے کہا تھا کہ تم کوٹھی میں اکیلی ہو۔ اور میں نے تمہیں ڈاگ بل کی نئی شرط بتائی تھی کہ انہیں اس عمران کا سر ثبوت کے طور پر چاہیئے تو اس پر تم نے کہا تھا کہ تم سر نہیں کاٹ سکتیں۔ چنانچہ میں خود یہاں آیا۔ لیکن پھر جیسے ہی میں عقبی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوا۔ ایک کالا سا سایہ مجھ پر جھپٹا اور میرے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی یہ سب کچھ کیسے ہو گیا" —— گیری نے بھی اسپینی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہاری کسی کال کا جواب نہیں دیا۔ اور دے بھی کیسے سکتی تھی۔ میں تو بے ہوش تھی۔ میں بتا تو رہی ہوں کہ یہ عمران وغیرہ ہمارے تصور سے کہیں زیادہ چالاک ہیں۔ اور سنو۔ عمران نے ایک نیا منصوبہ بنایا ہے کہ تمہارا سر کاٹ کر اور اس پر عمران اپنا میک اپ کرے گا اور پھر وہ خود تمہارے میک اپ میں یہ سر واٹر پاور کے حوالے کرے گا۔ تاکہ اس سر کے ذریعے وہ واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکے" —— بیولا نے کہا۔ وہ مسلسل اسپینی زبان میں ہی بات کر رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی شاطر آدمی ہے۔ لیکن یہ واٹر پاور کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ وہاں تک زندہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ تم اسے کوئی جگہ دو۔ تاکہ ہم سچوئشن بدل سکیں۔ اور پھر اس عمران کا سر واٹر پاور کے حوالے کر دیں" —— گیری نے چونکتے



ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے پہلے صاف صاف بتا دو کہ کیا تم ہی ڈاگ بل ہو۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر میں سچوئشن بھی بدل سکتی ہوں۔ عمران کو معلوم نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ ایک لمحے میں کھول سکتی ہوں اور میری کلائی میں ایسا ہتھیار موجود ہے کہ میں لمحے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر سکتی ہوں" —— بیولا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو کر دو خاتمہ۔ پھر تم خاموش کیوں ہو" —— گیری نے سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے میرے سوال کا جواب دو" —— بیولا نے کہا۔

"نہیں۔ تم جانتی ہو کہ میں ایسے کام نہیں کرتا۔ میرا ڈاگ بل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس نے مجھے گولڈن فاکس کے ایجنٹ کے طور پر ہائر کیا ہے۔ اور بس" —— گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بیولا اسے چند لمحے غور سے دیکھتی رہی۔ پھر سامنے صوفے پر خاموش بیٹھے ہوئے عمران کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔ یہ ڈاگ بل نہیں ہے" —— بیولا نے اس بار ایکریمی زبان میں بات کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم اس سے اصل بات اگلوانے میں ناکام رہی ہو۔ اب تو مجھے اجازت ہے کہ میں اصل بات معلوم کر لوں۔ ویسے ایک بات تمہیں بتا دوں کہ مجھے اسپینی زبان بہت

اچھی طرح آتی ہے۔ اور تم نے جس ہتھیار کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہتھیار تمہاری کلائی سے پہلے ہی علیحدہ کیا جا چکا ہے۔ وہی پنسل نما میزائل۔ اُسی کی بات کر رہی ہو ناں تم "——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہیولا کے چہرے کا رنگ قدرے زرد پڑ گیا تھا۔

"تت ——— تت ——— تم آخر ہو کیا چیز "——— ہیولا کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

"سنو۔ بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں اتنا وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے تمہیں وہیں جان کارلو کے دفتر میں ہی پہچان لیا تھا۔ کیونکہ ہمیں ٹیکسی نہیں مل رہی تھی۔ اور پھر تم ہمارے سامنے اپنی کار میں وہاں پہنچیں۔ ہم چونکہ ایک طرف کھڑے تھے اس لئے تم نے ہمیں نہیں دیکھا لیکن تمہاری کار پر بنی ہوئی تصویر دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ تم ہی گولڈن فاکس ہو کیونکہ مجھے تمہارے متعلق کافی معلومات حاصل ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ تم دراصل مادام بریتھا کی لڑکی ہو۔ تم نے میرے متعلق جب معلومات اکٹھی کرنے کی کوششیں کی تھیں تو مجھے بھی تمہارے متعلق معلومات مل گئی تھیں لیکن تم نے چونکہ کبھی میرے خلاف کوئی عملی حرکت نہ کی تھی۔ اس لئے میں بھی تمہارے خلاف حرکت میں نہ آیا تھا۔ لیکن تمہیں وہاں دیکھ کر میں چونک پڑا۔ گو تم نے زیرو ماسک لگایا ہوا تھا۔ لیکن یہ زیرو ماسک تمہارے پہچاننے میں کم از کم میرے لئے کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکتی تھی۔ میں اس لئے واپس گیا۔ تاکہ تمہاری یہاں آمد کے متعلق معلوم کر سکوں۔ لیکن تم نے ہمارے





پہنچنے سے پہلے ہی جان کارلو کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد میں تمہیں یہاں جان بوجھ کر لے آیا تھا۔ کہ مجھے صرف اتنا معلوم کرنا تھا کہ آخر واٹر پاور نے تم جیسی تھرڈ کلاس قاتلہ کو میرے پیچھے کیوں لگایا ہے۔ جب کہ واٹر پاور والے جانتے ہیں کہ ان کی انتہائی طاقتور اور با وسائل تنظیمیں بھی میرا راستہ نہیں روک سکیں۔ اور پھر تمہارے شوہر کی کال آ گئی۔ چنانچہ میں نے تمہارے شوہر کو یہاں بلوایا۔ اور پھر اس کی ڈائری سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ تمہارا شوہر تمہارا ایجنٹ ہے اس سے کسی ڈاگ بل کے ذریعے میرے قتل کا معاہدہ تمہاری طرف سے کیا ہے۔ اس کی ڈائری میں ڈاگ بل کے سامنے بریکٹ میں "جی" کا حرف مجھے کھٹک رہا تھا۔ لیکن پھر میں تم سے اس لئے باتیں کرتا رہا تاکہ اس کی کھٹک دور ہو سکے۔ اور اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ گیری ہی ڈاگ بل ہے اور بحیثیت ڈاگ بل اس کی اتنی اہمیت واٹر پاور میں ضرور ہے کہ یہ واٹر پاور کے چیف کو مجبور کر کے تمہارے نام پر پچاس لاکھ ڈالر وصول کر سکتا ہے۔ اور اب تمہاری حیثیت میری نظروں میں ثانوی ہو چکی ہے۔ اس لئے تم تو چھٹی کرو۔ باقی رہا یہ گیری۔ اس سے میں خود ہی معلومات حاصل کر لوں گا "——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اس طرح بات کرتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی مذاکرے کا میزبان ہو اور مذاکرے کا وقت ختم ہونے پر ساری گفتگو کا لب لباب بیان کر رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور باہر نکال لیا۔ اس کے چہرے پر یک لخت

انتہائی سرد مہری اور سفاکی ابھر آئی تھی ۔
" رکو ۔ رک جاؤ ۔ مت مارو بیولا کو ۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں ۔
واٹر پاور کا چیف میرا سوتیلا باپ ہے ۔ میں ایکریمیا میں ڈاگ بل
کے نام سے اس کے مفادات کو خفیہ طور پر چیک کرتا ہوں لیکن
عملی طور پر میں نے کبھی واٹر پاور کے ساتھ تعلق سامنے نہیں آنے
دیا ۔ تمہاری وجہ سے جب اس کا اہم آدمی جان بنیزے ہلاک ہوا
تو اس نے مجھے کال کیا کہ میں اب جان بنیزے کی جگہ سنبھال لوں
اس پر جب تمہارا نام سامنے آیا تو مجھے بیولا کا سارا پس منظر یاد آ
گیا ۔ چنانچہ میں نے اُسے مجبور کر دیا کہ وہ گولڈن فاکس کو ہائر کرے
مجھے یقین تھا کہ اس طرح بیولا اس کی نظروں میں اہمیت حاصل کر
لے گی ۔ میرے سوتیلے باپ کو میری بیولا سے شادی پر شدید
اختلاف تھا ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس نے مجھ سے سوائے کاروبار
تعلقات کے باقی تمام تعلقات ختم کر دیئے تھے ۔ لیکن وہ بیولا کے
متعلق صرف اتنا جانتا ہے کہ بیولا ایکریمین ٹائمز کی چیف کرائم رپورٹر
ہے ۔ اُسے یہ معلوم نہ تھا ۔ کہ بیولا ہی دراصل گولڈن فاکس ہے ۔
اور کرائم رپورٹری کی وجہ سے ہی اُسے اختلاف تھا ۔ اس کے
نقطہ نظر سے کرائم رپورٹر ٹائپ کے لوگ مجرموں اور مجرم تنظیموں
کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں ۔ وہ یقیناً بیولا کا خاتمہ
کرا دیتا ۔ لیکن میری وجہ سے وہ خاموش رہا ۔ کیونکہ وہ جانتا ہے
کہ میں بیولا سے انتہائی شدید محبت کرتا ہوں ۔ بالکل کسی مشرقی
آدمی کی طرح ۔ چنانچہ میں نے یہ گیم کھیلی کہ اگر بیولا تمہیں قتل کر دیتی




ہے ۔ تو اس طرح نہ صرف میرا باپ بیولا کو بطور میری بیوی قبول
کرتے ہوئے میری سابقہ مراعات بھی بحال کر دے گا بلکہ ہم اس
سے اس مشن کے چکر میں بھاری رقم بھی وصول کر لیں گے ۔ اور
دوسری بات یہ کہ بیولا بھی اپنا انتقام پورا کر لے گی ۔ اور مجھے
یقین تھا کہ بیولا نہ صرف تمہیں تلاش بھی کر لے گی بلکہ وہ تمہیں فوراً
قتل بھی کر دے گی ۔ لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم میرے
اور بیولا دونوں کے تصور سے کہیں زیادہ اونچے آدمی ہو ۔ یہ
میری حماقت تھی کہ میں نے بیولا کو اس آگ میں جھونک دیا "
گیری نے تیز تیز لہجے میں کہا ۔
اور بیولا اس طرح حیرت سے گیری کو دیکھ رہی تھی ۔ جیسے
اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے ساتھ بیٹھا آدمی واقعی اس کا
شوہر گیری ہے ۔
" تو ـــــ تو تم ڈاگ بل ہو ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ مجھے تو آج تک
تم نے اس کا احساس بھی نہ ہونے دیا " ـــــ بیولا نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔
" میں تمہیں جرائم کی اس خوفناک آگ میں نہ جھونکنا چاہتا تھا
بیولا ۔ پیشہ ور قاتلہ صرف تمہارا انفرادی مسئلہ تھا ۔ اور وہ بھی
صرف اس لئے کہ تمہارے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی ۔
لیکن اس قدر بڑی تنظیم سے تمہاری مستقل وابستگی مجھے پسند
نہ تھی " ـــــ گیری نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا ۔
" ویری گڈ ـــــ میرا اندازہ درست نکلا کہ لیلیٰ مجنوں ایک

دوسرے کی محبت میں میرا کام کر دیں گے۔ بہر حال اب جب کہ یہ بات طے ہو گئی کہ مسٹر گیری ہی ڈاگ بل ہیں تو اب آخری مسئلہ پیش کرتا ہوں، اور یہ پہلے بتا دوں کہ مجھے تم جیسی چھوٹی مچھلیوں کے شکار سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے اگر مسٹر ڈاگ بل اس آخری مسئلے میں میرے ساتھ تعاون کریں تو میرا وعدہ ہے کہ تم دونوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ورنہ بیولا جانتی ہے کہ جوانا اپنے دوست جان کارلو کی موت کا انتقام لینے کے لئے بے چین ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ لیلیٰ کی موت کے بعد بے چارہ مجنوں صحراؤں کی خاک چھانتا پھرے اس لئے یہی ہو سکتا ہے کہ تم دونوں کی روحوں کو اکٹھا ہی آگے سپلائی کر دیا جائے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بیولا کو کچھ مت کہو۔ مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔ گیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ اس ڈائری میں گریٹ بال کے ایک محفوظ راستے کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ اور نیچے کچھ اشارات بھی دیئے ہیں اور ساتھ ہی ڈاگ بل کا نام بھی درج ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاگ بل اس راستے سے بخوبی واقف ہے۔ مجھے اس راستے کی مکمل تفصیلات چاہئیں۔ میں یہ نقشہ تمہیں نہیں دکھاؤں گا بلکہ اپنے سامنے رکھوں گا۔ تاکہ تم جو کچھ بتاؤ میں اُسے اس نقشے کو دیکھ کر چیک کر سکوں"۔
عمران نے جیب سے جان بینزے کی ذاتی ڈائری نکال کر اُسے کھولا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔




"یہ کس کی ڈائری ہے۔ کس نے بنایا ہے یہ نقشہ"۔۔۔ گیری نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"جان بینزے نے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
اور گیری کے ہونٹ اس قدر سختی سے بھنچ گئے کہ جیسے اُسے جان بینزے پر انتہائی شدید غصہ آ رہا ہو۔

"غصہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر ڈاگ بل۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اب تک میں نے تمہارے اور تمہاری بیوی سے باتوں میں وقت اس لئے ضائع کیا ہے کہ مجھے پوری طرح یقین نہ تھا کہ تم واقعی ڈاگ بل ہو۔ میں یہی بات کنفرم کرانا چاہتا تھا۔ لیکن اب کنفرمیشن کے بعد وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں دوں گا"
عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے اس راستے کا علم نہیں ہے تو"۔۔۔ گیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارے سر والا فارمولا مجھے خود ہی راستے پر لے جائے گا۔ جوزف اور جوانا دونوں تیار ہو جاؤ۔ اب میں صرف اشارہ کروں گا۔ اس کے بعد یہ لیلیٰ مجنوں ختم ہو جانے چاہئیں"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد مہر لہجے میں جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ بتاتا ہوں۔ پلیز بیولا کو کچھ نہ کہو"۔۔۔ گیری نے بُری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے گریٹ بال کے محفوظ راستے کی تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"لیکن میں یہ بتا دوں کہ چیف نے یہ راستہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے اب یہ راستہ تمہارے لئے بے کار ہے۔ جہاں تک سر والا تعلق ہے۔ صرف ہمیں الرٹ کرنے کے لئے یہ شرط لگائی ہے" ۔۔۔۔ گیری نے راستے کی تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ نقشے کے مطابق تم نے صحیح راستہ بتایا ہے راستے کو تو کسی حد تک میں خود بھی سمجھ گیا تھا لیکن صرف چند پوائنٹس وضاحت طلب تھے۔ بہر حال تمہارا شکریہ۔ اب بند راستے کھلوانا میرا اپنا کام ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ڈائری جیب میں ڈال کر صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ اگر آپ نے انہیں زندہ چھوڑ دیا تو یہ لازماً اس چیف کو اطلاع دے دیں گے" ۔۔۔۔ جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیتے رہیں۔ مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔ الٹا اچھا ہے۔ ان کے اطلاع دینے سے چیف اور زیادہ محتاط ہو جائے گا۔ اور زیادہ احتیاط کرنے والے ہی کسی نہ کسی کھڑکی کی چٹخنی چڑھانا بھول جاتے ہیں۔ اور یہی کھڑکی ہی داخلے کا اصل راستہ بن جاتی ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب یہ خود ہی اپنے آپ کو کھول لیں گے تو باہر جا سکیں گے ورنہ یہیں بھوک پیاس سے تڑپ کر مر جائیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"نہیں نہیں۔ کم از کم ہمیں کھول تو دو" ۔۔۔۔ گیری نے گھبرائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔





"تم سے تمہاری بیوی زیادہ ہوشیار ہے۔ وہ اپنی کلائیاں کھول چکی ہے۔ اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے دروازے کے قریب مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر آ گئے۔

"کیا واقعی آپ انہیں زندہ چھوڑ دیں گے" ۔۔۔۔ راہداری کراس کر کے برآمدے میں پہنچتے ہی جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس وقت تک جب تک یہ ڈاگ بل اپنے باپ کو ٹرانسمیٹر کال نہیں کر لیتا۔ اس ٹرانسمیٹر فریکونسی سے میں اس چیف باس کے مین اڈے کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور جوانا نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے اب عمران کی اس گہری چال کی سمجھ آ گئی ہو۔

ایک ہال نما کمرے کی دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب ساخت
کی مشینیں نصب کی جا رہی تھیں۔ ہال میں سفید گون پہنے ہوئے تقریباً
تیس افراد ان مشینوں کی فٹنگ اور ایڈجسٹمنٹ میں مصروف تھے۔
کمرے کی دیواریں فرش اور چھت کسی ایسی دھات سے بنی ہوئی
تھیں کہ جو سونے کی طرح چمکدار تھی۔ کمرے کی سونے کی طرح چمکتی
ہوئی چھت کے درمیان ایک دائرہ سا بنا ہوا تھا۔ جس میں سے
تیز روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اور اس تیز روشنی کی وجہ سے پورا کمرہ
واقعی اس طرح جگمگا رہا تھا جیسے خالص سونے سے بنایا گیا ہو ایک
طرف کونے میں شفاف شیشے کی پارٹیشن سے ایک بڑا سا کمرہ بنا ہوا
تھا۔ جس کے درمیان ایک میز کے پیچھے ایک درمیانے جسم اور
درمیانے قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر بالوں سے قطعی بے نیاز
تھا۔ اور شیشے میں سے جھلکنے والی زرد روشنی اس کے سر پر اس




طرح پڑ رہی تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا سر بھی ٹھوس سونے
سے بنا ہوا ہو۔ وہ میز پر رکھی ہوئی ایک مستطیل مشین پر جھکا ہوا تھا۔
مشین پر بے شمار بلب جل بجھ رہے تھے۔ اور کئی ڈائلوں میں موجود
مختلف رنگوں کی سوئیاں مسلسل آگے پیچھے حرکت کر رہی تھیں۔ کہ
اچانک مشین کی سائیڈ میں پڑے ہوئے ایک بڑے سے باکس
میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آواز گونج اٹھی۔ اور مشین پر جھکا ہوا آدمی چونک
کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے اس باکس پر لگے ہوئے ایک بٹن
کو پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ چیف باس کالنگ اوور" ____ باکس میں سے چیف
کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس باس ____ ڈوچے اٹنڈنگ اوور" ____ اس آدمی نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈوچے۔ عمران ایکریمیا سے زندہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب
ہو گیا ہے۔ اور اب وہ لازماً گریٹ بال کو تباہ کرنے کے لئے انتہائی
تیز رفتاری سے کام کرے گا۔ کیا تم پوری طرح ہوشیار ہو اوور"
چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"زندہ بچ کر نکل گیا ہے۔ ایکریمیا سے۔ کیا مطلب باس۔ آپ
نے تو بتایا تھا کہ وہ پاکیشیا میں ہے اور بانٹو اُسے قتل کرنے گیا
ہوا ہے اوور" ____ ڈوچے کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"اوہ۔ تمہیں بعد کے حالات کا علم نہیں ہے۔ بانٹو عمران کو
قتل کرنے کی بجائے اس کے ہتھے چڑھ گیا۔ اور عمران نے بانٹو سے

معلومات حاصل کیں اور پھر وہ دو حبشیوں کے ساتھ یہاں ایکریمیا پہنچ گیا۔ اس کا ٹارگٹ جان بینرے تھا۔ جو کہ ایکریمیا میں واٹر یا در کا انچارج تھا۔ اور اسی حیثیت سے وہ گریٹ بال کا محفوظ راستہ جانتا بھی تھا۔ اور یہاں کی مخصوص میٹنگز میں بھی شریک ہوتا رہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ جان بینرے تک پہنچتا مجھے اطلاع مل گئی اور مجھے مجبوراً جان بینرے کو ہلاک کرنا پڑا۔ اس کے بعد میں نے ایکریمیا کی مشہور پیشہ ور قاتلہ گولڈن فاکس کو عمران کے پیچھے لگا دیا۔ گولڈن فاکس کی اس معاملے میں بے حد شہرت تھی۔ اور دوسری طرف اس کا کوئی تعلق واٹر یا در سے نہ تھا۔ اس لئے میں اس سے دو فائدے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کہ اگر گولڈن فاکس عمران کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تب بھی ٹھیک ورنہ عمران لازماً اس گولڈن فاکس کے چکر میں پڑ کر بری طرح الجھ جائے گا۔ اور اس طرح وہ واٹر یا در کی بجائے کسی اور لائن پر چل نکلے گا۔ اس طرح کسی بھی وقت اس کا شکار آسانی سے کیا جا سکتا تھا۔ لیکن جس ایجنٹ کے ذریعے گولڈن فاکس سے رابطہ قائم کیا گیا۔ اس نے مجھے ابھی اطلاع دی ہے کہ گولڈن فاکس نے اسے اس وقت ٹریس کیا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک چارٹرڈ جیٹ جہاز کے ذریعے ایکریمیا سے واپس پاکیشیا روانہ ہو چکا تھا اور اس کی روانگی کو بھی ایک گھنٹے سے زیادہ گزر چکا تھا۔ اس طرح گولڈن فاکس والا مشن ادھورا رہ گیا۔ یقیناً جان بینرے کے قتل کے بعد چونکہ عمران کے پاس آگے بڑھنے کے لئے کوئی کلیو نہ رہا تھا اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ ہمارے پاس چونکہ اس کا کوئی واضح





لیہ اور ٹھکانہ موجود نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اتنے گنجان شہر میں اس کی تلاش بے حد مشکل کام تھا لیکن اس کے باوجود گولڈن فاکس اسے ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن وہ پہلے ہی جا چکا تھا اوور" چیف باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیا اس گولڈن فاکس نے کوئی ثبوت بھی دیا کہ واقعی وہ عمران ایکریمیا سے جا چکا تھا اوور" ــــ ڈوچے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ذہن میں جو بات ہے وہ میں بھی سمجھتا ہوں۔ میں نے پوری تسلی کر لی ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا ہے اوور" ــــ چیف باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اس کی موت ڈوچے کے ہاتھ سے مقدر ہو چکی ہے اوور" ــــ ڈوچے نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" یہ عمران ہماری توقع سے بھی کہیں زیادہ ہی چالاک اور شاطر ثابت ہو رہا ہے ڈوچے۔ اور تم جانتے ہو کہ گریٹ بال پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے کس قدر اہم ترین پراجیکٹ ہے۔ اسرائیل کے صدر تک اس سلسلے میں تشویش میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ تباہ ہو گیا تو یوں سمجھو کہ پوری دنیا کے یہودی تباہ ہو جائیں گے۔ اس لئے اسے ہر قیمت پر بچانا ہے۔ ہر قیمت پر اوور" ــــ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں باس۔ آپ قطعاً فکر

نہ کریں۔ گریٹ بال ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ یہ عمران کا مقبرہ
تو بن سکتا ہے تباہ نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی اب اس کا موونگ
سسٹم مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے بھی اب خطرے کی صورت میں
یہ اپنی جگہ سے موو بھی کر سکتا ہے اوور"۔۔۔ ڈوچے نے جواب دیا۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ موونگ سسٹم مکمل ہو چکا ہے۔
جب کہ پہلے تو یہی طے ہوا تھا کہ یہ سسٹم سب سے آخر میں مکمل
کیا جائے گا۔ تاکہ اسے موو کر کے صحیح ٹارگٹ پر لے جایا جائے
اور پھر مشن مکمل کر لیا جائے۔ کیا اس کا مطلب ہے کہ اس کا فائرنگ
سسٹم بھی مکمل ہو چکا ہے اوور"۔۔۔ چیف باس نے حلق کے
بل چیختے ہوئے پوچھا۔
"فائرنگ سسٹم بھی مکمل کیا جا رہا ہے۔ اسے زیادہ سے
زیادہ ایک ہفتہ اور چاہیے۔ آپ کی پہلی کال ملنے کے بعد میں
نے سارا زور اس کے موونگ سسٹم کی تکمیل پر لگا دیا تھا۔ کیونکہ
میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بانٹو وغیرہ کے بس کا روگ نہ
تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ لازماً یہاں کا رخ کرے گا۔ اور اسے ڈاج
دینے کے لئے موونگ سسٹم ہمارے لئے بہترین تحفظ فراہم
کر سکتا تھا۔ بانٹو کی وجہ سے مجھے اتنا موقع ضرور مل گیا ہے کہ میں
نے دن رات ایک کر کے موونگ سسٹم پہلے ہی مکمل کر لیا ہے
ویسے اگر ایک ہفتہ تک عمران ادھر کا رخ نہ کرے تو گریٹ بال
ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گا اور ہم اس کے آنے سے قبل ہی اپنا مشن
مکمل کر لیں گے اوور"۔۔۔ ڈوچے نے جواب دیا۔



"اوہ۔۔۔ ویری گڈ ڈوچے۔ تم نے واقعی اپنی بے مثال ذہانت کا
مظاہرہ کیا ہے۔ سنو۔ عمران کو جزیرہ ڈاکر کا بھی علم ہے۔ اور وہ لازماً
گریٹ بال کو تلاش کرنے کے لئے اس جزیرے کا ہی رخ کرے گا۔
میں فوری طور پر جزیرہ ڈاکر پر سپیشل گروپ کی ایک پوری ٹیم مع ضروری
اسلحے اور آبدوزوں کے وہاں بھیج دیتا ہوں۔ یہ لوگ چند گھنٹوں میں
وہاں پہنچ کر سچوئشن سنبھال لیں گے۔ تم ایسا کرو کہ گریٹ بال کو موو
کرتے ہوئے وہاں سے دور ایسی جگہ لے جاؤ جہاں کا عمران اندازہ
بھی نہ کر سکے۔ اس طرح عمران وہاں ڈاکر میں ہی الجھا رہے گا۔ اور
تمہیں فائرنگ سسٹم مکمل کرنے کے لئے آسانی سے ایک ہفتہ مل
جائے گا اوور"۔۔۔ چیف باس نے پرجوش لہجے میں کہا۔
"ویری گڈ پلاننگ باس۔ اس طرح گریٹ بال ہر لحاظ سے
محفوظ بھی رہے گا اور ہم اپنا عظیم مشن بھی مکمل کرنے میں کامیاب
ہو جائیں گے اور اگر یہ مشن مکمل ہو گیا تو پھر عمران کیا اس کے ساتھ
کروڑوں مسلمان اپنے ممالک سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمندر
میں غرق ہو جائیں گے اوور"۔۔۔ ڈوچے نے بھی انتہائی مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔
"اوکے۔ پھر یہ طے ہو گیا۔ میں ابھی ایکشن گروپ کو ڈاکر جزیرے
پر بھیجنے کے انتظامات کرتا ہوں۔ تم گریٹ بال کو کہاں لے جاؤ گے
اوور"۔۔۔ چیف باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
"باس میرا خیال ہے بحر ہند میں کوکوز جزیرے کو نیا اڈہ بنایا جائے۔
کیونکہ یہ جزیرہ بحیرہ عرب میں واقع ہے اور ڈاکر جزیرے سے کافی دور

بھی ہے اور یہ جزیرہ ویران بھی ہے۔ اور اس پر ڈاکر کی طرح انتہائی گھنے
جنگلات بھی موجود ہیں۔ اور یہاں چشمے بھی ہیں۔ پھر یہاں بحر ہند کی گہرائی
بھی اس قدر ہے کہ گریٹ بال اس کی تہہ میں آسانی سے چھپ
بھی جائے گا۔ اور اس جزیرے کی وجہ سے تازہ آکسیجن اور صاف
پانی بھی ہماری مطلوبہ مقدار میں مہیا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ آپ کو
تو علم ہے کہ فائرنگ سیکشن کی تکمیل کے لئے بے پناہ مقدار
میں زمینی پانی کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات
یہ ہے کہ ڈاکر سے کوکوز تک کوئی اور جزیرہ وغیرہ بھی موجود نہیں
ہے۔ اس لئے گریٹ بال کی موونگ میں بھی کوئی رکاوٹ پیدا
نہیں ہوگی اوور" ـــــ ڈوپے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ پلاننگ۔ یہ سپاٹ بالکل ٹھیک رہے گا۔
تم ایسا کرو کہ سب کام بند کر کے فوری یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔
تاکہ جلد از جلد کوکوز پہنچ سکو۔ کیونکہ وہاں پانی اور آکسیجن کی ایڈجسٹمنٹ
کے لئے بھی تمہیں کافی وقت چاہیئے اور میں نہیں چاہتا کہ گریٹ
بال کی مکمل تکمیل میں غیر ضروری طور پر وقت ضائع ہو جائے پوری
دنیا کے یہودی اس کی تکمیل کے لئے ایک ایک لمحہ گن گن کر گزار
رہے ہیں اوور" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ
چوبیس گھنٹوں کے اندر ہم کوکوز پہنچ جائیں گے اوور" ـــــ ڈوپے
نے کہا۔ اور چیف باس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔
ڈوپے نے ایک طویل سانس لے کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر سائیڈ



پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر وہ گریٹ بال کو کوکوز جزیرے
کی جانب فوری طور پر موو کرنے کے احکامات دینے میں مصروف ہو گیا۔

عظیم الجثہ شارک مچھلی کی شکل کی جدید ترین آبدوز خاصی
تیز رفتاری سے سمندر کی کافی گہرائی میں حرکت کرتی ہوئی آگے
بڑھی جا رہی تھی۔ آبدوز کو شارک مچھلی کے روپ میں لے آنے کا
کام عمران نے اپنی خصوصی ہدایات کے تحت کرایا تھا۔ اور چونکہ
اس خصوصی انتظامات کے لئے کافی وقت چاہیئے تھا۔ اس لئے عمران
کو ڈاکر جزیرے تک جانے میں کافی وقت لگ گیا تھا۔ اور
انہی انتظامات کے لئے وقفے کے دوران وہ ایکریمیا کا چکر لگا آیا
تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ سمندر کے اندر ایکریمیا اور روسیاہ کی
انتہائی جدید آبدوزیں مسلسل حرکت میں رہتی تھیں۔ اس لئے عمران
نے خاص طور پر اس آبدوز کو شارک مچھلی کا روپ دیا تھا۔ گو پہلے پہل

تو پاکیشیا کے نیول انجینئرز نے اسے ناممکن قرار دے دیا تھا۔ لیکن پھر عمران نے جب ان کے ساتھ اس مخصوص ڈیزائن کو پوری تفصیل سے ڈسکس کیا تو انجینئرز کسی حد تک اسے تسلیم کر گئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عمران کو بھی اپنے ڈیزائن میں خاصی ترامیم کرنی پڑیں۔ کیونکہ اس کے ٹارگٹ گریٹ بال پہ حملے کے لئے سمندر کے اندر وہاں کے مخصوص حالات سے وہ زیادہ تفصیل سے واقف نہ تھا۔ اس کام کے لئے اس نے شوگران کے انتہائی ماہر نیول انجینئر کو بھی باقاعدہ حکومت کے ذریعے پاکیشیا بلوا لیا تھا۔ اور پھر ان کے مشورے بھی اس کے بے حد کام آئے تھے۔ عمران نے نہ صرف آبدوز کے بیرونی ڈیزائن کو تبدیل کر کے اسے شارک مچھلی کا روپ دیا تھا۔ بلکہ اس کے اندر ایسے مخصوص آلات اور اسلحہ بھی نصب کرایا تھا جس کے ذریعے وہ اس ——— گریٹ بال پہ مؤثر حملہ کرنے کے قابل ہو سکتا تھا۔ اس کے لئے سب سے بڑی الجھن یہ تھی کہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ گریٹ بال کا ڈھانچہ کس دھات سے بنایا گیا ہے۔ کہ وہ مسلسل سمندر کے اندر رہنے کے باوجود کام کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اُسے گریٹ بال کے اندر موجود سسٹم اور حفاظتی آلات کے بارے میں بھی قطعی علم نہ تھا۔ بہر حال اس نے اپنے اندازوں کی بنا پہ اس پہ حملے کے لئے مخصوص آلات اور خوفناک اسلحہ آبدوز میں نصب کرایا تھا۔ اس آبدوز کا کوڈ نام فش سب میرین رکھا گیا تھا۔ اور اس کا مخفف الیف۔ الیس تھا۔ جو عام استعمال

تھا۔

الیف۔ الیس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علاوہ ...کے آٹھ افراد بھی موجود تھے۔ جو اپنی اپنی فیلڈ کے ماہر ترین آدمی ...۔ آبدوز کا کیپٹن ناصر علی تھا۔ جو پاکیشیا نیوی میں سب سے ...تجربہ کار اور ماہر ترین آدمی تھا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ جس کی ...پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی بے پناہ ذہانت کا پتہ ...تی تھیں۔

اس وقت بھی کیپٹن کے مخصوص کمرے میں کیپٹن ناصر کے ساتھ ...ان بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے درمیان ایک بحری نقشہ کھلا ہوا ...تھا۔ اور وہ دونوں اس پہ جھکے ہوئے تھے۔

"یہ راستہ کسی طرح بھی محفوظ تو نہیں کہلایا جا سکتا عمران صاحب۔ ...س راستے پہ سمندر کے اندر انتہائی تیز روئیں چلتی رہتی ہیں۔ بلکہ ...ص طور پہ اس پوائنٹ پہ تو صورت حال اور بھی زیادہ مخدوش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس پوائنٹ پہ قدرتی طور پہ سرد اور گرم روئیں ایک دوسرے کو مخالف سمتوں میں کاٹتی ہوئی گزرتی ہیں۔ اس لئے یہ ...بیس کلومیٹر کا علاقہ انتہائی ہولناک طوفانوں کی زد میں رہتا ہے" کیپٹن ناصر نے نقشے پہ ایک جگہ پنسل رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کیپٹن ناصر۔ اور یہی بات اس کے محفوظ ہونے کی دلیل بھی ہے۔ اس راستے سے چونکہ کسی کے کراس کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ادھر حفاظتی انتظامات بھی نہ کئے گئے ہوں گے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن عمران صاحب ۔ کم از کم میں آبدوز اس راستے سے نہیں لے
جاسکتا ۔ کیونکہ کسی بھی لمحے آبدوز کے پرخچے اڑ جانے کا خطرہ ہے ۔
کیونکہ صرف رودوں کی کراسنگ کا ہی مسئلہ نہیں ہے ۔ یہاں سمندر
کی تہہ میں قدرتی طور پر نوکیلی چٹانوں کا ایک طویل سلسلہ بھی موجود ہے
اس لئے یہاں طوفان ہولناک صورت اختیار کر لیتا ہے" ۔۔۔۔ کیپٹن
ناصر نے بڑے حتمی لہجے میں کہا ۔

" طوفان کا اصل زور سطح سے کتنی گہرائی پر ہوتا ہے ۔ اور ان نوکیلی
چٹانوں کی زیادہ سے زیادہ بلندی کتنی ہے " ۔۔۔۔ عمران نے
سپاٹ لہجے میں پوچھا ۔

" سمندر کی تہہ سے لے کر تقریباً سطح سمندر تک مسلسل اور
خوفناک طوفان موجود رہتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی طور
پر اس روٹ کو ہر قسم کے بحری ویسلز کے لئے سیلڈ کر دیا گیا ہے ۔
ہم کسی صورت بھی یہاں سے نہیں گزر سکتے ۔ ہمیں لازماً محفوظ راستے
سے گزرنا ہوگا " ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیا ۔

" تاکہ ایس ۔ اے تارپیڈو ایک لمحے میں آبدوز کے پرخچے اڑا
دے ۔ کیپٹن ناصر ہم تفریح کے لئے نہیں جا رہے ۔ ایک ایسے
مشن پر جا رہے ہیں جہاں موت ہمارے سامنے اور زندگی ہمارے
عقب میں رہے گی " ۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا ۔

" ایس ۔ اے تارپیڈو ۔۔۔ کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔
یہ کیسے ممکن ہے " ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے
لگیں ۔





" جی کیپٹن ناصر ۔ جو لوگ سمندر کے اندر اس قدر جدید فائٹنگ
سنٹر بنا رہے ہوں اور جو بحیرہ عرب کے پانی کو یک لخت کسی نوالے
کی طرح آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دینے کا عزم رکھتے ہوں ۔ وہ لکڑی
کی کشتیوں پر پھولوں کے ہار لئے ہمارے استقبال کے لئے نہ
کھڑے ہوں گے ۔ ہمیں موت کا سمندر عبور کر کے ہی ان تک
پہنچنا ہوگا ۔ میرا خیال تھا کہ ایڈمرل صاحب نے آپ کو اس
مشن کے بارے میں بریف کر دیا ہوگا ۔ لیکن میرا خیال ہے ایسا نہیں
ہوا " ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک
انتہائی اہم مشن پر ڈاکر جزیرے تک جا رہی ہے اور مجھے سیکرٹ
سروس کے چیف ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی علی عمران کی تمام
ہدایات اور احکامات پر مکمل عملدرآمد کرنا ہے " ۔۔۔۔ کیپٹن ناصر
نے جواب دیا ۔ اس کی آنکھوں میں ابھی تک سپر اٹامک تارپیڈو
کی دہشت نمایاں تھی ۔ کیونکہ یہ تارپیڈو واقعی اس قدر جدید آبدوز
کے ایک لمحے میں مکمل طور پر پرخچے اڑا سکتا تھا ۔ اور اس میں کوبرا
میزائل کی طرح کی خصوصیت بھی تھی کہ یہ ایک بار فائر کر دیا جائے
تو یہ اپنے شکار کو سمندر کے اندر ہر صورت میں تلاش کر لیتا تھا ۔
اس لئے ایس ۔ اے تارپیڈو سے بچ نکلنا ایک لحاظ سے ناممکن
سمجھا جاتا تھا ۔

" بہرحال میں نے آپ کو پوزیشن بتا دی ہے ۔ اب بھی وقت
ہے اگر آپ یا آپ کے عملے کا کوئی آدمی یا سارے ۔ اگر واپس

جانا چاہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ کیونکہ ہم جس مشن پر جا
رہے ہیں وہ موت کا مشن ہے۔ ہم دنیا کے اربوں مسلمانوں کو
موت اور کم از کم چھ سات عظیم مسلم ممالک کو مکمل تباہی سے بچانے
کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ لے کر جا رہے ہیں۔ ہماری زندہ
واپسی کا امکان صرف چند فیصد ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے
پرعزم لہجے میں کہا۔

"اربوں مسلمانوں کی موت اور چھ سات ممالک کی تباہی۔ گک
گک۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر کا
چہرہ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا تھا۔

"یہودیوں کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ ان کی تو زندگی کا مقصد
ہی مسلمانوں کا خاتمہ ہے۔ میں آپ کو مختصر سی تفصیل بتا دیتا ہوں"
عمران نے کہا اور پھر اس نے بتایا کہ یہ لوگ کس طرح سمندر کے
اندر ایک فائرنگ سنٹر بنا کر جسے یہ گریٹ بال کہتے ہیں بحیرہ عرب
کے اوپر موجود ہوا کے دباؤ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ
ہو گا کہ سمندر کا پانی اس طرح آسمان کی طرف اٹھ جائے گا جیسے
آتش فشاں پہاڑ سے لاوا نکلتا ہے۔ اور نجانے یہ بلندی کہاں
تک ہو۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے پانی پھیلے گا اور اس خوفناک
سمندری ریلے نے چھ سات مسلم ممالک اور اس میں رہنے
والے اربوں مسلمانوں کو پلک جھپکنے میں ختم کر دینا ہے۔ اور
ہمارے پاس یہ اطلاعات موجود ہیں کہ یہ گریٹ بال ڈاکر جزیرے
کے قریب سمندر کی تہہ میں موجود ہے اور مکمل ہونے والا ہے"



عمران نے کہا۔
اور کیپٹن ناصر کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ کر کانوں
تک پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے جسم نے مسلسل جھرجھریاں لینی شروع
کر دیں۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر خوفناک منصوبہ۔ اوہ اس قدر خوفناک
تباہی۔ اوہ۔ اس کا تو کوئی تصور تک نہیں کر سکتا۔ عمران صاحب آپ
لوگ تو عظیم ہیں جو یہودیوں کے اس خوفناک مشن کو ختم کرنے
کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ تو پوجے جانے کے قابل ہیں۔ مجھے
اب یقین ہو گیا ہے کہ یہ واقعی ڈیتھ مشن ہے۔ لیکن یہ وہ ڈیتھ
نہیں ہے جو آرام دہ بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر آتی ہے۔ یہ تو انسان
کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دینے والی موت ہے۔ میں آپ کے
ساتھ جاؤں گا اور اس مقدس مشن میں صرف شرکت ہی میرے
لئے سب سے بڑا اعزاز ہے۔ ٹھیک ہے جناب علی عمران میں
آپ کے ساتھ چلوں گا اور میرے ساتھی بھی۔ وہ میرے عملے کے
لوگ ہیں اور میں انہیں گذشتہ آٹھ سالوں سے جانتا ہوں۔
مجھے مکمل یقین ہے کہ جب میں انہیں اس مشن کے بارے میں
بتاؤں گا تو ان کے جذبات کسی طرح بھی مجھ سے کم نہ ہوں گے"
کیپٹن ناصر انتہائی جذباتی لہجے میں بول رہا تھا اور نہ صرف اس
کا لہجہ انتہائی جذباتی تھا بلکہ وہ عمران کو ایسی نظروں سے بھی دیکھ
رہا تھا جیسے کوئی انتہائی عقیدت مند مرید اپنے پیر کو دیکھتا ہے۔
اور عمران اس کی اس کیفیت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو پھر اب بتلایئے کہ اس راستے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں۔ اب بہر حال مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اب مسئلہ موت کا نہیں ہے، مشن کی تکمیل کا ہے۔ ویسے آپ کہیں تو ایک اور راستہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس سے چکر تو لمبا ہو جائے گا لیکن یہ انتہائی محفوظ راستہ ہے۔ اور یہ راستہ صرف میں اپنے تجربے کی وجہ سے بتا رہا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس راستے کا علم سوائے چند افراد کے اور کسی کو نہیں ہے۔ میں آج سے چار سال قبل ایک خصوصی مشن پر اس طرف گیا تھا۔ لیکن پھر ہمیں وہاں گھیر لیا گیا اور بچ نکلنے کے لئے ہم ہاتھ پیر مارتے ہوئے اس نامعلوم راستے کی طرف نکل گئے۔ اور اس طرح مجھے معلوم ہوا کہ یہ راستہ انتہائی محفوظ بھی ہے اور اس راستے کا علم بھی کسی کو نہیں"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے کہا۔

"کون سا راستہ ہے۔ ذرا مجھے سمجھایئے"۔۔۔ عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔

"دیکھیئے۔ ہم نے ڈاکر پہنچنا ہے۔ اور یہ ڈاکر خط استوا سے جنوب کی طرف ہے۔ اور اب ہم ڈاکر جانے کے لئے سالدیپ کی جنوبی سائیڈ سے نکل کر جانا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم سالدیپ کی شمالی سمت میں چلے جائیں اور کاداجزیروں سے پہلے موڑ کاٹ کر بحر ہند میں داخل ہوتے ہوئے خط جدی کی طرف سیدھے بڑھتے جائیں۔ تو راستے میں ایک ویران لیکن کافی بڑا جزیرہ آجائے گا۔ اسے کوکوز کہتے ہیں۔ اور کوکوز سے جب ہم واپس جنوب کی طرف ترچھے انداز میں اوپر



دوبارہ خط استوا کی طرف جائیں گے تو ہم سیدھے ڈاکر پہنچ جائیں گے۔ اس طرح ہم ہر قسم کے طوفانوں بحری روؤں کے ملاپ اور نوکیلی چٹانوں سے بھی بچ جائیں گے۔ اور یہ راستہ چونکہ بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ نہیں ہے۔ اس لئے اس راستے پر کوئی نہیں چلتا۔ اور نہ ہی اس راستے پر بحری بارودی سرنگوں کا خطرہ ہے۔ بس دو باتیں البتہ ہوں گی ایک تو یہ کہ ہمارا فاصلہ تقریباً دوگنا ہو جائے گا۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ کادا سے گھوم کر کوکوز کی طرف جاتے ہوئے ہمیں بے پناہ محتاط رہنا پڑے گا۔ کیونکہ اس راستے پر سمندر کے اندر زیکو گھاس کے بڑے بڑے قطعات موجود ہیں"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے کہا۔

"زیکو گھاس۔ اوہ۔ وہ تو انتہائی خطرناک ہو سکتی ہے اس میں تو قدرتی مقناطیسی کشش ہوتی ہے وہ تو آبدوز کو کھینچ لے گی۔ اور پھر آبدوز کو نہ اوپر لایا جا سکے گا اور نہ آگے بڑھایا جا سکے گا"۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اور اس لئے اس راستے کو بین الاقوامی طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ لیکن میں اس راستے سے چونکہ گزر چکا ہوں۔ اس لئے مجھے اس کی مقناطیسی کشش کی رینج کا پوری طرح علم ہے۔ میں آبدوز کو ہر صورت میں اس رینج سے اوپر رکھوں گا۔ اس طرح ہمیں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ یہ میری ذمہ داری پر چھوڑ دیں"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے یہ راستہ پسند آیا ہے۔ اس طرح

واقعی ہم عین ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے اور چونکہ ڈاکر جزیرے
کے گرد شارک مچھلیوں کی بہتات ہے۔ اس لئے وہ ہماری آبدوز کو
شارک مچھلی ہی سمجھتے رہیں گے۔ ویسے میں نے آبدوز میں اپنا ایجاد
کردہ ایسا انٹی ریز سرکٹ بھی نصب کرا دیا ہے۔ جو مجھے یقین ہے
کہ انتہائی جدید ترین چیکنگ اور تباہ کن ریز آل پاسو ریز کو بھی
ہماری آبدوز پر اثر انداز نہ ہونے دے گا اور اس وقت تک آل
پاسو سے زیادہ جدید ریز ایجاد نہیں ہوئیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"آل پاسو ریز کا انٹی۔ کیا مطلب۔ میرا تو خیال ہے کہ اس کا تو
کوئی توڑ ابھی تک ایجاد ہی نہیں ہوا"۔۔۔ کیپٹن ناصر اس طرح
عمران کو دیکھ کر بول رہا تھا جیسے اسے عمران کی بات پر ایک فیصد
بھی یقین نہ ہو۔

"ہم پاکیشیا والوں میں ہی تو ایک صفت ہے کہ ہم کوئی ایجاد
خود کر سکیں یا نہ۔ لیکن کم از کم توڑ ہر ایجاد کا کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے
کہ شب بریکنگ بزنس ہمارے ہاں عروج پر ہے۔ اگر دنیا والے
ایسے ٹیلی فون ایجاد کرتے ہیں جن میں سکے ڈالے بغیر کال نہیں ہو
سکتی۔ اور ایک بار جو سکہ اس میں پڑ جائے پھر اسے سوائے کمپنی
کے مخصوص طریقہ کار کے نکالا نہیں جا سکتا لیکن ہم نے اس کا بھی توڑ
تلاش کر لیا ہے اور بڑا ہی کامیاب توڑ ہے۔ میرے ایک واقف کار
کی تو روزی کا انحصار ہی اسی توڑ پر ہے۔ وہ سارا دن پڑا اینڈتا رہتا ہے۔
شام کو نہا دھو کر شاندار لباس پہن کر عطر پھلیل لگا کر جیب میں دو سکے
ڈال کر نکلتا ہے اور پھر ایسے مقامات پر موجود پبلک فون بوتھ پر پہنچتا ہے۔



جہاں کالز بے حد زیادہ ہوتی ہیں۔ اطمینان سے وہ دو سکے ڈال کر رسیور
اٹھاتا ہے۔ اور نمبر ڈائل کرتا ہے۔ اور پھر جیسے ہی رسیور رکھتا ہے
ناٹ کالڈ والے خانے میں سے چھن چھن کرتے بوتھ میں اب تک
جمع شدہ سارے سکے باہر نکل آتے ہیں۔ اور وہ ان سکوں سے
جیبیں بھر کر اطمینان سے دوسرے فون بوتھ کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
اور اس طرح ایک پھیرے کے بعد اس کے کوٹ کی اندر باہر کی
ساری جیبیں سکوں سے پُر ہوتی ہیں یہ سارے سکے وہ ایک
پرچون کی دکان پر جا کر نوٹوں میں تبدیل کراتا ہے۔ پھر ٹھاٹھ سے
کسی اعلیٰ ہوٹل میں کھانا کھاتا ہے۔ انتہائی قیمتی برانڈ کے سگریٹ
پیتا ہے۔ اور انگلش دھن میں سیٹی بجاتا ہوا واپس گھر آ جاتا ہے"
عمران کی زبان پوری رفتار سے چل پڑی۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ اس خانے میں سے تو صرف
وہ سکے باہر نکلتے ہیں۔ جن کے ڈالنے کے بعد کسی وجہ سے
کال نہ ہو سکے۔ باقی سکے کیسے نکل سکتے ہیں ایسا ہونا تو ناممکن ہے"
کیپٹن ناصر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں یہ گُر بھی بتا دیتا لیکن تم اعلیٰ افسر ہو۔ بھاری تنخواہ وصول
کرتے ہو۔ اس لئے تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر کبھی
مفلسی سے واسطہ پڑ جائے تو میری طرف سے دعوت عام ہے۔
تمہیں بغیر کسی فیس کے یہ راز بتا دوں گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ کی دعوت قبول میں ضرور

آؤں گا "____ کیپٹن ناصر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" او کے۔ پھر تم اپنے تجویز کردہ راستے پر آبدوز کو چلاؤ۔ جب یہ زیکو گھاس کے قطعات کے قریب پہنچے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ میں نے ابھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشن کے بارے میں تفصیلی بات چیت کرنی ہے "____ عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کیپٹن ناصر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



...میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ...سی پر بیٹھے ہوئے ڈوپے نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ____ ڈوپے سپیکنگ "____ ڈوپے کا لہجہ سخت تھا۔

" جناب۔ پوائنٹ تھرٹین سے مارک بول رہا ہوں "____ دوسری ...ف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس ____ کیا بات ہے "____ ڈوپے نے پوچھا۔

" باس۔ پوائنٹ تھرٹین پر ایک عظیم الجثہ شارک مچھلی دیکھی جا رہی ہے۔ جو زیکو گھاس کے قطعات کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے " ...سری طرف سے کہا گیا۔

" کیا ____ کیا کہہ رہے ہو۔ شارک مچھلی اور زیکو گھاس کے ...طعات کی طرف بڑھ رہی ہے۔ کیا تم احمق ہو۔ شارک مچھلی تو زیکو ...گھاس سے اس طرح دور بھاگتی ہے جیسے کتا پتھر سے بھاگتا ہے

اور پھر پوائنٹ تھرٹین کی رینج میں تو شارک مچھلیاں کبھی دیکھی ہی نہیں
گئیں۔ کیونکہ اس طرف زیکو گھاس کے قطعات ہیں"۔۔۔ ڈوچے
نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
"اس بات پر مجھے بھی حیرت ہوئی تھی باس۔ آپ خود آ کر
چیک کر لیں"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔
"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود آ رہا ہوں"
ڈوچے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر ریسیور کریڈل پر رکھ
کر وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور تیزی سے اس چھوٹے
سے پارٹیشن نما کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے
کے باہر ایک وسیع ہال تھا۔ جہاں مشینری وغیرہ نصب ہو رہی
تھی۔ وہ اس ہال کے بیرونی دروازے سے نکل کر ایک راہداری
میں پہنچا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود لفٹ میں داخل ہو گیا۔ چند
لمحوں بعد لفٹ نے اُسے اوپر پہنچا دیا۔ لفٹ سے نکل کر وہ
ایک راہداری سے ہوتا ہوا ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ
گیا جہاں سونے کی طرح جگمگاتی دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی
سکرینیں نصب تھیں اور ہر سکرین کے نیچے ایک بڑی سی مشین
موجود تھی۔ ہر مشین کے سامنے ایک آدمی سٹول پر بیٹھا ہوا تھا
یہ حفاظتی انتظامات کا چیکنگ ہال تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک
مشین کی طرف بڑھ گیا۔
"آئیے باس۔ آپ خود دیکھ لیجئے"۔۔۔ مشین کے سامنے
سٹول پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا۔





"بیٹھے رہو مارک"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ لیکن اس کی نظریں سکرین
پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں سمندر کے اندر کا منظر انتہائی واضح طور پر
نظر آ رہا تھا۔ ایسے جیسے وہ خود وہاں موجود ہو۔ اور سکرین پر
بھی ایک قوی الجثہ شارک مچھلی اپنے مخصوص انداز میں تیرتی ہوئی
پانی کے فوارے نتھنوں سے نکالتی ہوئی ایک سائیڈ پر بڑھی
جا رہی تھی۔
"جس طرف یہ جا رہی ہے باس وہاں زیکو گھاس کے طویل
قطعات ہیں اور ان قطعات کے بعد جزیرہ کوکوز ہے"۔۔۔
سٹول پر بیٹھے ہوئے مارک نے کہا۔
"ہونہہ۔۔۔ یہ تو ناممکن بات ممکن ہو رہی ہے۔ ایسا کرو اس
مچھلی کی آنکھوں کو کلوز اپ میں لے آؤ"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔
اور مارک نے جلدی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے
شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مچھلی کا منہ سیدھا سکرین پر نظر
آنے لگا اور پھر اس کا کلوز اپ سامنے آتا گیا۔ حتیٰ کہ اس کی
آنکھیں سکرین پر پھیلنے لگیں۔ اور اب سکرین پر صرف شارک
مچھلی کی بڑی بڑی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ ڈوچے غور سے
اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔
"یہ مچھلی ہی ہے۔ لیکن یہ زیکو گھاس کی طرف جا رہی ہے۔ عجیب
بات ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ ڈوچے نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔
"باس۔ میں نے ایک بات نوٹ کی ہے۔ لیکن میرے خیال

یں وہ اتنی اہم نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی میں اُسے بتائے بغیر نہیں رہ سکتا“ ـــــ مارک نے کہا۔ اور ڈوچے اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”کون سی بات۔ جلدی بتاؤ“ ـــــ ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ مچھلی تیرتے وقت اپنے جسم کو دائیں بائیں تو حرکت دیتی ہے۔ لیکن سامنے سے پیچھے کی طرف معمولی سی حرکت بھی نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ شارک مچھلی تیرتے وقت اپنے جسم کو دائیں بائیں کے ساتھ ساتھ سامنے سے پیچھے کی طرف بھی ہلکے ہلکے جھٹکے دے کر چلتی ہے۔ گو یہ سامنے سے پیچھے کے جھٹکے قطعی غیر محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو انہیں آسانی سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ میں نے اس پوائنٹ پر اس مچھلی کو بہت دیر تک چیک کیا ہے۔ لیکن اس نے ایک بار بھی اس انداز میں حرکت نہیں کی“ ـــــ مارک نے کہا۔ اور ڈوچے نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”اوہ ـــــ یہ تو واقعی انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ ایسا ہونا تو چاہیے۔ مجھے چیک کراؤ۔ میں خود دیکھتا ہوں“ ـــــ ڈوچے نے کہا۔ اور مارک نے ایک بار پھر مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر مچھلی کا کلوز اپ ختم ہو گیا۔ اب مچھلی کا پورا جسم لہروں میں تیرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ڈوچے غور سے سکرین کو دیکھ رہا۔



”اوہ۔ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ اس میں وہ قدرتی حرکت نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ ویسے جس راستے سے یہ مچھلی آ رہی ہے۔ عام طور پر یہ راستہ اس قسم کی مچھلیوں کا ہے ہی نہیں۔ بہرحال اسے چیک کرتے رہو۔ زیکوگھاس کے قطعات پر جب یہ مچھلی پہنچ جائے تب اسے چیک کرنا۔ کیونکہ زیکوگھاس کی کشش کا دائرہ شروع ہوتے ہی یہ مچھلی قدرتی طور پر اس سے بچنے کے لئے اوپر سطح پر چلی جائے گی۔ اور پھر جب تک یہ قطعات ختم نہیں ہو جاتے یہ پانی کے اندر آ ہی نہیں سکتی۔ عجیب چکر ہے۔ بہرحال دیکھو زیکوگراس پر اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔ میں اس دوران یہیں آپریشن روم میں رہوں گا“ ـــــ ڈوچے نے تیز تیز لہجے میں مارک کو ہدایات دیں۔ اور پھر واپس مڑ کر ہال کی سائیڈ میں موجود پارٹیشن کی طرف بڑھ گیا۔ پارٹیشن والے کمرے میں آپریشن روم کی مشینری کا گورننگ باکس نصب تھا۔ ساتھ ہی ایک کرسی بھی رکھی ہوئی تھی۔ یہاں سے باس چیکنگ اور حفاظتی انتظامات کی تمام مشینری کو آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا تھا۔ یہ آپریشن روم ڈوچے نے صرف اپنے استعمال کے لئے بنوایا تھا۔ ڈوچے کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو ـــــ ڈوچے کالنگ۔ اے۔ جی۔ ون اوور“ ـــــ ڈوچے نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

”یس۔ اے۔ جی۔ ون اٹنڈنگ اوور“ ـــــ چند لمحوں بعد

ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری ۔
"اے ۔ جی ۔ ون ۔ کیا پوزیشن ہے ۔ وہ عمران اور اس کی پارٹی کا
کچھ پتہ چلا اوور" ۔۔۔ ڈوپچے نے کہا ۔
"ابھی تک یہ پارٹی کہیں نظر نہیں آئی ۔ ہماری آنکھیں مسلسل سکرینوں
پر جمی ہوئی ہیں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔
"کتنی رینج ہے تمہاری چیکنگ کی اوور" ۔۔۔ ڈوپچے نے
کہا ۔
"پچاس کلو میٹر تک ٹیلی رینج ہے ۔ اس کے بعد اسی کلو میٹر
تک سگنل رینج ہے ۔ لیکن ابھی تک نہ وہ سکرین پر نظر آئے ہیں نہ ہی
ان کی آمد کا کوئی سگنل موصول ہوا ہے اوور" ۔۔۔ دوسری طرف
سے اے ۔ جی ۔ ون نے کہا ۔
"میرا تو خیال تھا کہ اب تک وہ جزیرہ ڈاکر کے قریب پہنچ چکے
ہوں گے اور تمہارا ان سے ٹکراؤ بھی ہو چکا ہو گا ۔ تو پھر وہ کہاں چلے
گئے اوور" ۔۔۔ ڈوپچے نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔
"میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ بہرحال ہم نے انتظار کرنا ہے اوور" ۔۔۔
اے ۔ جی ۔ ون نے کہا ۔
"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ فضا سے ہی براہ راست جزیرے
پر اتر آئیں اور پھر وہاں سے سمندر میں اتریں اوور" ۔۔۔ ڈوپچے
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔
"ایئر چیکنگ بھی ہو رہی ہے ۔ ہم ہر طرح سے چوکنا ہیں اوور" ۔۔۔
اے ۔ جی ۔ ون نے کہا ۔



"او ۔ کے ۔ بے حد محتاط رہنا ۔ یہ لوگ انتہائی شاطر ہیں اوور" ۔۔۔
ڈوپچے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
"آپ فکر نہ کریں ۔ یہ مچھلی بن کر بھی آ جائیں تب بھی ایکشن گروپ سے
نہیں بچ سکتے اوور" ۔۔۔ ایکشن گروپ کے چیف اے ۔ جی ۔ ون
نے کہا ۔ اور اس کی بات سن کر ڈوپچے بے اختیار اچھل پڑا ۔
"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ڈوپچے نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی
سے ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ آپریشن روم سے نکل کر دوبارہ پوائنٹ
مشین کے آپریٹر کی طرف دوڑتا گیا اس کے ذہن میں دھماکے سے
ہو رہے تھے ۔
"اوہ مارک ۔ کہیں یہ مچھلی مصنوعی نہ ہو" ۔۔۔ ڈوپچے نے مارک
کے قریب جاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا ۔
"مصنوعی مچھلی ۔۔۔ کیا مطلب باس ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ مچھلی
تو بالکل حقیقی ہے ۔ لیکن بس وہ اس کی مخصوص حرکت کا پرابلم ہے ۔
ہو سکتا ہے اس کو کوئی خاص بیماری ہو ۔ لیکن بہرحال مصنوعی مچھلی
یہ قطعی نہیں ہے" ۔۔۔ مارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔
"تمہاری بات درست ہے ۔ اس لئے میں نے مچھلی کی آنکھیں چیک
کی تھیں ۔ اس میں نہ صرف زندگی کی لہر موجود ہے بلکہ وہ بالکل شارک
مچھلی جیسی آنکھیں ہیں ۔ بہرحال اس کے زیکو گھاس پہ پہنچنے کے بعد
حقیقت کا علم ہو جائے گا ۔ کم از کم یہ بات میرے حلق سے نہیں
اترتی ۔ کہ شارک مچھلی اور اس اطمینان سے زیکو گھاس کی طرف جائے
شارک مچھلی تو میلوں دور سے زیکو گھاس کی مخصوص بو کو محسوس کر لیتی

ہے" ——— ڈوپچے نے کہا۔

"عام آدمی کو تو شاید اس کا علم ہی نہ ہو باس لیکن چونکہ آپ اور میرا تعلق سمندر سے بہت دیرینہ ہے۔ اس لئے کم از کم ہمیں تو معلوم ہے۔ ویسے اب یہ قطعات تھوڑی دور ہی رہ گئے ہیں" ——— مارک نے کہا اور ڈوپچے نے سر ہلا دیا۔

ان دونوں کی نظریں مچھلی پر ہی لگی ہوئی تھیں جو سمندر کے پانی سے کھیلتی، اٹھکیلیاں کرتی۔ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی آ رہی تھی۔

"مجھے اس کی حرکات میں مشینی یکسانیت سی ——— محسوس ہوتی ہے" ——— ڈوپچے نے چند لمحوں بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن مارک نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد سمندر کی تہہ سبزی مائل نظر آنے لگی۔ مچھلی اسی رفتار سے اس سبزی مائل تہہ والے حصے کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔ یہ سبزی مائل حصہ زیکو گھاس کے قطعے والا حصہ تھا۔ تہہ میں موجود زیکو گھاس کی وجہ سے سمندر کی تہہ گہری سبزی مائل نظر آ رہی تھی۔ ڈوپچے اور مارک کی نظریں مچھلی کے ساتھ ساتھ اس سبزی مائل حصے پر جمی ہوئی تھیں مچھلی انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف بڑھ رہی تھی۔

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ یہ کیسی شارک مچھلی ہے" ——— ڈوپچے نے حیرت کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے مچھلی ایک جھٹکے سے اوپر سطح کی طرف اٹھتی گئی۔ اور اس کے اس طرح اٹھنے پر ڈوپچے اور مارک دونوں کے حلق سے ایک طویل سانس نکل





گیا۔ مچھلی کی اس حرکت سے صاف ظاہر تھا کہ وہ واقعی اصلی مچھلی ہے۔ اور ان کے تمام شکوک بے بنیاد ہیں۔ لیکن مچھلی کافی اوپر کو اٹھنے کے بعد یکلخت سیدھی ہوئی اور پھر اسی رفتار سے تیرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

"اوہ اوہ ——— یہ کیسے۔ بالکل نہیں ہو سکتا۔ مچھلی زیکو گھاس سے اتنی بلندی پر کبھی نہیں تیر سکتی۔ یہ قطعاً اصلی مچھلی نہیں ہے۔ اور اگر ہے ہی سہی تو اب اسے ہر صورت میں ختم ہونا ہوگا" ——— ڈوپچے نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس آپریشن روم کی طرف دوڑ پڑا۔ آپریشن روم میں پہنچتے ہی وہ وہاں موجود گورننگ پیس کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین پر نصب سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اس پر وہی منظر نظر آ رہا تھا جو پوائنٹ تھرٹین کی سکرین پر تھا۔ شارک مچھلی اسی طرح سبزی مائل تہہ والے سمندر کے اوپر انتہائی تیز رفتاری سے تیرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ وہ چند لمحے غور سے ایک بار پھر اس مچھلی کو دیکھتا رہا۔ اور پھر ایک خیال کے تحت اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے چیک کیا تھا کہ مچھلی تہہ سے ایک مخصوص بلندی پر مسلسل تیر رہی ہے وہ اس بلندی سے اوپر سطح کی طرف تو چلی جاتی ہے مگر اس مخصوص بلندی سے ایک انچ بھی نیچے کی طرف نہیں جاتی۔ اس نے جلدی سے ساتھ میں پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے بٹن پریس کر دیئے۔

"یس ۔۔ پوائنٹ الیون" ۔۔۔۔ ایک آواز رسیور سے ابھری۔

"ڈوچے بول رہا ہوں وکی۔ پوائنٹ تھرٹین کی رینج کو فکس کر دو۔ وہاں ایک شارک مچھلی کہیں نظر آئے گی۔ جب یہ فوکس میں آ جائے تو مجھے بتانا" ۔۔۔۔ ڈوچے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ وکی نے جواب دیا۔ اور پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ پوائنٹ الیون کا انچارج وکی تھا۔ اور پوائنٹ الیون گریٹ بال کا ایک لحاظ سے حفاظتی اٹیکنگ پوائنٹ تھا۔ گریٹ بال کو حملہ آوروں سے بچانے کے لئے انتہائی جدید ترین راکٹوں، میزائلوں اور ریز تارپیڈو نصب کئے گئے تھے۔ اور یہ ایسی جگہ فٹ تھے کہ انہیں چاروں طرف سے فائر کیا جا سکتا تھا۔ اور ان کی رینج چار سو کلو میٹر تک تھی۔

"یس باس۔ میں نے فوکس کر لیا ہے یہ ایک عام سی شارک مچھلی ہے" ۔۔۔ وکی کی آواز رسیور سے ابھری۔

"تم یہ سبزی مائل تہہ دیکھ رہے ہو سمندر کی۔ یہ کس قدر گہری سبزی مائل ہے" ۔۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس۔ تہہ میں گھاس کے قطعات ہوں گے۔ سمندری گھاس کے" ۔۔۔۔ وکی نے اس طرح رک رک کر جواب دیا جیسے انٹرویو بورڈ میں کوئی گھبرایا ہوا امیدوار جواب دیتا ہے۔

"ہاں یہ مخصوص سمندری گھاس زیکو کے قطعات ہیں۔ زیکو گھاس سمندر کی سب سے خطرناک گھاس سمجھی جاتی ہے۔ اس میں



قدرتی طور پر کشش موجود ہوتی ہے۔ اس لئے اسے گوشت خور گھاس بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جیسے ہی کوئی سمندری جانور اس کے دائرہ کشش میں آتا ہے یہ اسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور پھر اس کے سمندر میں لہراتے ہوئے لمبے لمبے ریشے آکٹوپس کی طرح اس جانور یا مچھلی سے چمٹ جاتے ہیں۔ اور چند لمحوں بعد ہی ان کی صرف ہڈیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام سمندری جانور اس سے دور دور رہتے ہیں۔ بس کوئی بھولا بھٹکا ان میں پھنستا ہے۔ اس لئے اس گھاس کی عام خوراک سمندری کیڑے مکوڑے ہی ہوتی ہے۔ اور شارک مچھلی تو خاص طور پر اس سے بہت دور رہتی ہے۔ لیکن دیکھو یہ شارک مچھلی کس طرح اطمینان سے اس کے اوپر سے گزرتی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہ کسی صورت بھی اس کے اوپر سے نہیں گزر سکتی۔ اگر یہ گزرتی بھی تو سمندر کی سطح کے اوپر فلیٹ انداز میں تیر کر۔ کیونکہ سمندر کی سطح پر اس کی کشش تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب کہ یہ سمندر کی سطح سے بہت نیچے تیر رہی ہے" ۔۔۔۔ ڈوچے نے وکی کو پوری تفصیل سمجھاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وکی کو سمندر کا اتنا تجربہ نہ تھا جتنا ڈوچے کو تھا۔

"اوہ باس۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ کیوں اس طرح تیر رہی ہے" ۔۔۔ وکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو۔

"یہی تو پوائنٹ ہے۔ اس سے میرا اندازہ ہے کہ یہ مچھلی مصنوعی ہے" ۔۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔

"مچھلی مصنوعی ہے ——— کیا مطلب" ——— دوسری طرف سے
وکی کی حیرت سے بھری چیخ نما آواز سنائی دی۔
"ہاں۔ بہرحال اگر یہ اصلی ہے یا مصنوعی۔ اسے ختم ہو جانا چاہیے۔
تم ایسا کرو اس پر ففٹی رینج کا میزائل فائر کر دو" ——— ڈوچے
نے کہا۔
"نو باس۔ یہ مچھلی گریٹ بال سے ساٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر
ہے۔ اس لئے ففٹی میزائل اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ یا تو اسے نزدیک
آنے دیں۔ یا پھر اس پر ایل تھرٹی ریز میزائل فائر کیا جا سکتا ہے۔
اس کی رینج نوّے کلو میٹر تک ہے۔ لیکن باس وہ بے حد مہنگا ہتھیار
ہے۔ ایک مچھلی کے لئے اسے ضائع کرنا کچھ مناسب نہیں ہے"
وکی نے کہا۔
"تم قیمتی وغیرہ کے چکر میں نہ پڑو۔ اگر یہ مچھلی مصنوعی ہے تو پھر
سمجھو کہ پورا گریٹ بال ہی رسک میں ہے۔
اور اگر گریٹ بال کے رسک کے مقابلے میں یہ قیمتی
نہیں ہے۔ اسے فائر کرو۔ اٹ از آرڈر" ——— ڈوچے نے تیز لہجے
میں کہا۔
"یس باس" ——— وکی نے جواب دیا اور رسیور پر خاموشی طاری
ہو گئی۔ ڈوچے کو سکرین پر اب بھی مچھلی تیزی سے تیرتی صاف نظر آ
رہی تھی۔ اور پھر کچھ دیر بعد سکرین پر ایک تیز نیلے رنگ کی لہر پانی
کے اندر دوڑتی ہوئی نظر آئی اور پلک جھپکنے میں وہ مچھلی سے جا کر ٹکرا
گئی۔ اور مچھلی کے گرد نیلے رنگ کا دھواں سا چھا گیا۔ چند لمحوں بعد



دھواں چھٹا۔ تو انہوں نے مچھلی کو بغیر کسی حرکت کے اس طرح نیچے گہرائی
میں بیٹھتے ہوئے دیکھا جیسے کوئی آبدوز نیچے اتر رہی ہو۔ لیکن مچھلی کے
جسم کا کوئی حصہ نہ زخمی ہوا تھا اور نہ اس کے پرخچے اڑے تھے بس
مچھلی تیزی سے تہہ میں بیٹھتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے
مچھلی سبزی مائل تہہ میں غائب ہو گئی۔
"باس۔ مچھلی کو ہٹ کر دیا گیا ہے۔ آپ دیکھ ہی رہے ہوں
گے" ——— وکی کی آواز دوبارہ رسیور پر سنائی دی۔
"ہاں۔ لیکن ایل تھرٹی ریز میزائل سے اس کے جسم کو تو کوئی نقصان
نہیں پہنچا۔ اس کی وجہ۔ حالانکہ میرا خیال ہے اس کے تو پرخچے اڑ
جانے چاہئیں تھے" ——— ڈوچے کے لہجے میں حیرت تھی۔
"باس۔ ایل تھرٹی ریز صرف دھات کے پرخچے اڑاتی ہیں۔
گوشت والے جسم پر اس کے اثرات ایسے ہوتے ہیں جیسے مفلوج
کر دینے والی گیس کے ہوتے ہیں۔ اگر یہ مچھلی دھات کی بنی ہوئی ہوتی
تو واقعی اس کے پرخچے اڑ جاتے" ——— وکی نے جواب دیا۔
"اوہ اچھا ——— لیکن میرے لئے یہ نئی بات ہے" ——— ڈوچے نے
جواب دیا۔
"میں اسلحے کا ماہر ہوں باس۔ مجھے یہاں موجود ہر اسلحے کی مکمل
خصوصیات کا علم ہے۔ ان ریز کو جانوروں پر بھی آزمایا گیا تھا۔ ان کا یہی
رد عمل تھا" ——— وکی نے جواب دیا۔
"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو گے۔ تم بہرحال
اسرائیل کی دفاعی اسلحے کی لیبارٹری میں ہی کام کرتے رہے ہو" ———

ڈوچے نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

"یس باس۔ میری تمام سروس وہیں کی ہے۔ میرا کام اسلحے کو مختلف ٹیسٹوں سے گزارنا ہوتا تھا"۔۔۔ وکی نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ مچھلی واقعی گوشت کی بنی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کے اعصاب مفلوج ہو گئے۔ بہر حال ٹھیک ہے گھاس میں پہنچ کر یہ اب تک غائب بھی ہو چکی ہو گی۔ گڈ بائی"۔۔۔ ڈوچے نے کہا۔ اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

"مارک۔ میں مین سیکشن میں جا رہا ہوں۔ اگر کوئی پرابلم ہو تو مجھے وہیں کال کر لینا"۔۔۔ ڈوچے نے مین گیٹ کی طرف مڑتے ہوئے پوائنٹ تھرٹین کے سامنے بیٹھے ہوئے مارک سے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔ اور ڈوچے اطمینان بھرے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔

"واقعی مجھ سے حماقت ہوئی کہ ایک قیمتی ہتھیار ایک عام سی مچھلی پر ضائع کر دیا۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ عمران وغیرہ کو اس طرف کا تو علم ہی نہ ہو گا وہ تو وہیں ڈاکر جزیرے کے پاس ہی ٹکریں مارتے پھریں گے۔ بہر حال تسلی تو ہو گئی"۔۔۔ ڈوچے نے راہداری میں چلتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھتا گیا۔



عمران اپنے سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ آبدوز کے ایک بڑے کمرے میں ایک بیضوی میز کے گرد بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب آئندہ مشن پر بحث مباحثے میں مصروف تھے اور عمران انہیں گریٹ بال کے بارے میں اپنے انداز سے بتا رہا تھا۔ عمران کے ساتھ والی کرسی پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ جب کہ دوسری طرف صفدر بیٹھا تھا۔ تنویر جولیا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ انہوں نے دور دور تک چیکنگ ریز پھیلائی ہوئی ہوں گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس ایریے میں مچھلی کو بھی برداشت نہ کریں"۔۔۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تو ڈاکر جزیرہ بہت دور ہے۔ دوسری بات یہ کہ ڈاکر جزیرے کے گرد شارک مچھلیاں کثیر تعداد میں رہتی ہیں۔ اس لئے خطرے کی کوئی بات نہیں۔ ہم اطمینان سے مچھلی کے کباب بنے

گریٹ بال تک پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک
آبدوز کو اس قدر خوفناک دھکا لگا کہ وہ سب بے اختیار چیختے
ہوئے کرسیوں سمیت پیچھے فرش پر جا گرے۔ جب کہ تنویر اور خاور
کرسیوں سے اچھل کر میز پر جا گرے۔ کیونکہ دھکے کا دباؤ ان کی
پشت کی طرف سے پڑا تھا۔ آبدوز نے اس طرح پٹخنیاں کھانی
شروع کر دیں جیسے کوئی زخمی پرندہ پھڑکتا ہے۔ لیکن پھر وہ ساکت
ہو گئی۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ غضب ہو گیا۔ آبدوز کی مشینری
فیل ہو گئی ہے۔ وہ تہہ میں بیٹھ رہی ہے"۔ اسی لمحے کیپٹن ناصر کی
چیختی ہوئی آواز مشین روم سے سنائی دی۔ اور عمران اٹھ کر
مشین روم کی طرف بھاگ پڑا۔ باقی ممبر بھی تیزی سے اپنی اپنی جگہ
سے اٹھے اور پھر عمران کے پیچھے ہی مشین روم کی طرف بڑھ گئے۔
ان سب کے چہرے بری طرح ستے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا تھا"۔۔۔۔ عمران نے مشین روم میں داخل ہوتے ہی
پوچھا۔ اس کا لہجہ تیز ضرور تھا لیکن اس میں کیپٹن ناصر جیسی گھبراہٹ
کا عنصر موجود نہ تھا۔

"ایک نیلے رنگ کی لہر اچانک کہیں سے آبدوز سے آ ٹکرائی
ہے۔ اور آبدوز نے یکلخت پٹخنیاں کھانی شروع کر دیں۔ سکرینیں
وغیرہ سب نیلے رنگ کے دھوئیں سے بھر گئی تھیں اور پھر جب
آبدوز ساکت ہوئی تو اس کی مشینری جام ہو چکی تھی۔ اور اب یہ



ز کی تہہ میں بیٹھ رہی ہے۔ نیچے زیکو گھاس میں"۔۔۔ کیپٹن ناصر
جواب دیا۔ وہ اب اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

ہوں۔۔۔ ایمرجنسی بیٹریاں آن کر دو"۔۔۔ عمران نے ہونٹ
تے ہوئے کہا۔ کیونکہ واقعی ساری مشینری اس طرح خاموش
جیسے اس میں سے روح نکل گئی ہو۔

میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن وہ بھی جام ہیں۔ اور اب تو ویسے
مشکل ہے۔ کیونکہ آبدوز اب زیکو گھاس کی کشش کے دائرے
داخل ہو چکی ہے۔ آپ نے محسوس نہیں کیا کہ اب اس کے
بیٹھنے کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر
جواب دیا۔

"لیکن یہ ہوا کیسے۔ اور کس نے ایسا کیا ہے۔ ابھی ڈاکر جزیرہ
بہت دور ہے۔ ابھی تو ہم کوکو جزیرے تک بھی نہیں پہنچے"
ن نے ہونٹ چباتے ہوئے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ ویسے اب ہمارا زندہ بچ نکلنا
ال ہے۔ اندر کی آکسیجن ختم ہو جائے گی اور باہر ہم نکل نہیں
تے۔ کیونکہ گھاس نے فوراً ہی ہمارا گوشت اور خون پی جانا ہے۔
گوشت خور گھاس ہے"۔۔۔ کیپٹن ناصر ایک بار پھر ہراساں
ر آرہا تھا۔

"گوشت خور گھاس۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا گھاس بھی گوشت
کھاتی ہے"۔۔۔ عمران کے پیچھے کھڑی جولیا نے انتہائی حیرت
رے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیپٹن ناصر درست کہہ رہا ہے۔ لیکن یہ بعد کا مسئلہ ہے۔
ابھی ہمارے پاس وافر مقدار میں آکسیجن بھی ہے۔ اور ویسے بھی
ایسے غوطہ خوری کے لباس ہیں جن میں موجود مشینری سمندر کے
پانی سے خود بخود آکسیجن علیحدہ کر کے ہمیں پہنچا سکتی ہے۔ دیکھو،
ہے کہ یہ نیلی لہر کیا تھی اور کہاں سے آئی تھی" —— عمران نے
کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا۔
"میں اپنا بیگ لے آؤں کلوک روم سے۔ میرا خیال ہے میں
چیک کر لوں گا" —— عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔
"میں لے آتا ہوں" —— سب سے آخر میں کھڑے صدیقی
نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔
"بظاہر تو ایسا لگتا ہے کہ ہم پر کوئی خوفناک سائنسی حربہ استعمال
کیا گیا ہے" —— صفدر نے کہا۔
"میرے ذہن میں تو ایل تھرٹی ریز آ رہی ہیں۔ میں نے نیول میگزین
میں پڑھا تھا کہ ایکریمیا نے ایسی ریز ایجاد کی ہیں جن کی رینج انتہائی
طویل فاصلے تک ہوتی ہے۔ اور یہ ریز دھات کی کسی چیز سے ٹکرا
کر اس کے پرخچے اڑا دیتی ہیں جب کہ گوشت پوست والی چیز
پر اس کے اثرات صرف مفلوج کر دینے کی حد تک ہی ہوتے ہیں"
کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ بالکل ٹھیک کیپٹن شکیل۔ تم نے درست کہا ہے۔
مجھے واقعی اس کا خیال نہ آیا تھا۔ حالانکہ میں نے بھی اس کے متعلق
پڑھا تھا۔ گڈ شو" —— عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔



لیکن عمران صاحب۔ یہ آبدوز تو گوشت پوست کی نہیں ہے۔
کے تو یہ پرخچے اڑ جانے چاہئیں تھے" —— صفدر نے کہا۔
میں نے آبدوز کے اوپر جو مچھلی کا خول چڑھوایا ہے۔ اس کے
کیمیکل میٹ ہی بھرا ہوا ہے۔ میرا مطلب ہے مصنوعی گوشت۔
اصل مقصد صرف اتنا تھا کہ اس طرح آبدوز خوفناک طوفانوں
سے گزرتے ہوئے ان کا دباؤ برداشت کر لے گی۔ کیونکہ
جزیرے کے راستے میں خوفناک طوفان آتے تھے۔ لیکن
ذرا راستہ بدل کر جا رہے تھے۔ اس لئے طوفان کی بجائے اس
مصنوعی گوشت کا فائدہ اس صورت میں ہو گیا کہ ایل تھرٹی ریز
ن مشینری جام کر سکی۔ ورنہ تو آبدوز کے پرخچے اڑ جاتے۔ اور
صورت میں تو واقعی اب تک زیکو گھاس ہماری ہڈیوں کا قبرستان
بنی ہوتی" —— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"یہ لیجئے عمران صاحب اپنا بیگ" —— صدیقی نے دروازے
پیچھے سے عمران کو پکارتے ہوئے کہا اور صفدر نے صدیقی
ٹکرائے بیگ لے کر عمران کو پکڑا دیا۔ یہ ایک مخصوص ساخت کا بیگ
عمران نے اس کی زپ کھولی اور پھر اندر ہاتھ ڈال کر ایک اور
کھولی اور پھر ایک لمبا لیکن چپٹا سا باکس نکال کر بیگ کو نیچے
پر رکھ دیا۔ باکس کی ایک سائیڈ دباتے ہی باکس میں سے ہلکی
زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ آبدوز اس وقت تک نیچے
زمین پہنچ کر گھاس کے اوپر رک چکی تھی —— چونکہ مشینری
تھی۔ اس لئے باہر کا منظر دکھانے والی تمام سکرینیں تاریک

تھیں۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک مشین کے پینل کے سائیڈ کلپ
کھولے اور اس کا پینل ایک طرف ہٹا کر اس نے اندر موجود دو
رنگوں کی مختلف تاریں جھٹکے سے توڑیں اور پھر ان تاروں کو باکس
کی سائیڈ پر جیسے ہی لگایا وہ باکس کے ساتھ اس طرح چمٹ گئیں
جیسے لوہا مقناطیس کے ساتھ چپکتا ہے۔ باکس اب ان تاروں
کے ساتھ چمٹ کر پینل کے کھلے ہوئے حصے پر ہی لٹک گیا تھا۔
عمران پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے جھک کر ایک بار پھر بیگ میں ہاتھ
ڈالا اور چند لمحوں بعد اس نے ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ باہر نکال
لیا۔ اور پھر اس پر موجود بٹنوں میں سے اس نے جیسے ہی دو بٹن
دبائے۔ ایک جھماکے سے تاریک سکرین روشن ہو گئی۔ لیکن سکرین
پر باریک کانٹوں سے بھرے ہوئے گھاس کے ریشے ہی ہر طرف
لہراتے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے ریموٹ کنٹرول نما آلے پر لگی
ہوئی ایک ناب کو گھمایا تو آہستہ آہستہ گھاس کے ریشوں کی تعداد کم ہوتی
آتی گئی۔ اور پھر اکا دکا ریشے نظر آنے لگے۔

"یہ لہر کس طرف سے آئی تھی۔ اور اس وقت آبدوز سطح سمندر
سے کتنی گہرائی پر تھی کیپٹن ناصر"۔۔۔ عمران نے کیپٹن ناصر سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"شمال مشرق کی طرف سے جناب۔ جس طرف جزیرہ کوکوز ہے"
کیپٹن ناصر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو پھر جزیرہ کوکوز سے ہم پر ایل تھرٹی ریز فائر کی گئی ہیں"۔
عمران نے ریموٹ کنٹرول نما آلے پر ایک اور ناب کو ایڈجسٹ کرتے



ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ سمندر کے اوپر ہوا سے فائر ہی نہیں ہو سکتی۔
ایل تھرٹی ریز صرف پانی کے اندر ہی سفر کر سکتی ہیں"۔۔۔ کیپٹن
شکیل نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ سطح سمندر سے تقریباً پانچ سو فٹ کی گہرائی پر قائم
ہوئی ہے۔ کیونکہ ہماری آبدوز اس قدر گہرائی میں ہی سفر کر رہی تھی"
کیپٹن ناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے
ہوئے ایک بار پھر پہلے والی ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اس کی
نظریں ناب کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈائل پر تیزی
سے بدلتے ہوئے ہندسوں پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے ایک طویل
سانس لے کر ہاتھ کھینچ لیا۔

"یہ جزیرہ کوکوز یہاں سے کتنے فاصلے پر ہوگا"

"تقریباً ساٹھ کلومیٹر فاصلہ ہوگا"۔۔۔ کیپٹن ناصر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ ایکٹو ریز کی رینج تو ایک سو کلومیٹر ہے۔
ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ایل تھرٹی ریز کہاں سے آئی ہیں"۔۔۔ عمران
نے کہا اور پھر اس نے ایک بار غور سے اس آلے کو دیکھا اور
پھر ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین سے
منسلک ڈبے سے نکلنے والی زوں زوں کی آواز یکلخت تیز ہو
گئی۔ اب عمران سمیت سب کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔
لیکن اس پر سوائے سمندر کے پانی کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر
یکدم ایک جھماکے سے سمندر کے اندر ایک بہت بڑے گولے کا

منظر ابھر آیا۔ جس کی بیرونی سطح کا رنگ ہلکا سبز تھا۔ گولے کے اوپر والا حصہ نظر آ رہا تھا جس پر اس طرح کا ڈیزائن بنا ہوا تھا جیسے قدیم عمارتوں کے اوپر دودکش بنائے جاتے تھے۔ لیکن وہ نیچے سمندر کی تہہ تک چلا گیا تھا۔ کیونکہ سکرین پر اس کی نیچے جاتی ہوئی انتہا نظر نہ آ رہی تھی۔ یہ منظر صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ دو لمحوں تک نظر آیا پھر یک لخت سکرین ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی۔ باکس میں سے نکلنے والی آواز بھی بند ہو گئی تھی۔ ایسے جیسے اس کی روح اچانک غائب ہو گئی ہو۔

"اوہ۔ ایکٹوریز کو ڈس کارڈ کر دیا گیا ہے۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ ایکٹوریز کو ڈس کارڈ کرنے کا مطلب ہے کہ اس گولے کے اوپر پی تھرٹین ریز کا دائرہ موجود ہے۔ صرف پی تھرٹین ریز ہی ایکٹوریز کو ڈس کارڈ کر سکتی ہیں" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب عمران صاحب" ——— اس بار سب نے بیک آواز ہو کر پوچھا۔

"ہر کام میں قدرت کی مصلحت ہوتی ہے۔ یہ گولہ ہی ہمارا ٹارگٹ تھا اور میرا اندازہ اور خیال بلکہ یقین تھا کہ یہ گولہ ڈاکر جزیرے کے پاس ہے۔ لیکن یہ تو کوز جزیرے کے پاس موجود ہے۔ اگر ہم اس راستے پر آنے کی بجائے دوسرے راستے سے ڈاکر جاتے تو خواہ مخواہ ٹکریں مارتے پھرتے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے باکس سے چمٹی ہوئی تاریں علیحدہ کر کے باکس اور اس ریموٹ کنٹرول آلے کو دوبارہ اپنے بیگ میں ڈالتے ہوئے کہا۔



"اوہ ——— تو یہ گریٹ بال ہے" ——— جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہی گریٹ بال ہے۔ اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے۔ ہماری آبدوز کو چیک کر لیا گیا تھا" ——— عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ ذرا تفصیل سے بتاؤ" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"چونکہ مجھے یقین تھا کہ گریٹ بال جزیرہ ڈاکر کے پاس ہے اور جزیرہ ڈاکر یہاں سے ابھی بہت طویل فاصلے پر ہے۔ اس لئے یہاں چیکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔ اس لئے میں کیپٹن ناصر کے اس راستے پر رضامند ہو گیا تھا۔ حالانکہ سمندر سے تعلق رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ زیکو گھاس گوشت خور گھاس ہے۔ اس لئے کوئی جانور زیکو گھاس کی طرف نہیں جاتا اور شارک مچھلی تو اس کی بو میلوں دور سے سونگھ لیتی ہے۔ اس لئے یہ علاقہ بھی شارک مچھلیوں کا نہیں ہے۔ ہماری آبدوز شارک مچھلی ہی نظر آتی ہے اس لئے گریٹ بال میں موجود افراد کو جب سمندر میں ایک شارک مچھلی زیکو گھاس کے قطعات کی طرف بڑھتی نظر آئی ہو گی تو وہ یقیناً حیرت سے پاگل ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ اصل شارک مچھلی تو ظاہر ہے ادھر کا رخ ہی نہیں کر سکتی۔ لیکن انہوں نے اگر اسے کلوز اپ میں

چیک بھی کیا ہو گا تب بھی وہ اس کی اصل ماہیت نہ سمجھ سکے ہوں
گے۔ اس کے بعد لازماً انہوں نے ایل تھرٹی ریز میزائل فائر کیا ہو
گا۔ کہ اگر یہ اصلی شارک مچھلی ہے تو اس کا اعصابی نظام مفلوج
ہو جائے گا۔ اور اپنے بے پناہ وزن کی وجہ سے یہ زیکو گھاس
کی تہہ میں جا گرے گی اور گوشت خور گھاس اس کو چٹ کر جائے
گی۔ اور اگر یہ مچھلی کی بجائے کوئی اور چیز ہو گی تو پھر ایل تھرٹی ریز
سے اس کے پرخچے اڑ جائیں گے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم نے ان ساری باتوں کا اندازہ کیسے لگا لیا" ـــــ
جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" گریٹ بال کو دیکھ کر اور اس کی حفاظت کا اس قدر جدید اور
سخت انتظام کیا گیا ہے کہ ایکٹو ریز بھی ایک لمحے میں ڈس کارڈ
ہو گئی ہیں۔ ایسے انتظامات رکھنے والوں کے لئے ساٹھ ستر میل
کی ڈیو چیکنگ کوئی مشکل بات نہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔
اور سب نے سر ہلا دیا۔

" لیکن اب کیا ہو گا۔ اس کے متعلق بھی تم نے کچھ سوچا" ـــــ
جولیا نے کہا۔

" فی الحال ہمارے لئے ایک بچت کا راستہ موجود ہے کہ جب
ایل تھرٹی ریز کے فائر کے بعد انہوں نے سکرین پر مچھلی کو مفلوج
ہو کر گھاس میں گرتے دیکھا ہو گا تو وہ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔
کہ یہ اصلی مچھلی ہی ہے۔ ورنہ تو اب تک ہم پر نجانے کون کون



[...]ں سے تباہ کن حملے کر چکے ہوتے۔ اس لئے فی الحال جب تک ہم اس
[...]بدوز میں ہیں محفوظ ہیں لیکن ظاہر ہے ہم یہاں ساری عمر تو بند ہونے
[...]سے رہے۔ اور آبدوز اب یہاں سے نکل نہیں سکتی۔ اس لئے
[ا]یک ہی صورت ہے کہ ہم غوطہ خوری کا لباس پہن کر یہاں سے نکلیں
[...]ر ساٹھ کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے گریٹ بال پر حملہ کریں" ـــــ
[عم]ران نے کہا۔

" ناممکن عمران صاحب۔ قطعی ناممکن۔ اوّل تو ہمارے باہر جاتے
[...]ی گھاس کے کانٹے ہمارے جسموں میں گھس جائیں گے یہ غوطہ خوری
کا لباس ہمیں اس گھاس سے نہیں بچا سکے گا۔ اس لئے چند لمحوں
[...]بعد ہی ہمارا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر گھاس کی کشش بھی ہمیں آگے
نہ بڑھنے دے گی۔ ہم اس وقت مکمل طور پر گھاس کے اندر تہہ پر
موجود ہیں" ـــــ کیپٹن ناصر نے کہا۔

" اس کا حل تو میرے پاس موجود ہے۔ آبدوز میں کنورٹیبل ٹنل
لانچ موجود ہے۔ گو یہ لانچ صرف دو افراد کے لئے ہے۔ بہرحال
ہم سب اس میں لیٹ سکتے ہیں۔ اور یہ ہمیں آسانی سے گھاس
کے اندر سے نکال کر لے جائے گی۔ کیونکہ یہ کنورٹیبل لانچ مخصوص
دھات کی بنی ہوئی ہے۔ اس دھات ہی سے خلائی جہاز بنائے
جاتے ہیں اس پر نہ پانی کا وزن اثر کرتا ہے۔ اور نہ اس کی رگڑ۔
یہ میزائل نما ہے۔ اور اس میں انتہائی طاقتور انجن بھی موجود ہے۔
جو اس لانچ سے باہر نکلتے ہی چل پڑے گا۔ کیونکہ اس پر ایل
تھرٹی ریز کے اثرات موجود نہ ہوں گے۔ وہ سیلڈ ہے۔ لیکن ہم

اس میں سوائے اپنے جسموں کے اور کچھ نہیں لے جا سکتے۔ یہ
لانچ تو میں نے پولی یان میزائل تارپیڈو کے لئے تیار کرائی تھی
جس سے ہم اس گریٹ بال میں آسانی سے داخلے کے لئے سوراخ
بنا سکتے تھے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے۔ کہ ہم زیادہ آدمی ہیں اس لئے
تارپیڈو ساتھ نہیں لے جایا جا سکتا۔ یا اگر تارپیڈو لے جایا جائے
تو پھر آدمی نہیں جا سکتے"۔۔۔ عمران نے مشین روم سے نکل
کر واپس بڑے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

" اگر اس میں طاقتور انجن ہو تو اس کے ذریعے ہم اپنی آبدوز کو
ٹوچین کر کے لے جا سکتے ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" نہیں۔ اب اتنا طاقتور انجن بھی نہیں ہے کہ اس آبدوز کو اس
گھاس کی بے پناہ کشش کو توڑ کر کھینچ سکے۔ ایک اور حل ہے
کہ میں خود اس میں بیٹھ کر اس گریٹ بال کے اندر جانے کی کوشش
کروں اور وہاں جا کر ایسے حالات پیدا کر دوں کہ پھر آپ کو یہاں
سے کسی طرح نکالا جا سکے"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ ہم تمہارے ساتھ جائیں گے یا پھر اکٹھے یہیں رہیں
گے"۔۔۔ جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" ارے ہاں ایک اور حل نکالا جا سکتا ہے۔ ویری گڈ۔ واقعی
میری ریڈی میڈ کھوپڑی بھی مفلوج ہو گئی تھی۔ حالانکہ حل بالکل
سامنے کا تھا"۔۔۔ عمران نے یک لخت چونکتے ہوئے کہا اس کے
لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

" کیسا حل"۔۔۔ سب نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔





" ضروری تو نہیں کہ آبدوز کو گریٹ بال کی طرف گھسیٹا جائے۔
اسے اوپر سطح سمندر کی طرف تو بھی لے جایا جا سکتا ہے۔ اور کنور
ٹیبل لانچ کے انجن میں اتنی طاقت تو بہرحال موجود ہے کہ وہ اسے
اوپر تک گھسیٹ کر لے جائے۔ کیونکہ گھاس کے قطعات تو آگے
کم از کم دس بارہ کلومیٹر تک پھیلے ہوئے ہیں اس لئے اگر ہم آگے کی
طرف گئے تو پھر گھاس کی کشش ہمیں اتنی دیر مسلسل آگے نہ بڑھنے
دے گی لیکن اوپر کی طرف ان کی کشش کم ہوتی جائے گی۔ اس
لئے ہم آسانی سے اوپر جا سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" لیکن اوپر جا کر ایک بار پھر ہم چیک کر لئے جائیں گے۔ اور وہ
لانچ بھی چیک ہو جائے گی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آبدوز کی مشینری
ہی کسی طرح چالو ہو جائے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ ایل تھرٹی ریز کا اثر کم از کم چار روز تک رہے گا اور
اتنا طویل عرصہ ہم لانچ کے اندر بیٹھ کر نہیں گزار سکتے۔ اتنی تو
ہمارے پاس آکسیجن ہی نہیں ہو گی۔ اب جہاں تک چیک ہونے
والی بات ہے تو کنور ٹیبل لانچ کو وہ چیک تو کر سکتے ہیں لیکن
یہ ہٹ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کی دھات کے اندر بناوٹ کے
وقت ہی میں نے ایسے کیمیکلز بھروا دیئے تھے جو ہر قسم کی تباہ کن
ریز یا اسلحے کی مدافعت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس لانچ نے ہی گریٹ
بال میں سوراخ کرنا تھا۔ اس لئے ایسا نہ کیا جاتا تو اس کی تیاری
کا سارا مقصد ہی سرے سے فوت ہو جاتا۔ یہ کیمیکلز اس قدر
مہنگے اور نایاب ہیں کہ ان کو پوری آبدوز میں استعمال نہ کیا جا

سکتا تھا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ بھی فائر کیا تو مشینری تو پہلے ہی جام ہو گی۔ لانچ پر اثر نہ ہو گا اس لئے کیا فرق پڑے گا۔ پھر ہم گھاس کی کشش سے باہر جا کر اپنا رخ بدل لیں گے۔ اور اس کے بعد آسانی سے آبدوز سمیت ہم اس گھاس کے قطعات کراس کر جائیں گے۔ اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ فی الحال اس خوف ناک گھاس کے چکر سے تو نجات ملے"۔۔۔۔ سب نے عمران کی تجویز پر صاد کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ پھر تیاری شروع کریں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جدھر کنورٹیبل لانچ موجود تھی۔





میز پر رکھے فون کی گھنٹی بجتے ہی ڈوپچے نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا دیا۔ وہ اس وقت کریٹ بال کے ین سیکشن کے آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں وہ خوفناک مشینری نصب کی جا رہی تھی۔ جس کی مدد سے انہوں نے سمندر کے اوپر مخصوص رینج میں ہوا کا دباؤ ختم کرنا تھا۔ اور جس سے اربوں مسلمان اور کئی عظیم مسلم ممالک کا خاتمہ ہونا تھا۔ آپریشن روم میں اس کے ساتھ ایک اور بوڑھا سا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن وہ ایک بڑی سی مشین کی چیکنگ میں مصروف تھا۔ یہ عظیم یہودی سائنسدان پروفیسر دالمور تھا۔ جس نے یہ سارا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اور اس کی زیرنگرانی یہ منصوبہ تکمیل پذیر کیا جا رہا تھا۔

"یس ۔۔۔ ڈوپچے سپیکنگ"۔۔۔۔ ڈوپچے نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

" باسس - میں سارجنٹ بول رہا ہوں - آر - ایس سیکشن سے - گریٹ بال پر ایکٹوریز ڈالی گئی ہیں - لیکن پی - تھرٹین ریز چونکہ گریٹ بال کی بیرونی سطح پر مسلسل گردش کر رہی ہیں اس لئے یہ ایکٹوریز فوراً ہی ڈس کارڈ ہو گئیں" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں الجھن اور پریشانی تھی -

" ایکٹوریز ـــــ کیا مطلب - یعنی گریٹ بال کو دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے - مگر کہاں سے اور کیسے - اور کس نے کی ہے" ـــ ڈوچے نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا -

" پلیز آہستہ بولیں یا یہاں سے چلے جائیں - میں ڈسٹرب ہوتا ہوں" ـــــ پروفیسر والمور نے یک لخت ڈوچے کی طرف مڑ کر انتہائی تلخ اور تیز لہجے میں کہا -

" میں نے چیک کیا ہے یہ ریز زیکو گھاس کے قطعات کی طرف سے آئی ہیں اور ان کا مخرج کم از کم ساٹھ کلومیٹر معلوم ہوتا ہے" اس دوران سارجنٹ نے جواب دیا -

" اوہ - اوہ - اچھا - میں خود آرہا ہوں" ـــــ ڈوچے نے اس بار آہستہ لہجے میں کہا - اور پھر ریسیور رکھ کر وہ پروفیسر کی طرف مڑا - جو دوبارہ مشین پر جھک گیا تھا -

" آئی - ایم - سوری پروفیسر" ـــــ ڈوچے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا - پروفیسر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا - اور ڈوچے تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا - اس کے ذہن میں اس وقت واقعی دھماکے سے ہو رہے تھے - گھاس کے قطعات میں سے



ایکٹوریز کا گریٹ بال پر پڑنا - انتہائی حیرت انگیز تھا - تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا - یہاں ایک آدمی موجود تھا - جو درمیان میں رکھی ہوئی ایک میز کے پیچھے بیٹھا تھا - میز پر بھی ایک مستطیل مشین موجود تھی - اور سامنے دیوار کے ساتھ بھی مشینیں نصب تھیں - جو سب کی سب آٹومیٹک انداز میں چل رہی تھیں -

" ہاں اب بتاؤ سارجنٹ کیا کہہ رہے تھے تم" ـــــ ڈوچے نے اس آدمی کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا -

" باسس یہ دیکھئے بائیو ڈاٹا - آپ خود ہی دیکھ لیں" ـــــ سارجنٹ نے سامنے پڑے ہوئے ایک بلبے سے کاغذ کو ڈوچے کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا - جس پر ٹیڑھی میڑھی سی لکیریں اور ہندسے پڑے نظر آرہے تھے -

" ہاں - واقعی ایکٹوریز سے گریٹ بال کو چیک کیا گیا ہے - اگر ہمارے پاس آر - ایس سیکشن نہ ہوتا تو ہمیں معلوم ہی نہ ہوتا - اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ میں اب تک سمجھ رہا تھا وہ سب غلط ہے" ـــــ ڈوچے نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا -

" کیا سمجھ رہے تھے باسس" ـــــ سارجنٹ نے چونک کر پوچھا -

" وہ مچھلی نہ تھی وہ واقعی کوئی اور چیز تھی کوئی غیر معمولی سائنسی ایجاد" ڈوچے نے کہا اور ساتھ میز پر پڑے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا کر تیزی سے اس کے نمبر پریس کرنے لگا -

"مچھلی ——— کیا مطلب" ——— سارجنٹ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"بتاتا ہوں۔ پہلے میں مارک سے بات کر لوں" ——— ڈوچے نے کہا۔

"یس۔ مارک فرام پوائنٹ تھرٹین" ——— چند لمحوں بعد ہی رسیور سے پوائنٹ تھرٹین کے انچارج مارک کی آواز سنائی دی۔

"مارک۔ میں ڈوچے بول رہا ہوں۔ پوائنٹ تھرٹین پر کوئی غیر معمولی بات نظر آئی" ——— ڈوچے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"نو سر۔ آل از اوکے۔ اگر ایسا ہوتا تو میں خود آپ کو کال کرتا" مارک نے جواب دیا۔

"سنو مارک۔ زیکو گھاس کے اس قطعے سے جہاں ہم نے اسس شارک مچھلی کو ایل تھرٹی ریز فائر کر کے گرایا تھا۔ گریٹ بال پر ایکٹو ریز ڈالی گئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے۔ وہاں گھاس کے اندر کوئی سائنسی چیز موجود ہے۔ جس کے ذریعے ایسا کیا گیا۔ اور اس گھاس میں سوائے اس مچھلی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ مچھلی نہ تھی لازماً کوئی مصنوعی چیز تھی۔ شاید کوئی ایسی جدید قسم کی آبدوز ہو جسے مچھلی کی شکل دی گئی ہو۔ بہر حال کچھ نہ کچھ ہے ضرور" ——— ڈوچے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر وہ کوئی معمولی چیز ہوتی تو ایل تھرٹی ریز اس کے پرخچے نہ اڑا دیتی" ——— مارک کے لہجے میں حیرت تھی۔



"ہاں ہونا تو ایسا ہی چاہیے۔ لیکن ایسا ہوا نہیں۔ کیوں نہیں ہوا اس کا جواب فی الحال ہمارے پاس نہیں ہے۔ اب میں فوری طور پر اس جگہ کا مکمل سروے کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ جو کچھ بھی ہو سامنے آجائے۔ خاموش رہ کر مزید رسک نہیں لیا جا سکتا" ——— ڈوچے نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ایسی صورت میں باس ہمیں سرچنگ ٹی۔ ایس مشین آن کرنی پڑے گی۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ گریٹ بال کے بیرونی حفاظتی نظام کو معطل کر دیا جائے" ——— مارک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں آرہا ہوں تمہارے پاس۔ تم اس مشین کو آپریٹ کراؤ" ——— ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر تیزی سے مڑا اور بغیر سارجنٹ سے کوئی بات کئے تقریباً بھاگنے کے سے انداز میں چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ مارک کے پاس پہنچا تو اس نے مارک کو ایک اور مشین کے سامنے کھڑے دیکھا۔ یہ مشین فرش سے کافی اونچائی تک چلی گئی تھی اور اونچائی کے لحاظ سے ہی اس کی چوڑائی بھی کافی تھی۔ اس کے درمیان ایک جہازی سائز کی سکرین تھی۔ جس میں ایک بڑا خانہ اور چار چھوٹے خانے نظر آرہے تھے۔

"باس۔ سرچنگ ٹی۔ ایس مشین کام کرنے کے لئے تیار ہے"

ڈوچے کے قریب پہنچتے ہی مشین کے سامنے کھڑے مارک نے مڑ کر کہا۔

"تم نے اس پہ لوکیشن وغیرہ ایڈجسٹ کر لی ہے۔ کیونکہ ہم زیادہ دیر تک حفاظتی نظام کو معطل رکھنے کا رسک نہیں لے سکتے" ــــ ڈوچے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں نے وہ جگہ جہاں وہ شارک مچھلی گھاس میں گری تھی خاص طور پر ٹارگٹ کی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی لوکیشن کو دو کلو میٹر تک چاروں سمتوں میں پھیلا کر ایڈجسٹ کیا ہے۔ تاکہ اسے بار بار ایڈجسٹ کرنے میں وقت ضائع نہ ہو" ــــ مارک نے جواب دیا۔

"او۔کے" ــــ ڈوچے نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کئے۔ گریٹ ہال کے اندر ہی باقاعدہ جدید ترین آٹومیٹک فون ایکس چینج نصب تھی۔

"یس۔ ریسیکو سیکشن" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈوچے بول رہا ہوں" ــــ ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس۔ ہنری بول رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز میں مؤدبانہ پن کے ساتھ ساتھ قدرے حیرت نمایاں تھی۔

"ہنری۔ گریٹ ہال کے مکمل ریسیکو سیکشن کو میری دوسری



اطلاع تک آف کر دو" ــــ ڈوچے نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مکمل ریسیکو سیکشن آف کر دوں ــــ کیا مطلب باس" ہنری کے لہجے میں یقین نہ آنے والی حیرت تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ اٹ از مائی آرڈر۔ میں نے سرچنگ ٹی۔ ایس مشین پہ انتہائی ضروری چیکنگ کرنی ہے" ــــ ڈوچے نے حلق کے بل چیختے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس" ــــ ہنری نے دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آف کر کے مجھے بتاؤ۔ اور بعد میں بھی فون کے قریب رہنا۔ میں کسی وقت بھی دوبارہ تمہیں کال کر سکتا ہوں" ــــ ڈوچے نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"یس باس" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر ایسی آواز سنائی دی جیسے رسیور میز پہ رکھا گیا ہو۔ ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ اور چند لمحوں بعد دوبارہ رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ نظام آف کر دیا گیا ہے" ــــ ہنری کی آواز سنائی دی۔

"او۔کے۔ فون کے قریب رہنا" ــــ ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور کریڈل پہ ایک لحاظ سے پٹخ کر تیزی سے مارک کی طرف بڑھ گیا۔

"مشین آن کرد" ـــــ ڈوپے نے قریب جاکر ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور مارک نے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ سکرین پر چند لمحوں تک تو آڑی ترچھی لکیریں سی نظر آتی رہیں۔ پھر جھماکے سے ایک منظر ابھر آیا۔ اور منظر واضح ہوتے ہی مارک اور ڈوپے دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ انہیں گھاس کے اندر سے ایک میزائل نما کیپسول تیزی سے اوپر کی طرف اٹھتا نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے پیچھے وہی عظیم الجثہ شارک مچھلی اُسی طرح مردہ حالت میں اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کیپسول اس مچھلی کو گھسیٹ کر گھاس کے اندر سے اوپر سطح سمندر کی طرف کھینچے لئے جا رہا ہو۔

"اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے یہ مچھلی نہیں ہے۔ ورنہ زیکو گھاس کب کی اس کا خاتمہ کر چکی ہوتی۔ یہ لازماً مصنوعی مچھلی ہے۔ اس کے اندر لازماً آبدوز چھپی ہوئی ہوگی۔ اور اب مجھے خیال آ رہا ہے۔ کہ آبدوز کے اوپر باقاعدہ مچھلی کا جسم بنایا گیا ہے۔ اس کے اندر یقیناً کیمیکل میٹ بھرا گیا ہوگا۔ اور اُسے اس طرح مینوفیکچر کیا گیا ہوگا کہ یہ چلتے ہوئے بالکل اصلی مچھلی کی طرح اٹھکیلیاں کرے اور تیرے۔ ایل تھرٹی ریز اسی لئے اس کے پرخچے نہیں اڑا سکی۔ اس کے مصنوعی گوشت نے اُسے صرف دھچکا پہنچایا ہوگا۔ اور ریز کے اثرات اس کی مشینری تک ہی گئے ہوں گے اور وہ جام ہو گئی ہوگی" ـــــ ڈوپے اس طرح بول رہا تھا جیسے کسی کرکٹ میچ کے دوران کوئی ماہر گیم پر اپنا تبصرہ نشر کر رہا ہو۔



"لیکن باس ایسی مصنوعی مچھلی تو بنائی ہی نہیں جا سکتی۔ جو بالکل اصلی نظر آئے۔ ناممکن" ـــــ مارک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اگر یہ عمران ہے۔ اور لازماً یہ عمران ہی ہوگا تو اس کے شیطانی ذہن کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں ہو سکتی" ـــــ ڈوپے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ اور اس نے ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پوائنٹ الیون۔ ڈکی بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ڈکی کی آواز سنائی دی۔

"ڈوپے بول رہا ہوں ڈکی۔ سرچنگ ٹی۔ ایس مشین آن ہے۔ تم اپنی سپر اٹیکنگ مشین کو اس کے ساتھ لنک کر دو۔ فوراً جلدی" ڈوپے نے چیختے ہوئے کہا۔

"سرچنگ ٹی۔ ایس مشین کیسے آن ہو سکتی ہے اس کے لئے تو...." ڈکی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ نانسنس۔ ڈیم فول" ـــــ ڈوپے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر ریسیور میز پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد چند لمحوں تک خاموشی رہی۔

"س ـــــ سر ـــــ سکرین پر یہ کیا نظر آنے لگا ہے۔ وہی مچھلی سر۔ اُسے ایک کیپسول سا سطح سمندر کی طرف کھینچ رہا ہے"

دکی کی آواز میں ایسی حیرت تھی جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو
"ہاں یہ وہی مچھلی ہے جس پر تم نے ایل تھرٹی ریز فائر کی تھیں - یہ
مچھلی نہیں ہے - یہ مصنوعی مچھلی ہے جس کے پیٹ میں یقیناً کوئی جدید
ترین آبدوز ہے - تم ایسا کرو کہ اس میزائل اور مچھلی پر ریڈ میزائل
ہٹ کر دو - اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے" ــــ ڈوچے
نے تیز لہجے میں کہا -
"ریڈ میزائل ــــ مگر باس یہ تو انتہائی ایمر جنسی کی صورت
میں ہو سکتا ہے اور ہمارے پاس ہے بھی ایک" ــــ دکی کی
خوف ناک حد تک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی -
"الو کے پٹھے - جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو - وقت ضائع مت
کرو" ــــ ڈوچے اتنے زور سے چیخا کہ اس کا پورا جسم کانپنے
لگ گیا -
"یس سر - مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ تحریری ہدایت
دیں - میں فون پر ہدایت لے کر اسے فائر نہیں کر سکتا جناب" ــــ
دکی نے جواب دیا -
"اوہ نانسنس - اتنا وقت نہیں ہے - ٹیلی فون کالز باقاعدہ ٹیپ
ہو رہی ہیں اس لئے اسے بھی تحریری ہی ہدایت سمجھو ڈیم فول - اٹ
از ٹاپ ایمر جنسی" ــــ ڈوچے نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے
کہا - وہ اتنے زور سے چیخا تھا کہ اس کی آواز پھٹ گئی تھی -
"اوہ یس سر - میں آن کرتا ہوں سر" ــــ دوسری طرف سے
دکی کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی - اور پھر ریسیور رکھ دیا گیا - ڈوچے



نے جلدی سے ریسیور رکھا - اور دوڑ کر مارک کے پاس پہنچ گیا - جو
سرچنگ ٹی - ایس مشین کے سامنے خاموش کھڑا تھا - وہ میزائل اور
مچھلی اب گھاس سے تقریباً باہر آ چکی تھیں -
چند لمحوں بعد یک لخت پورا کمرہ اس طرح لرزا جیسے اچانک
زلزلے کا جھٹکا لگا ہو - لیکن یہ جھٹکا ہلکا تھا - اس لئے وہ صرف لڑکھڑائے
ہی تھے - لیکن ان کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں - کیونکہ یہ جھٹکا ریڈ
میزائل کے فائر کا تھا - اور پھر سکرین پر پانی کے اندر سرخ رنگ کی
ایک چوڑی سی لکیر بجلی سے بھی زیادہ رفتار سے دوڑتی ہوئی نظر آئی -
اور پھر شاید ایک یا دو بار پلک جھپکنے کے وقفے کے دوران وہ
لکیر اس مچھلی اور کیپسول نما میزائل سے ٹکرا گئی - اور اس کے ساتھ
پوری سکرین پر تیز سرخ رنگ اس طرح چھا گیا جیسے کسی نے برش
سے سکرین پر تیز سرخ رنگ پینٹ کر دیا ہو -
ڈوچے سانس روکے کھڑا تھا - خوف ناک ریڈ میزائل اپنے
ٹارگٹ پر فائر ہو چکا تھا - ڈوچے نے ایک لحاظ سے دنیا کا سب
سے قیمتی میزائل فائر کرا دیا تھا -
سرخی کافی دیر تک سکرین پر چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ ہلکی پڑنے
لگی - لیکن ہلکی پڑنے کی رفتار کافی کم تھی - پھر کچھ دیر بعد سمندر کا پانی
نظر آنے لگ گیا - لیکن واقعی سمندر کے پانی کی کیفیت بتا رہی تھی
کہ وہاں خوف ناک طوفان آیا ہوا ہے - ڈوچے اور دکی بت بنے
خاموش کھڑے پانی کی شدید ترین ہلچل کو دیکھ رہے تھے - نجانے
سمندر کو پُرسکون ہونے میں کتنی دیر لگی - لیکن اب بھی پانی ہلکا سرخی

مائل ہی تھا۔

" اب اس سارے علاقے کو اچھی طرح سرچ کرو" ــــ ڈوچے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" سرچ کی ضرورت ہی کیا ہے جناب ـــ ریڈ میزائل فائر ہونے کے بعد کیا بچا ہو گا۔ دور دور تک وہ گھاس تک جل گئی ہو گی۔ ان لوگوں کے بچ جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ــــ مارک نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ پھر بھی تسلی ضروری ہے۔ جلدی کرو" ــــ ڈوچے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور مارک نے آگے بڑھ کر مشین کو اس طرح آپریٹ کرنا شروع کر دیا جیسے حکم کی مجبوری کی وجہ سے ایسا کر رہا ہو۔ ورنہ اس کی ضرورت نہ ہو۔

" سکرین پر منظر پھیلے سکڑتے رہے۔ مختلف منظر بدلتے رہے۔ واقعی گھاس بھی جل کر راکھ ہو چکی تھی۔ دور دور تک گھاس کا نام و نشان تک مٹ گیا تھا۔ پانی بھی اب تہہ میں سیاہی مائل ہو گیا تھا سرخی صرف اوپر کی سطح تک ہی محدود تھی۔ مارک کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ اور پھر اچانک سکرین پر ایک منظر ابھرا۔ اور مارک نے تو ہاتھ کھینچ لیا جب کہ ڈوچے چونک پڑا۔ سکرین پر سمندر کی سیاہی مائل تہہ میں کافی سارے مشینی ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ وہ سب اس طرح تڑے مڑے اور سیاہی مائل ہو رہے تھے جیسے کسی مشین کو خوف ناک آگ نے اپنی لپیٹ میں لے کر توڑ مروڑ دیا ہو۔



" اوہ۔ دیکھا۔ یہ آبدوز ہی تھی۔ یہ ٹکڑے آبدوز کے ہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے وہ جو بھی تھے بہرحال ختم ہو گئے۔ آبدوز کی یہ حالت ہے ظاہر ہے انسانوں کے جسم تو راکھ بن کر پانی میں مل گئے ہوں گے۔ ویری گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی۔ مشین بند کر دو۔ میں اب حفاظتی نظام دوبارہ آن کراتا ہوں" ــــ ڈوچے نے اس طرح طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جیسے کوئی خوف ناک خطرہ اس کے سر سے ٹل گیا ہو۔ اور مارک سر ہلاتے ہوئے مشین آف کرنے میں مصروف ہو گیا۔

کنورٹینل لانچ میں عمران اکیلا موجود تھا۔ جب کہ اس کے ساتھی اور کیپٹن ناصر اور اس کا گروپ سب آبدوز میں ہی موجود تھے۔ ظاہر ہے جب آبدوز کو ہک کر کے ساتھ لے جانا تھا تو پھر اس تنگ سی لانچ میں دوسروں کے آنے کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی۔

عمران لانچ کے اندر مخصوص طرز کی بنی ہوئی سٹریچر نما کرسی پر پشت کے بل لیٹا ہوا تھا۔ لانچ کا آپریٹنگ پینل اس کے چہرے سے کچھ اوپر لانچ کی چھت پر فکس تھا۔ یہ لانچ مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ تھی۔ اس لئے عمران کو صرف پینل پر لگے ہوئے بٹن دبانے اور نابیں ہی گھمانی پڑتی تھیں۔ پینل کے ساتھ ہی ایک سکرین بھی موجود تھی جس پر چار خلانے بنے ہوتے تھے۔ اور ہر خلانے میں لانچ کی مختلف سمتوں کا منظر نظر آرہا تھا۔ درمیانی خلانے سے صرف وہ منظر نظر آرہا تھا۔ جس طرف لانچ کا رخ تھا۔ اس لئے درمیانی خانے میں سطح سمندر




کی طرف کا منظر نظر آرہا تھا۔ میزائل نما لانچ آہستہ آہستہ آبدوز کو کھینچتی ہوئی اوپر کی طرف جارہی تھی۔ زیکو گھاس کی بے پناہ کشش اور آبدوز کے وزن کی وجہ سے لانچ کا طاقتور انجن پوری قوت سے چلنے کے باوجود اس کی رفتار خاصی آہستہ تھی۔ لیکن بہرحال لانچ اپنا مقصد پورا کر رہی تھی۔

عمران خاموش لیٹا ہوا بس سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ فی الحال تو ہر سکرین پہ صرف زیکو گھاس کے ریشے ہی نظر آرہے تھے۔ لیکن ان کی تعداد ہر لمحہ پہلے سے کم ہوتی جارہی تھی۔ اور عمران سکرین کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ یہ سوچ رہا تھا کہ گھاس سے باہر نکل آنے اور پھر مڑ کر آبدوز کو گھاس کے قطعات سے نکال جانے کے باوجود اُسے طویل عرصے تک انتظار کرنا پڑے گا تب جا کر آبدوز کی مشینری چالو ہوگی۔ اور پھر وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے آگے بڑھ سکے گا۔ اور اُسے دراصل یہی عرصہ بے حد کھل رہا تھا۔ بار بار اس کے ذہن میں یہی خیال رہتا کہ گھاس کے قطعات پار کرنے کے بعد وہ لانچ کو تو اس کے حال پر چھوڑ دے اور کنورٹینل لانچ کو لے کر گریٹ بال کے اندر گھس جائے۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ لیکن پھر اُسے مجبوراً یہ خیال جھٹکنا پڑتا۔ کیونکہ اس گریٹ بال کا حجم اور اس کے کسی حد تک حفاظتی نظام کو دیکھ لینے کے بعد اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ واٹر پاور کا یہ سنٹر عام سنٹر نہیں ہے۔ بلکہ یقیناً اس کے اندر ایک لحاظ سے کسی جدید ترین تنظیم کا پورا ہیڈ کوارٹر بند ہوگا۔ اس لئے اُسے تباہ کرنا بہرحال آسان کام نہ ہوگا۔ لیکن اگر مسئلہ

صرف یہاں تک ہی محدود ہوتا تب بھی عمران یہ رسک لے لیتا کیونکہ ایسے مواقع پر وہ اپنی جان کی کبھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اور یہ مشن بہرحال اتنا عظیم تھا کہ وہ اس پر ایک کیا اپنی ایک ہزار جانیں بھی قربان کر دینا اپنے لئے اعزاز سمجھتا لیکن آبدوز کی مشینری جام ہو جانے کی وجہ سے اُسے یہ خیال ترک کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اس طرح اس کے ساتھی پلان کے مطابق اس کی مدد بھی نہ کر سکتے تھے اور مشینری جام ہونے کی وجہ سے آبدوز کا حفاظتی نظام بھی یکسر فیل ہو کر رہ گیا تھا اور عمران جانتا تھا کہ آخری جنگ بہرحال ہولناک جنگ ہو گی۔ اس لئے لازماً گریٹ بال والے اس آبدوز کو بھی تباہ کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اور اس حالت میں وہ واقعی تباہ ہو جائے گی۔ یہی باتیں سوچتے ہوئے وہ سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ کہ یک لخت سکرین پر نظر آنے والے پانی میں تیز ہلچل سی محسوس ہوئی۔ اور ابھی عمران اس ہلچل کو دیکھ کر چونکا ہی تھا کہ اس نے ایک خانے میں تیز سرخ رنگ کی پٹی نما لکیر کو سمندر کے اندر دوڑتے دیکھا۔ یہ اسی خانے میں نظر آ رہی تھی جو خانہ اس وقت وہ سمت ظاہر کر رہا تھا۔ جدھر وہ گریٹ بال موجود تھی۔

"ریڈ میزائل" ——— عمران کے لبوں سے شاید زندگی میں پہلی بار خوف بھری آواز نکلی۔ اور ابھی اس کے الفاظ مکمل بھی نہ ہوئے تھے کہ یک لخت وہ اس مخصوص ہیڈ سمیت پٹخنیاں کھانے لگا۔ اور ان پٹخنیوں کا احساس بھی اُسے صرف ایک لمحے کے ہزارویں حصے کی حد تک ہی ہوا۔ اس کے بعد تو اُسے یوں محسوس



ہوا جیسے اس کا جسم کسی لاوا اگلتے آتش فشاں کے خوف ناک دھانے میں گر گیا ہو۔ جیسے اس کا جسم اس سوکھی لکڑی کی طرح یک لخت بھڑک اٹھا ہو۔ جس پر پٹرول ڈال کر آگ لگا دی گئی ہو۔ یہ آخری احساس تھا اس کے بعد سب احساسات یک لخت فنا ہو گئے۔ اور عمران کے ذہن پر موت کی سیاہ چادر سی پھیل گئی۔

## ختم شد

عمران سیریز میں واٹر پاور کے عظیم سلسلے کی ایکشن سے
بھرپور ایک منفرد کہانی۔

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

# گریٹ وکٹری

• خوف ناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔

• عمران۔ جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے عمران کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہو۔ عمران کا کیا حشر ہوا۔

• گریٹ بال۔ یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی خوف ناک منصوبہ۔ اور جب یہودی اس خوف ناک منصوبے کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے تو۔۔۔۔؟

• وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آبدوز میں اس طرح بند کر دیا گیا۔ کہ وہاں سے نکلنا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔ ایسی بندش کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہو گئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی کو اٹھا کر بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔ صدیقی کی وہ حیرت انگیز تجویز کیا تھی۔ کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

وہ لمحہ جب گریٹ بال مکمل ہو گیا۔ لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی مسلم ممالک خوف ناک تباہی کی زد میں آ گئے۔ پوری دنیا کے یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔ مگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بے حس و حرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا۔ کیوں۔ آخر کیوں؟۔

وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور پھر ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ عمران کا کیا انجام ہوا۔؟

• ایک ایسی کہانی۔ جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں دھکیل دے گی۔

• ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو جائیں۔ کیا واقعی عمران غدار تھا۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

• گریٹ وکٹری:۔ آخر کس کا نصیب بنی۔ یہودیوں یا مسلمانوں کا۔۔۔۔۔؟

بے پناہ ایکشن۔ جان لیوا سسپنس اور بے مثال انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

## شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

| نام | حصہ | نام | حصہ |
|---|---|---|---|
| کاروان دہشت | اول | ٹاپ راک | اول |
| کاروان دہشت | دوم | ٹاپ راک | دوم |
| جیالے جاسوس | اول | جولیا فائٹ گروپ | اول |
| جیالے جاسوس | دوم | جولیا فائٹ گروپ | دوم |
| جوانا ان ایکشن | اول | اسٹار ٹریک | اول |
| جوانا ان ایکشن | دوم | اسٹار ٹریک | دوم |
| فیس اف ڈیتھ | اول | پاور لینڈ | اول |
| فیس اف ڈیتھ | دوم | پاور لینڈ | دوم |
| بلیک ڈیتھ | اول | ہاٹ ناٹ | اول |
| بلیک ڈیتھ | دوم | ہاٹ ناٹ | دوم |
| ونڈر پلان | اول | ہیکل سلیمانی | اول |
| ونڈر پلان | دوم | ہیکل سلیمانی | دوم |
| لیڈی سندر تا | اول | ساجان سنٹر | اول |
| لیڈی سندر تا | دوم | ساجان سنٹر | دوم |
| پاور لینڈ کی تباہی | اول | لیڈیز مشن | اول |
| پاور لینڈ کی تباہی | دوم | لیڈیز مشن | دوم |

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ' ملتان

مظہر کلیم ایم اے

یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان